نشرِ ثانی مع اضافہ
شیخ عبد القادر جیلانی
اور مقامِ غوثیتِ کبریٰ
تالیف
ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی
www.facebook.com/darahlesunnat

نشرِ ثانی مع اضافہ

شیخ عبد القادر جیلانی

اور

مقامِ غوثیتِ کُبریٰ

تالیف

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی حفظہ اللہ تعالیٰ

موضوع: سیرت ومَناقب

عنوان: شیخ عبدالقادر جیلانی اور مقامِ غوثیت کُبریٰ

تالیف: ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

عددِ صفحات: ۴۳۲

سائز: ۲۳ × ۳٦

ناشر: ادارۂ اہلِ سنّت کراچی۔

 : idarakutub@gmail.com

: 00971559421541

: 00923459080612

آن لائن/ نشرِ ثانی

۱۴۴٦ھ / ۲۰۲۴ء

ISBN:

تالیف

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

مُعاوِن

مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی

بسم الله الرحمن الرحيم

شرفِ انتساب

نائبِ غوثِ اعظم، امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا کے نام

جو حضور پُرنور، سیّد الاَفراد، قُطب الاِرشاد، غوثِ اعظم، قطبِ عالَم، شیخ عبدالقادر حسنی حسینی جیلانی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ظاہری و باطنی فیوض و برکات کے حقیقی امین، اور نائبِ غوثِ اعظم ہیں۔ آپ کی توجہ اور دینی خدمات کے طفیل تمام عالَمِ اسلام، بالخصوص پاک و ہند میں اہلِ سنّت و جماعت کا بول بالا ہے!۔

امامِ اہلِ سنّت رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی ساری زندگی دینِ متین کے لیے کوشاں رہے۔ اللہ تعالی امامِ اہلِ سنّت کے مزارِ پُرانوار پر کروڑہا کروڑ رحمتیں نازل فرمائے، اور ہمیں اُن کے مشن (Mission) کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین بجاہ سیّد المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدنا ومولانا وحبيبِنا وشفيعِنا وقرّةِ أعيُنِنا محمدٍ، وعلى آلِه وصحبِه وبارَك وسلَّم، والحمدُ لله ربّ العالمين!.

دعاگو و دعاجو

محمد اسلم رضا میمن تحسینی

۱۱ ربیع الثانی ۱۴۴۶ھ/ ۱۵ اکتوبر ۲۰۲۴ء

فہرستِ مضامین

فہرست

شجرہ عالیہ قادریہ بَرکاتیہ رضویہ

یاالٰہی رَحم فرما مصطفٰی کے واسطے
یارسولَ اللہ کَرم کیجے خدا کے واسطے

مشکلیں حَل کَر شَہِ مشکل کُشا کے واسطے
کَر بَلائیں رَد شہیدِ کَربلا کے واسطے

سیّدِ سجّاد کے صدقے میں ساجِد رَکھ مجھے
علمِ حَق دے باقِرِ علمِ ہُدیٰ کے واسطے

صِدقِ صادِق کا تَصدُّق صادِقُ الاِسلام کَر
بے غَضَب راضِی ہو کاظِم اور رضا کے واسطے

بہرِ معروف وسَری، معروف دے بے خود سَری
جُندِ حَق میں گِن، جنیدِ باصَفا کے واسطے

بہرِ شِبلی شیرِ حَق، دُنیا کے کُتوں سے بچا
ایک کا رَکھ عبدِ واحِد بےرِیا کے واسطے

بُوالفَرَح کا صدقہ کَر، غم کو فَرَح دے حُسن وسَعد
بُو الحَسن اور بُو سعیدِ سَعدزَا کے واسطے

قادِری کر قادِری رَکھ قادِریوں میں اُٹھا
قدرِ عبدُ القادِرِ قدرت نُما کے واسطے

أَحسَنَ اللهُ لَهُ رِزْقاً سے دے رزقِ حَسن
بندۂ رزّاق تاجُ الاَصفیاء کے واسطے

نَصرِاَبی صالح کا صدقہ، صالح ومنصور رَکھ
دے حیاتِ دِیں مُحیِ جاں فزا کے واسطے

طُورِ عِرفان وعُلُوّ وحمد وحُسنیٰ وبَہا
دے علی موسیٰ حَسن احمد بَہا کے واسطے

بہرِ ابراہیم مجھ پر نارِ غَم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے

خانۂ دل کو ضیاء دے، رُوئے اِیماں کو جمال
شَہ ضیاء مَولیٰ جمالُ الاَولیاء کے واسطے

دے محمد کے لیے روزی کر احمد کے لیے
خوانِ فضلُ اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

دِین ودنیا کی مجھے برکات دے برکات سے
عشقِ حَق دے عشقئ عشق اِنتما کے واسطے

حُبِّ اہلِ بیت دے آلِ محمد کے لیے

کر شہیدِ عشق، حمزہ پیشوا کے واسطے

دِل کو اچھا، تَن کو ستھرا، جان کو پُرنور کر

اچھے پیارے شمسُ الدِیں بدرُ العُلیٰ کے واسطے

دو جہاں میں خادِم آلِ رسولُ اللہ کر

حضرتِ آلِ رسولِ مُقتدا کے واسطے

نُورِ جان ونُورِ اِیماں نُورِ قبر وحَشر دے

بُو الحسینِ احمدِ نُوری لِقا کے واسطے

کر عطا احمد رضائے احمدِ مرسَل مجھے

میرے مَولیٰ حضرتِ احمد رضا کے واسطے

سایۂ جملہ مشایخ یا خدا ہم پر رہے

رَحم فرما آلِ رحمں مصطفیٰ کے واسطے

یا خدا کر غَوثِ اعظم کے غلاموں میں قَبول

ہم شبیہِ غَوثِ اعظم مصطفیٰ کے واسطے

شُغلِ تحسینِ مشایخ ہو عطا یا رب مجھے

میرے مرشد سیّدی تحسیں رضا کے واسطے

مسلکِ احمد رضا پر دائمًا مجھ کو چلا

حامئ دینِ متیں تحسیں رضا کے واسطے

صدقہ اِن اَعیاں کا دے چھ عین، عزّ، علم و عمل

عَفو و عِرفاں عافیت، اِس بےنَوا کے واسطے

تقریظِ جلیل

مفتیِ اہل سنّت علّامہ وسیم اختر حفظہ اللہ تعالیٰ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدُ لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على سيّد المرسَلين، وعلى آله وأصحابه أجمعين، أمّا بعد:

پاسبان وناشرِ مسلکِ رضا، اَخی فی اللہ، عزیزی حضرت علّامہ ومولانا ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی -زِید مجدُہم- کی تصنیفِ لطیف "شیخ عبد القادر جیلانی اور مقامِ غوثیتِ کُبریٰ" کا تقریبًا بالاِستیعاب مطالعہ کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ ہمیں بے حد خوشی ہے کہ اس موضوع پر قلم اُٹھانا وقت کی اہم ترین ضرورت تھی، جس کو مصنِّف -زِیدَ مجدُہم- نے بدرجہ اتم پورا کیا!۔

اس کتاب میں سرکار غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت، اور ان کے علم وفضل کا شاندار بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب نہ صرف سرکار غوثِ اعظم کی عظمت وبزرگی کو اُجاگر کرتی ہے، بلکہ تصوّف اور ولایت کے حقیقی مفاہیم کو بھی وضاحت سے بیان کرتی ہے۔

مصنِّف نے کتاب میں سرکار غوثِ اعظم کو ایک معتبر علمی ورُوحانی شخصیت کے طَور پر پیش کیا ہے۔ سرکار غوثِ اعظم کو مصدرِ فیوضِ ولایت قرار دیا گیا ہے، اور یہ حقیقت کتاب کے مختلف ابواب میں واضح طَور پر بیان کی گئی ہے۔ کتاب میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ پیر بننے کے لیے علمِ دِین کا حصول ضروری ہے، جس سے علمِ شریعت کی اہمیت اور حقیقت واضح ہوتی ہے، اور علمِ لدُنی کا مفہوم بھی واضح ہوتا ہے۔

کتاب میں یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ پیر بننے کے لیے چار ۴ اہم شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے، اور نااہل گدی نشینوں کے نقصانات و مضرّات کو بھی بڑی خوبصورتی سے بیان کیا گیا ہے۔ یہ بات بھی قابل غَور ہے کہ سرکار غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ فقط ایک پیر نہیں، بلکہ اپنے دَور کے سب سے بڑے عالم اور مفتی بھی تھے، اور یہ چیز اُن کی علمی و رُوحانی عظمت کو مزید اُجاگر کرتی ہے!۔

کتاب میں اَولیائے کرام کے درمیان باہمی تفضیل، اور تصوُف کی صحیح تعریف پر بھی رَوشنی ڈالی گئی ہے، جو کہ تصوُف کی رُوحانیت کو سمجھنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے، خاص طَور پر غوثیتِ کبری اور امام مَہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ظُہور کے حوالے سے جو معلومات دی گئی ہیں، وہ اس کتاب کی علمی و رُوحانی اہمیت کو مزید بڑھاتی ہیں!۔

اس عظیم علمی و رُوحانی تحفے کی تالیف پر مصنِّف کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہیں! ان کی محنت، تحقیق اور عزم نے اس کتاب کو ایک قیمتی دستاویز بنادیا ہے، جو قارئین کو علم اور رُوحانیت کے سمندر میں غَوطہ زَن ہونے کی دعوت دیتی ہے!۔

آج عوامِ اہل سنّت کی بڑی تعداد علمِ دین سے غافل بھی ہے، دُور بھی اور بے رغبت بھی ہے، لہذا انہیں رُوحانیت کے نام پر بیوقوف بنانا بہت آسان ہوگیا ہے۔ جاہل پیروں، بے عمل واعظوں، اور زَرق بَرق لباس میں ایکٹر نما نعت خوانوں نے، اس قوم کو ہر طرف سے گھیر رکھا ہے! دِین کے نام پر جہالت، بدعات اور ناجائز کاموں میں پھنسا رکھا ہے، لہذا ان کے دامِ تزویر سے چھڑانے کا ایک ہی طریقہ ہے، کہ علم کی رَوشنی عوامِ اہلِ سنّت میں عام کی جائے؛ تاکہ وہ ان فریبیوں کو پہچان کر ان سے دُوری اختیار کریں، اور اپنی دنیا و آخرت سنوار سکیں!۔

یاد رہے کہ ولایت کا سب سے اعلیٰ منصب غوثیتِ کبریٰ ہے، اور تمام سلاسل کے جُمہور اَولیائے کرام اس بات پر متفق ہیں، کہ حضرت امام مَہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے آنے تک، حضرت سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی -قدّس سرّہ الربانی- اس عظیم منصب پر فائز ہیں، اور ان کے ماسِوا جتنے بھی اَولیائے کرام کو غوث قرار دیا گیا، اس سے مراد اُن کے اپنے اپنے زمانہ کی غوثیت ہے، نہ کہ غوثیتِ کبریٰ!۔

امامِ اہلِ سنّت، مُجددِ دین وملّت، امام احمد رضا خان قادری -علیہ رحمۃ الرحمن- نے "فتاوی رضویہ" میں اس پر بکثرت دلائل تحریر فرمائے ہیں۔ اور کسی پر یہ بات مخفی نہ رہے کہ اعلی حضرت، شریعت وطریقت دونوں میدانوں کے شَہسوار ہیں، ان کی بات دونوں جگہوں پر حجت ہے! جو لوگ شاذ اقوال یا کسی بزرگ سے منقول کسی قول کی مَن مانی تاویل کرکے، لوگوں کو اپنے سلسلے کی افضلیت بیان کرتے ہیں، ان سے گزارش ہے کہ فضیلت اور افضلیت کے فرق کو ملحوظِ خاطر رکھیں، اور جُمہور اَولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم، خصوصًا اعلی حضرت امامِ اہلِ سنّت، امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ کے خلاف نہ کریں! اللہ تعالی ہمیں تمام اَولیائے کرام کا باادب بنائے، اور ان تمام اَولیائے کرام کے فُیوض وبرکات سے ہمیں بھی وافر حصہ عطا فرمائے!۔

اَخی فی اللہ عزیزی، حضرت علّامہ ومولانا ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی -زیدَ مجدُہم- کی اس عظیم کاوِش کو اللہ تعالی اپنی بارگاہ میں شرفِ قبول عطا فرمائے، اور انہیں مسلکِ رضا کی مزید ترویج واِشاعت، اور دینِ متین کی خُوب خدمت کی توفیق عطا فرمائے، آمین بجاہ النبی الاَمین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم!۔

ابو الحسنین **مفتی وسیم اختر**

چیئرمین اہلسنّت فتویٰ کونسل، پاکستان

مہتمم ورئیس جامعہ ودار الاِفتاء فیضانِ شریعت، کراچی

۲۰ صفر المظفّر ۱۴۴۶ھ / ۲۶ اگست ۲۰۲۴ء

مقدمۃ الکتاب

الحمد لله، والصّلاةُ والسّلامُ على سيِّدنا رسولِ الله، وعلى آلِهِ وصَحبِه ومَن وَالَاه، وبعد:

حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ اللهَ إِذَا أَحبَّ عَبْدًا دَعَا جِبرِيلَ فَقَال: إِنِّي أُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ، قَالَ: فَيُحِبُّهُ جِبرِيلُ، ثُمَّ يُنَادِي فِي السَّمَاءِ فَيَقُولُ: إِنَّ اللهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ، فَيُحِبُّهُ أَهلُ السَّمَاءِ. قَالَ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ القَبُولُ فِي الأَرضِ»[1] ...إلخ.

"اللہ تعالی جب کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو حضرت جبریل سے فرماتا ہے کہ "میں فُلاں بندے سے محبت کرتا ہوں، تم بھی اُس سے محبت کرو" حضرت جبریل اس سے محبت کرتے ہیں، پھر وہ آسمان میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی فلاں شخص سے محبت کرتا ہے، تم بھی اُس سے محبت کرو، چنانچہ آسمان والے بھی اُس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر اُس کے لیے زمین میں مقبولیت رکھ دی جاتی ہے!"۔

حضور غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار بھی، اللہ تعالی کے ایسے ہی مقرَّب بندوں میں ہوتا ہے۔ آپ کی ذاتِ گرامی کسی تعارُف کی محتاج نہیں، آپ کی شان، عظمت اور رِفعت، روزِ رَوشن کی طرح عیاں ہے، یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان، قُطب الاِرشاد شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے والہانہ عقیدت و محبت رکھتے ہیں، اور آپ کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، آپ کی رُوحانی شخصیت کی

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب البِر والصِلة والأدب، ر: ٦٧٠٥، صـ١١٤٨.

بدَولت صراطِ مستقیم سے بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہِ راست پر آنا نصیب ہوا، اور گلشنِ اسلام بھی ترو تازہ ہوا!۔

سرکار غوثِ اعظم مَصدرِ فیضِ ولایت ہیں

حضور غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ انسانوں کے ساتھ ساتھ جنّات اور ہر سلسلۂ طریقت کے شیخ ہیں؛ کہ اللہ تعالی نے آپ کو غَوثیتِ کُبری کے منصب سے نوازا ہے! آپ مرکزِ دائرۂ قطبیت اور مَصدرِ فیضِ ولایت ہیں، منصبِ غَوثیت حضرت سیّدنا امام حَسن عسکری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بعد، حضور غَوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو عطا ہوا، اور تا ظُہورِ سیّدنا امام مَہدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، یہ منصبِ وقیع اور مرتبۂ عظمیٰ، سیّدنا غوثِ اعظم کے پاس ہی رہے گا، لہذا ہمارے سرکار شیخ عبد القادر جیلانی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ تمام عالَم کے غوث، بلکہ سب غَوثوں کے غَوث، اور سب اَولیاء اللہ کے سردار ہیں، اور اُن سب اَولیاء کی گردنوں پر سرکار غوثِ اعظم کا قدمِ پاک ہے![1]۔

منصبِ غوثیت کبری تا ظُہور سیّدنا امام مَہدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سرکارِ غوثیت کے پاس ہے، اس بات کا اظہار حضور غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے ایک شعر میں یوں فرمایا ہے: ع

وَلَنا الولايةُ مِن ألستُ بِرَبّكم

وإمامُنا المَهديّ فهو خِتامُنا[2]

"عالَمِ اَرواح میں ألستُ بِرَبّكم والے دن سے، ہمیں خاص ولایت حاصل ہے

---

(۱) دیکھیے: "فتاوی رضویہ" کتاب الحظر والاِباحۃ، ۱۷/۴۲۔
(۲) انظر: "فُتوح الغَيب" ومن نظم الشيخ المنسوب إليه رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، صـ۲۲۷.

اور ہمارے اِمام حضرت مَہدی ہیں، اور وہی ہمارے خاتم ہیں!"

پیر بننے سے پہلے علمِ دِین حاصل کرنا ضروری ہے

سرکارِ غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے خَلوَت نشینی (راہِ سُلوک) سے پہلے علمِ دین حاصل کیا، درس وتدریس کے ذریعے ہزاروں تشنگانِ علم کی پیاس بجھائی، علمائے دِین اور صُوفیائے کرام کو تصوُف کا حقیقی معنی ومفہوم سمجھایا، اس کے بعد لوگوں کو مرید بنانا اور سلسلہ میں داخل کرنا شروع کیا، اور پھر اپنے شاگردوں اور مریدوں کو اسی بات کی تعلیم دی، جیسا کہ ایک مقام پر حضور پُرنور سرکارِ غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: "تفقَّهْ ثمّ اعتزِلْ! مَن عبدَ اللهَ بغير علم، كان ما يُفسِده أكثرَ ممّا يُصلِحه، خُذْ معك مصباحَ شرعِ ربِّك!"[1] "علمِ دین سیکھو اس کے بعد خَلوَت نشیں ہو (یعنی تصوُف ورُوحانیت کی طرف آؤ) جو بغیر علم کے خدا کی عبادت کرتا ہے، وہ جتنا سنوارنا چاہے گا، اُس سے زیادہ بگاڑے گا، لہذا اپنے ساتھ شریعت کی شمع لے لو!"۔

لیکن نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے زمانے کے پیر اور گدی نشیں حضرات کی اکثریت، ظاہری دینی عُلوم اور تقویٰ وپرہیز گاری سے بہت دُور ہے، ایسے جاہل ڈبہ پیر، شریعت کو راہِ سُلوک سے جُدا سمجھتے ہیں، اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اَحکامِ شریعت پر عمل کیے بغیر وہ چِلّہ کشی اور خَلوَت نشینی کے ذریعے، حقیقت ومعرفت کی منزل کو پالیں گے، حالانکہ وہ لوگ سخت غلطی اور دھوکے میں ہیں!۔

---

(۱) "بهجة الأسرار" ذكر فصول من كلامه مرصّعاً بشيء ...إلخ، صـ١٠٦.

علمِ لدُنی اور جہالت کی بہانے بازی

بعض لوگ اپنی مریدانہ عقیدت میں کہتے ہیں کہ "اگرچہ ہمارے پیر صاحب نے کسی مدرسہ سے باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی، اگرچہ انہیں علومِ عربیہ ودینیہ حاصل نہیں، لیکن اللہ تعالی نے حضرت شیخ عبد العزیز دَبّاغ رحمہ اللہ تعالی کی طرح ہمارے پیر کو بھی علمِ لدُنی عطا فرمایا ہے"۔ محض اپنے پیر کی محبت وعقیدت میں ایسا دعوی کرنا ہرگز دُرست نہیں؛ کیونکہ حدیثِ پاک میں تو فرمایا گیا ہے: «وَإِنَّمَا العِلمُ بِالتَّعَلُّمِ»[1] "بے شک علم باقاعدہ سیکھنے سے ہی آتا ہے" لہذا کبھی کبھی کسی عالمِ دین سے ملاقات، یا ان کی بارگاہ میں حاضری کو "تعلُّم" نہیں کہتے، بلکہ تعلُّم سے مراد یہ ہے کہ باقاعدہ علم حاصل کیا جائے، اور علماء کے پاس بیٹھ کر سیکھنے کا عمل، طویل مدّت تک، مسلسل جاری رکھا جائے!۔ علم سیکھنے سکھانے کی اس مسلسل کوشش میں، اللہ تعالی جو اِنشراحِ قلبی اور فتحِ باب عطا فرماتا ہے، اُسے "علمِ لدُنی" کہتے ہیں[2]۔

امام اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ "علم لدُنی دو قسم ہے: (۱) رحمانی (۲) اور شیطانی۔ اور ان کے پہچاننے کا معیار وحی ہے، کہ جو اس کے مطابق ہے رحمانی ہے، اور جو اس کے خلاف ہے شیطانی ہے"[3]۔ اور وحی کے معیار پر پورا اُترنے والا علمِ لدُنی، کسی جاہل کو عطا ہو جائے، ایسا ہرگز نہیں ہوتا!۔

جہاں تک شیخ عبد العزیز دَبّاغ رحمہ اللہ تعالی کا مُعاملہ ہے، تو اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ وہ اُمّی (بظاہر لکھنا پڑھنا نہیں جانتے) تھے، لیکن انہوں نے اپنے بزرگوں کی

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب العلم، ر: ٦٧، صـ١٦.
(۲) انظر: "مرقاة المفاتيح" كتاب العلم، ١/ ٢٨٠، ملخّصاً.
(۳) دیکھیے: "فتاوی رضویہ" کتاب الرد والمناظرہ، ۲۲/ ۱۶۳۔

صحبت میں رہتے ہوئے، زبانی (سینہ بہ سینہ) علم حاصل کیا، جن میں شیخ محمد اللهواج، شیخ عبداللہ بناوی، شیخ منصور اور شیخ عمر قدّست اسرارہم وغیرہ کے اسمائے گرامی خاص طَور پر قابل ذکر ہیں، ان مشائخِ سلسلہ سے شیخ دَبّاغ نے عُلومِ حقیقت وطریقت باقاعدہ سیکھے (۱)۔

شیخ ابو علی حسن بن محمد بن قاسم کوہن فاسی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب "طبقات الشاذلیّۃ الکبری" میں لکھتے ہیں کہ "شیخ دَبّاغ دَر حقیقت اُمّی تھے، اور وہ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے، تاہم جو شخص آپ کے عُلوِ مرتبت کو جاننا چاہتا ہے، اُسے چاہیے کہ وہ کتاب "الاِبریز" کا مطالعہ کرے، جس کو ان کے شاگرد احمد بن مبارک سجلماسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرتَّب کیا ہے۔ "الاِبریز" میں شیخ دَبّاغ رحمہ اللہ تعالیٰ نے تصوُّف کے اَحوال ومَعارف پر سَیر حاصل بحث کی ہے" (۲)۔

نیز شیخ عبد العزیز دَبّاغ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیفات بھی اس بات پر شاہد ہیں کہ انہیں علمِ لدُنی حاصل تھا، جبکہ آج کل کے جاہل مرید اپنے پیر کی جہالت عیاں ہونے کے باوُجود، اُس کے لیے علمِ لدُنی کا دعوی کرتے ہیں، لیکن عملاً حال یہ ہے کہ اُن کے بیان کردہ بیشتر مسائل اور باتیں شریعت سے متصادِم ہوتی ہیں، جس کی وجہ سے بار بار انہیں اپنے گزشتہ مَوقِف سے رُجوع، تَوبہ اور تجدیدِ ایمان کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے! لہذا (علمِ لدُنّی کے) ایسے دعوؤں کو بلاچُون وچَرا ماننا کسی طَور پر دُرست نہیں؛ کیونکہ اگر ایسا ہو تو مستقبل میں ہر جاہل پیر، باقاعدہ علمِ شریعت سیکھنے کے بجائے "علمِ لدُنّی" کا نام لے کر بہانے بازیوں سے کام چلائے گا، اور اپنے جاہل مریدوں کو بے وُقوف بناتا رہے گا!۔

---

(۱) انظر: "طبَقات الشاذليّة الكبرى" مولانا عبد العزيز الدَبّاغ، صـ۱٤۰، ملخّصاً. "شیخ عبد العزیز دَبّاغ کی صُوفیانہ فکر کے برِّعظیم پر اثرات کا تحلیلی مطالعہ" ط۔

(۲) انظر: "طبَقات الشاذليّة الكبرى" مولانا عبد العزيز الدَبّاغ، صـ۱٤۱، ملخّصاً.

لہذا جو پیر صاحبان عالمِ دین نہیں، اگر وہ واقعی رسولِ اکرم ﷺ سے سچا پیار کرتے ہیں، تو انہیں چاہیے کہ اُمّت کی حالتِ زار پر رحم کریں، اور ایسے بے دلیل اور بے سروپا دعووں کا سلسلہ مکمل طَور پر بند کریں! بصورتِ دیگر آپ کی دیکھا دیکھی دوسرے پیروں کے جاہل مرید بھی، اپنے اپنے پیروں کے لیے ایسے ہی دعوے کرنا شروع کر دیں گے، اور یُوں جہالت کا ایک ایسا دروازہ کھل جائے گا جسے شاید پھر کبھی بند نہ کیا جا سکے!۔

نیز عین ممکن ہے کہ جس طرح آج آپ کے جاہل مرید، شیخ عبد العزیز دبّاغ رحمہ اللہ تعالی کی مثالیں دے کر آپ کے لیے علمِ لدُنی ثابت کر رہے ہیں، مستقبل میں کوئی آپ کی مثالیں دے کر اپنے جاہل پیر کے لیے علمِ لدُنی ثابت کرنے کی کوشش کرے! لہذا اگر اس بات کا فَوری سدِباب نہ کیا گیا، تو حضور نبیٔ کریم ﷺ کی اُمّت، نسل دَر نسل مُہلکین (ہلاک کرنے والوں) کے ہاتھوں ہلاک ہوتی رہے گی!۔

پیر بننے کے لیے چار شرطوں کا پایا جانا انتہائی ضروری ہے

کسی پیرِ کامل کی نَیابت وخلافت اور سجادہ نشیں بننے کے لیے، علمائے دین نے کچھ شرطیں بیان کی ہیں، ان کا پورا کیا جانا انتہائی ضروری ہے، بصورتِ دیگر کوئی بھی شخص پیر بننے اور کسی کو بیعت کرنے کا اہل نہیں ہو سکتا! جبکہ مَوجودہ زمانے کے گدی نشیں حضرات کی اکثریت جاہل اور پیر بننے کے لیے نااہل ہے؛ کیونکہ وہ لوگ ان شرطوں پر پورا نہیں اُترتے!۔

ایک پیر کے لیے جن شرائط وصفات سے متّصف ہونا ضروری ہے، انہیں بیان کرتے ہوئے امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا:

(۱) "شیخ کا سلسلہ باتّصالِ صحیح، حضورِ اقدس ﷺ تک پہنچا ہو، بیچ میں منقطع نہ ہو؛ کہ منقطع کے ذریعہ سے اتّصال ناممکن ہے۔

❊ بعض لوگ بلا بیعت محض بزعمِ وراثت، اپنے باپ دادا کے سجادے پر بیٹھ جاتے ہیں۔

❊ یا بیعت تو کی تھی مگر خلافت نہ ملی تھی، بلااِذن مُرید کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

❊ یا سلسلہ ہی وہ کہ قطع کر دیا گیا، اس میں فیض نہ رکھا گیا، لوگ براہِ ہَوس اس میں اِذن و خلافت دیتے چلے آتے ہیں۔

❊ یا سلسلہ فی نفسہ صحیح تھا، مگر بیچ میں کوئی ایسا شخص واقع ہوا جو بوجہِ انتفائے بعض شرائط، قابلِ بیعت نہ تھا، اس سے جو شاخ چلی وہ بیچ میں سے منقطع ہے۔

ان صورتوں میں اس بیعت سے ہرگز اتّصال حاصل نہ ہوگا، بیل سے دودھ یا بانجھ سے بچہ مانگنے کی مَت جُدا ہے!۔

(۲) (دوسری شرط) شیخ سُنّی صحیح العقیدہ ہو، بدمذہب گمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہنچے گا، نہ کہ رسول اللہ ﷺ [تک]۔ آج کل بہت کھلے ہوئے بد دِینوں، بلکہ بے دینوں، حتی کہ وہابیہ نے (کہ سرے سے منکِر و دشمنِ اَولیاء ہیں) مکّاری کے لیے پیری مُریدی کا جال پھیلا رکھا ہے، ہوشیار خبردار! احتیاط احتیاط! ع

اے بسا ابلیس آدم رُوئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست[۱]

---

(۱) دیکھیے: "مثنوی معنوی" دَر فرق میان محقق ومدعی حدیث: النظر إلى وجه العالم عبادة، دفترِ اوّل، صـ۲۳۔ "گلدستہ مثنوی" صـ۶۰۔

(۳) عالِم ہو۔ **اقول:** علمِ فقہ اس کی اپنی ضرورت کے قابل کافی، اور لازم کہ عقائدِ اہلِ سنّت سے پورا واقف ہو، کفر واسلام وضَلالت وہدایت کے فرق کا خُوب عارِف ہو، ورنہ آج بدمذہب نہیں تو کل ہو جائے گا!۔

فمَن لم يعرف الشرَّ فيوماً يقع فيه!

"جو شَر سے آگاہ نہیں، وہ ایک دن اس میں جا پڑے گا!"

صدہا کلمات وحرکات ہیں جن سے کفر لازم آتا ہے، اور جاہل براہِ جہالت اُن میں پڑ جاتے ہیں! اوّل تو خبر ہی نہیں ہوتی کہ ان سے قول یا فعلِ کفر صادر ہوا، اور بے اطلاع تَوبہ ناممکن، تو مبتلا کے مبتلا ہی رہے! اور اگر کوئی خبر دے تو ایک سلیمُ الطبع جاہل ڈَر بھی جائے، توبہ بھی کر لے، مگر وہ جو سجّادۂ مشیخت پر ہادِی ومُرشد بنے بیٹھے ہیں، ان کی عظمت جو خود اُن کے قلوب میں ہے، کب قبول کرنے دے؟! ﴿وَ اِذَا قِیْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ﴾[1] "جب اس سے کہا جائے کہ اللہ تعالی سے ڈر! تو اُسے اَور ضد چڑھتی ہے گناہ کی"۔

اور اگر ایسے ہی حق پرست ہوئے اور مانا تو کتنا؟ اتنا کہ آپ تَوبہ کر لیں گے، قول وفعلِ کفر سے جو بیعت فسخ ہوگئی، اب کسی کے ہاتھ پر بیعت کریں، اور شجرہ اس جدید شیخ کے نام سے دیں، اگرچہ شیخِ اوّل ہی کا خلیفہ ہو، یہ ان کا نفس کیونکر گوارا کرے؟! نہ اسی پر راضِی ہوں گے کہ آج سے سلسلہ بند کریں، مُرید کرنا چھوڑ دیں، لاجَرم وہی سلسلہ کہ ٹُوٹ چکا جاری رکھیں گے۔ لہذا عالِمِ عقائد ہونا لازم!۔

---

(١) پ٢، البقرة: ٢٠٦.

(۴) (چوتھی شرط)فاسقِ مُعلِن[۱] نہ ہو"[۲]۔

نااہل گدی نشیں مقرّر کیے جانے کی بڑی وجہ مَورُوثی سوچ کا غلبہ ہے

آج ہماری خانقاہوں، آستانوں اور دینی مدارِس میں، نااہل اور جاہل گدی نشیں مقرّر کیے جانے کی ایک بڑی وجہ، ہمارے دِل ودماغ پر مَورُوثی سوچ کا غلبہ بھی ہے۔ اور اس برائی کے پھیلاؤ میں دینی مدارِس کے بعض بانی حضرات (Founders)، مہتمم وسربراہ، اور وہ پِیر صاحبان بھی برابر کے شریک ہیں، جو اہلیت دیکھے بغیر اپنی اَولاد میں سے کسی کو گدی نشیں مقرّر کر جاتے ہیں! کیا وہ پِیر یا مولانا صاحب زندگی بھر میں ایک بھی ایسا مرید یا شاگرد تیار نہیں کر سکے، جو اُن کا گدی نشیں اور نائب ہونے کا اہل قرار پاتا؟! اور کیوں نسل دَر نسل پِیر کا بیٹا پِیر، اور مرید کا بیٹا ہمیشہ مرید ہی رہتا ہے؟!

نااہل گدی نشیں مقرّر کرنے کا نقصان

پِیری مریدی کا سلسلہ شروع کرنے کا بنیادی مقصد "دعوت اِلی اللہ" تھا، لوگوں کو اَحکامِ شریعت کا پابند بنانا تھا، لیکن صد افسوس کہ جیسے جیسے پکے سچے صُوفیائے کرام اور علمائے کرام وِصال پاتے جارہے ہیں، دینی مدارِس اور خانقاہوں میں اُن کے گدی نشیں کے طَور پر نااہل، جاہل، بے عمل، فاسق اور مفاد پرست لوگ قابض ہوتے جارہے ہیں!۔

---

(۱) دیکھیے: "فتاوی رضویہ" "کتاب الشتّی، رسالہ "السَّنِية الأنِيْقة في فتاوى أفريقة" ۲۲/ ۶۴۰، ۶۴۱۔

(۲) جو شخص اعلانیہ طَور پر شراب نوشی، سُود خوری، رشوت ستانی، اور بدکاری جیسے کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہو، یا فرائض وواجبات کو ترک کرے، وہ فاسق مُعلِن ہے، لہذا ایسا شخص پیر بننے کا اہل نہیں ہے!۔

حقیقی صُوفیائے کرام دنیا اور اس کی رنگینیوں سے دُور بھاگا کرتے، اُن کا مقصد دُنیوی مال ودَولت کا حُصول ہرگز نہیں ہوتا، انہیں اپنے عقید تمندوں اور مریدوں کی جانب سے نذرانے کے طَور پر جو کچھ ملتا، وہ فقراء، مساکین اور غریب مریدوں میں بانٹتے، اور اُن کی ہر ممکن مدد کیا کرتے۔ جبکہ آج کے نام نہاد پِیر اپنے مریدوں سے ملنے والے نذرانوں سے اپنا بینک بیلنس (Bank Balance) بڑھاتے ہیں، بڑے بڑے بنگلے اور نت نئے ماڈل کی لگژری گاڑیاں (Luxury Vehicles) خریدتے ہیں، جائیدادیں بناتے ہیں، بیرونِ ملک سیر سپاٹے کرتے ہیں، اور خُوب عیاشیاں کرتے ہیں۔ ایسے پیروں کو اپنے غریب مریدوں سے کوئی سروکار نہیں ہوتا، ان کی نگاہِ فیض اور تمام تر لُطف وکرم کے مستحق صرف مالدار اور خوشامد پرست مرید ہی ٹھہرتے ہیں، انہی کو زیادہ لفٹ (Lift) کرائی جاتی ہے، انہی کی فون کالز (Phone Calls) ریسیو (Receive) کی جاتی ہیں، انہی کے ناز نخرے اٹھائے جاتے ہیں، اور انہی کو اپنی صحبت میں زیادہ وقت گزارنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ حالانکہ ایسا کرنا انتہائی مذموم ہے، صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ "آج کل بہت سے لوگوں نے پِیری مریدی کو پیشہ بنالیا ہے، سالانہ مریدوں میں دَورہ کرتے ہیں، اور مریدوں سے طرح طرح سے رقمیں کھسوٹتے ہیں، جس کو نذرانہ وغیرہ ناموں سے مَوسوم کرتے ہیں، اور ان میں بہت سے ایسے بھی ہیں جو جھوٹ اور فریب سے بھی کام لیتے ہیں، یہ ناجائز ہے"[(۱)]۔

اور یہ سب اُس وقت ہوتا ہے جب کسی خانقاہ کا گدی نشیں نااہل اور جاہل شخص ہو، ایسے ہی جاہل، بے عمل اور فاسق وفاجر جعلی پیروں کی، غیر شرعی حرکتوں اور

---

(۱) "بہارِ شریعت" کسب کا بیان، حصہ ۱۶، ۳/ ۶۱۰۔

دنیا طلبی کی ہوَس کو دیکھ دیکھ کر، آج لوگوں کی نظر میں صُوفیائے کرام اور خانقاہوں کی اہمیت وعظمت ختم ہوتی جارہی ہے!۔

اسی چیز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شاعرِ مشرق ڈاکٹر اقبال نے فرمایا: ؏

اُٹھا میں مدرسہ اور خانقاہ سے غمناک

نہ زندگی، نہ محبت، نہ معرفت، نہ نگاہ[1]

ولایت، بزرگی، رُوحانیت میں اور عملیات، وظائف، تعویذات میں زمین وآسمان کا فرق ہے

پیری مریدی کو بطور پیشہ اپنانے والوں میں، بڑی تعداد تعویذات وعملیات کرنے والے جاہل وفاسق عامل لوگوں کی ہے، علمِ دین، ریاضت، مجاہدہ اور حقیقی چلّہ کشی سے ان لوگوں کا دُور کا بھی کوئی واسطہ نہیں!۔

ایک وقت وہ تھا جب سرکار غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر بزرگانِ دین، رُوحانی ترقی کی خاطر جنگلات اور ویرانوں میں جاکر خُوب چلّہ کشی کرتے، اور سالہا سال تنہائی میں عبادت وریاضت کے مراحل طے کیا کرتے، پھر جاکر اُن پاکیزہ نُفوس نے لمبی لمبی ریاضتوں اور مجاہدوں کی برکت سے ولایت کے بڑے بڑے مقامات حاصل کیے!۔

چلّہ کشی کا عمل تو آج بھی جاری ہے، لیکن اب یہ اُن عاملین تک محدود ہے، جنہیں تعویذات اور اَوراد وظائف کی زکاۃ کی ادائیگی کے سلسلے میں چلّہ کرنا ہوتا ہے۔

افسوسناک اَمر یہ ہے کہ عامل حضرات بزعمِ خود اپنی اس چلّہ کشی کو، بزرگانِ دین کی چلّہ کشی کی مثل سمجھتے اور گردانتے ہیں، حالانکہ ان میں باہم کوئی رَبط نہیں؛ کیونکہ

(۱) "کلیاتِ اقبال" بالِ جبریل، حصّہ دُوم ۲، صـ۳۷۸۔

مَوجودہ دَور کے عامل لوگوں کی چلّہ کشی کا مقصد، اَوراد وظائف کی زکاۃ کی ادائیگی ہوتا ہے، اس کے ذریعے یہ لوگ اپنے عملیات کی تاثیر بڑھانے میں کوشاں رہتے ہیں۔ جبکہ بزرگانِ دین کی چلّہ کشی کا مقصد رُوحانی ترقی اور قُربِ الٰہی ہوا کرتا تھا۔

تعویذ گنڈے کرنے کرانے کے اس سلسلے میں لوگ عاملین سے عقیدت کے رشتے میں بندھ جاتے ہیں، پھر اسی عقیدت کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے نااہل عامل باوا لوگ پیر بن بیٹھتے ہیں، اور یوں ان کی پیری مریدی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، پھر ان کا آستانہ بھی خوب پھلتا پھولتا ہے! لہذا سادہ لوح عوام ان کے عملیات اور تعویذات کے مثبت نتائج سے متاثر ہو کر یہ سمجھ بیٹھتے ہیں، کہ حضرت بڑے پہنچے ہوئے بزرگ اور اللہ کے ولی ہیں، حالانکہ عملیات وتعویذات ایک الگ چیز الگ دنیا ہے، اور رُوحانیت وولایت چیزے دیگر است!!

لہذا جو عامل باوا لوگ اپنے تعویذات وعملیات کے نتائج وتاثیر کی بنیاد پر، خود کو بزرگی ورُوحانیت کے مقامِ رفیع پر فائز سمجھ بیٹھے ہیں، ان کی خدمت میں مؤدّبانہ گزارش ہے کہ اس خوش فہمی سے باہر نکلیں، پہلے علمِ دین حاصل کریں، اس کے بعد میدانِ تصوُف ورُوحانیت میں قدم رکھیں! خالصۃً رُوحانی ترقی کی غرض سے چلّہ کشی کریں، اور تعویذات وعملیات کے نام پر اپنی ولایت کی جھوٹی دکانداری چمکانے سے باز رہیں!!

نیز عوام بھائیوں کو بھی چاہیے کہ ایسے جاہل عامل باوا لوگوں کے دامِ فریب میں نہ آئیں، اور عملیات وتعویذات اور رُوحانیت وبزرگی کے باہم فرق کو سمجھیں!۔

پیارے بھائیو! یاد رکھیے کہ اللہ تعالی علیم وحکیم ہے، وہ کبھی کسی غیر عالم، مسخرۂ شیطان، جاہل کو اپنا دوست، اپنا ولی نہیں بناتا[1]۔

حضور غوثِ اعظم صرف ایک پیر نہیں
بلکہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم اور مفتی بھی تھے

نہایت بدقسمتی ہے کہ آج جسے کوئی کام نہیں آتا، وہ لمبا سا چَوغہ پہن کر، بڑے بڑے بال رکھ کر، اور ہاتھوں میں دو چار بڑی بڑی انگوٹھیاں پہن کر پیر بن جاتا ہے، ماہانہ گیارہویں شریف کے ختم کے نام پر لوگوں کو جمع کیا جاتا ہے، یُوں کچھ ہی عرصہ میں اس کے ہاں نادان اور جاہل لوگوں کا آنا جانا بڑھ جاتا ہے، اور نذرانوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، اور یُوں اُس کی پیری مریدی کی دُکان چل پڑتی ہے، ایسا کرنا کسی طَور پر دُرست نہیں ہے!۔

نائب مفتیٔ اعظم، شارحِ بخاری، مفتی شریف الحق امجدی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ "چالاک لوگوں نے دیکھا کہ سب سے آسان نفع بخش دھندہ پیری مریدی کا ہے، بڑھاپے میں آدمی کسی کام کے لائق نہیں رہ جاتا، پھر ہر کام کے لیے کچھ ہنر چاہیے، اور پیری مریدی کے لیے کسی ہنر کی ضرورت نہیں، عوام کو شکار کرنے کے لیے صرف دماغ کی ضرورت ہے، تو ایسے لوگ جن میں نہ کوئی فضل ہے نہ کمال ہے، نہ دِین ہے نہ دِیانت ہے، لیکن مجلسی گفتگو کے بڑے ماہر ہیں، چَرب زبان ہیں، انہوں نے پیری مریدی شروع کر دی، اور یہ دیکھا کہ سیّد ہونے کے بعد پیری مریدی میں رنگ چَوکھا آتا ہے، تو سیّد بن بیٹھے؛ تاکہ بازار خُوب چلے!""[2]۔

(۱) انظر: "مرقاة المفاتيح" كتاب العلم، الفصل ۲، ر: ۲۱۲، ۱/ ۲۹۶.
(۲) "فتاوی شارحِ بخاری" کتاب العقائد، عقائد متعلقہ صحابۂ کرام، ۲/ ۶۲۔

اَیسے جاہل اور نااہل لوگوں کو چاہیے کہ جس گیارہویں والے پیر کے نام پر اپنی پیری مریدی کا دھندہ چلاتے ہیں، پہلے اُن کی سیرتِ مبارکہ کا مُطالعہ کریں، اور اُن کے نقشِ قدم کی پیَروی کریں؛ کہ حضور غوثِ اعظم صرف ایک پیر نہیں تھے، بلکہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم اور مفتی بھی تھے، آپ نے بچپن سے لے کر نَوجوانی تک، باقاعدہ علمِ دین حاصل کیا، اور اپنے دَور کے باکمال اساتذہ سے متعدّد علوم وفنون میں مہارت حاصل کی، یہاں تک کہ علم پڑھتے پڑھاتے مرتبۂ قطبیت پر فائز ہوئے!۔

مسلسل حُصولِ علم کا ذکر کرتے ہوئے حضور غوثِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے، تحدیثِ نعمت کے طَور پر فرمایا: ع

درستُ العلمَ حتّی صِرتُ قُطباً

ونِلتُ السعدَ مِن مَولی الموالي[1]

"میں (ظاہری وباطنی) علم پڑھتے پڑھاتے قطبیت کے رُتبے پر فائز ہوگیا، اور میں نے سب مالکوں کے مالک (یعنی پروَردگار عَزَّوَجَلَّ) کی بارگاہ سے اس سعادت کو پالیا"

لہذا جو لوگ پیری مریدی کے سلسلہ سے وابستہ ہیں، انہیں چاہیے کہ پہلے علمِ دین حاصل کریں، فرائض وواجبات کی پابندی کریں، خود کو پابندِ شریعت بنائیں، تقوی وپرہیز گاری اختیار کریں، اپنے دل سے دُنیوی مال ودَولت کی محبت نکالیں، اور پیر بننے کے لیے جن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے، خود کو اُن سے متّصف کریں، اور اس کے بعد مرید بنانے کا سلسلہ شروع کریں!۔

---

(۱) "القصيدة الغَوثية" (مترجم) صـ۱۳.

اَولیائے کرام میں باہم تفضیل تصوّف نہیں، فتنہ وفساد ہے

ہمارے زمانے کے بعض حضرات نے اَولیائے کرام کے مابین تفضیل کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے، جو کسی طَور پر دُرست نہیں؛ کیونکہ یہ چیز نہ تعلیماتِ تصوُّف سے مُطابقت رکھتی ہے، نہ اَولیائے کرام اس بات کو پسند کرتے ہیں، بلکہ یہ مُسلَّمات سے چھیڑ چھاڑ کرنا ہے، اور ایسا کرنا فتنہ وفساد کا باعث ہے، جو بحکمِ حدیث لعنتِ خدا کا مُوجِب ہے، حضرت سیّدنا اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «الْفِتْنَةُ نَائِمَةٌ، لَعَنَ الله مَن أَيقَظَهَا!»[1] "فتنہ سو رہا ہے، اسے جگانے والے پر اللہ کی لعنت ہے!"۔

نصیحتِ اَخَویّہ

لہذا ہمارے محترم دینی سنّی یقینی بھائیوں سے دست بستہ عرض ہے، کہ پوری اُمّت کی زَبُوں حالی پر رحم وکرم فرمائیے، اَولیائے کرام کے مابین تفضیل کے اس نئے سلسلے کو مَوقوف کیجیے، اور فتنہ وفساد پھیلا کر لعنتِ خدا کے مستحق نہ ہوں!؛ کیونکہ آپ کا ایسا کرنا کوئی دینی خدمت نہیں، بلکہ اُمّت کی اکثریت سے جُدا ہو کر، ایک شاذ اور غیر معروف چیز کو رَواج دینا، اور بلا ضرورت مسلمانوں میں تشویش وتنفُّر پیدا کرنا ہے! اس سے آپسی اختلاف کے سوا کچھ حاصل محصول ہونے والا نہیں، بلکہ اس نئے اختلاف کے باعث آپسی دُوریاں اور کمزوری ہم سب کے گلے کا ہار بن جائے گی، جبکہ اس وقت اُمّتِ مسلمہ کسی بھی فسادِ جدید کی متحمِل نہیں ہو سکتی!۔

---

(١) "الفتح الكبير في ضم الزيادة إلى الجامع الصغير" حرف الفاء، فصل في المحلى بأل من هذا الحرف، ر: ٨٢٧٢، ٢/ ٢٦٥.

ایک اہم بات یہ کہ اس نئے فساد سے ہم سب کے مسلَّم بزرگ، سلطان الاَولیاء، سرکارِ غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بھی یقیناً اَذیت ہوگی، اور یہ چیز کسی بھی مسلمان کے حق میں، کس قدر خطرناک اور نقصان وضَرر کا باعث ہے، آپ حضرات خُوب جانتے ہیں! ع

الاَماں قَہر ہے اے غَوث وہ تیکھا تیرا
مَر کے بھی چَین سے سوتا نہیں مارا تیرا!

تُو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا![1]

سبب تالیف

زیرِ نظر کتاب سیّدنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شان وعظمت، فضائل ومناقب اور انہیں حاصل منصبِ غوثیتِ عظمیٰ سے متعلق ہے۔ چونکہ مَوجودہ دَور میں بعض اَحباب، حضرت سیّدنا امام ابوالحسن شاذلی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے اپنی عقیدت ومحبت کے باعث، جانے انجانے میں عملی طَور پر، حضورِ پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے منصبِ غوثیتِ عظمی کی نفی کر رہے ہیں، اور یہ دعوی کرتے ہیں کہ

اُونچے اُونچے دعوے

(۱) زمانے کا غوث ہمیشہ سلسلہ شاذلیہ سے ہوگا؛ کیونکہ سیّدنا امام ابوالحسن شاذلی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اللہ تعالی سے یہ دعا کی تھی کہ "قُطب ہمیشہ میرے خاندان سے ہو" اللہ تعالی

---

(۱) "حدائقِ بخشش" وصل چہارُم ۴، دَر منُاَفحت اَعداء واِستعانت اَز آقا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، حصّہ اوّل، ص۲۸۔

نے اُن کی یہ دعاقبول فرمائی، اور آپ کو اِجابت کی ندا آئی کہ آپ کی دعاقبول کرلی گئی ہے[۱]۔

(۲) اہل دائرہ وعَدد[۲] میں سے کوئی بھی ولی اُس وقت تک دیوانِ اَولیاء[۳] میں داخل نہیں ہوسکتا، جب تک وہ شاذلی نہ ہو جائے؛ کیونکہ اس دیوان میں داخل تمام اَولیاء ہمیشہ، سارے کے سارے شاذلی ہوتے ہیں، اور اگر کسی ولی کا تعلق دوسرے سلسلۂ طریقت سے ہو، تو پہلے اسے شاذلی بنایا جاتا ہے، اور پھر اُسے دیوانِ اَولیاء میں داخل کیا جاتا ہے[۴]۔

(۳) شاذلی سلسلہ کے لوگ سَلبِ حال سے محفوظ ومامون ہیں[۵]، یعنی کوئی اُن کی ولایت چھین نہیں سکتا، نہ اُن کا کچھ بگاڑ سکتا ہے، اور یہ خوبی صرف اور صرف "سلسلۂ شاذلیہ" میں پائی جاتی ہے۔

---

(۱) انظر: "الفُتوحات الربّانية في تفضيل الطريقة الشاذليّة" ٢٤، صـ٥٢.

(۲) وہ رِجالُ الغیب یا اَولیائے کرام جنہیں اللہ تعالی نے کائنات میں تصرُف کا اختیار دیا ہے، کا تعلق اہلِ دائرہ وعَدد سے ہے، ان کی تعداد حضراتِ رُسل علیہم الصلاۃ والسلام، اہلِ بدر اور اُن صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے برابر ہوتی ہے، جنہوں نے نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔ [انظر: "الفُتوحات الربّانية في تفضيل الطريقة الشاذليّة" صـ٩٦، ٩٧، ملخصاً].

(۳) یہ دیوان غارِ حراء میں ہے، جہاں رسولِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اعلانِ نبوّت سے قبل عبادت کرتے اس دیوان کے انعقاد کا وقت رات کی چھٹی ساعت ہے، جو نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کا وقت ہے۔ [انظر: "الفُتوحات الربّانية" صـ٩٦، ٩٧، ملخصاً].

(٤) انظر: "الفُتوحات الربّانية في تفضيل الطريقة الشاذليّة" ١١، صـ١٠.

(٥) المرجع نفسه، ٤، صـ٤.

(۴) جہاں بھی اَولیائے ذاتی کا ذکر ہوتا ہے، وہاں اُس سے شاذلی اَولیائے کرام مراد ہوتے ہیں؛ کیونکہ سیّدنا امام ابوالحسن شاذلی رضی اللہ تعالٰی عنہ "ہیکلِ ذاتی" تھے، لہذا آپ کے سلسلہ کے اَولیاء کو "ذاتیون" نام سے موسوم کیا جاتا ہے[1]۔

(۵) تمام سلاسلِ طریقت میں اگر کسی سلسلہ کو "سلسلۃُ الذہب" (Golden Chain) کہتے ہیں، تو وہ صرف "سلسلۂ شاذلیہ" ہے؛ کیونکہ اسی سلسلہ میں اَقطاب کا تسلسل ہے، اور انہی کے ذریعے یہ سلسلہ آگے بڑھا ہے[2]۔

(۶) "سلسلۂ شاذلیہ" کی ایک اِنفرادیت اور امتیازی شان یہ ہے، کہ دیگر سلاسل کے اَولیائے کرام بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں، لیکن اُن کے اور نبئ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مابین حجاب پورے طَور پر ختم نہیں ہوتا، جبکہ شاذلی بزرگوں اور حضور نبئ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مابین حجاب نہیں رہتا[3]۔

(۷) سیّدنا امام ابوالحسن شاذلی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں، کہ قیامت تک جتنے اَولیائے کرام ہوں گے، اللہ تعالی نے اُن کی سب پیشانیاں میرے قبضے میں دی ہیں۔

(۸) ولایت سیّدنا امام ابوالحسن شاذلی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دَر سے ملتی ہے[4]، اور دیگر جتنے بھی سلاسل ہیں، اُن سب میں آپ کی روٹیاں چل رہی ہیں، چاہے قادری ہو، چاہے سُہروردی ہو، چاہے نقشبندی ہو، چاہے چشتی ہو، الغرض جو بھی سلسلہ ہو اُس

---

(١) المرجع السابق، ١١، صـ١٣- ١٥، ملتقطاً.

(٢) المرجع السابق، ١٩، صـ٢٨.

(٣) المرجع السابق، ٩، صـ٦.

(٤) المرجع السابق، ١٦، صـ١٤.

میں حُصولِ ولایت کے لیے "حزب البحر" رائج ہے، ایک دوسرے سے اجازتیں لی جاتی ہیں؛ کہ اسے پڑھنے سے بندہ ولی بن جاتا، اور صاحبِ تصرُّف ہو جاتا ہے، یہ سب کس کا فیض ہے؟! یہ سیّدنا امام ابو الحسن شاذلی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی روٹیاں نہیں تو اَور کیا ہیں؟! نہایت افسوس کا مقام ہے کہ لوگ امام ابو الحسن شاذلی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا کھاتے ہیں، لیکن اُن کے گُن نہیں گاتے، لیکن اللہ تعالی کے فضل وکرم سے ہم امام شاذلی کا کھاتے بھی ہیں، اور اُن کے گُن بھی گاتے ہیں۔

(۹) سارے سلاسل میں "دلائل الخیرات شریف" پڑھی جاتی ہے، اس کتاب کے مصنِّف سیّدنا امام محمد بن سلیمان جَزولی رَحِمَہُ اللہُ ہیں، جو کئی واسطوں سے سیّدنا امام ابو الحسن شاذلی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے مریدوں میں سے ہیں، یہ کتاب شاذلی سلسلے کی ہے، لیکن ہر سلسلے کا پیر اپنے مرید کو تلقین کرتا ہے کہ "اسے پڑھنا شروع کر دو، ولی بن جاؤ گے" یہ بھی امام ابوالحسن شاذلی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے صدقے کی روٹی ہے، اگر کھاتے ہو تو اُن کے گُن بھی گاؤ! اللہ تعالی کا شکر ہے کہ اُس نے ہمیں ایسا دَر عطا فرمایا جس دَر سے اَولیاء پلتے ہیں، جس دَر سے ولایت ملتی ہے، اور وہ دَر امام شاذلی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ در کا ہے، لوگ روٹیاں تو شیخ ابوالحسن شاذلی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی کھا رہے ہے، لیکن اُن کے مقام ومرتبہ کو پہچان نہیں رہے، لہذا ہمارا کام پہچان کروانا ہے۔

(۱۰) اس زمانے میں بعض فقراء اپنے آپ کو فَوت شدہ مشایخ کی طرف منسوب کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ "میرا شیخ فُلاں ہے فُلاں ہے" حالانکہ جس کی طرف وہ نسبت کرتے ہیں، اُسے دنیا سے پردہ فرمائے زمانہ بیت چکا ہے، یہ انتساب دُرست نہیں، نہ ہی تصوُّف میں اسے درست شمار کیا گیا ہے، اور یہ سب ہمت کی

کمزوری اور دماغی بیماری کے باعث ہے [١] وغیرہ وغیرہ [٢]۔

لہذا اس ضرورت کے پیشِ نظر مستند و معتمَد کتب سے، حضور غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ کے فضائل ومَناقب، اور آپ کے منصبِ غوثیت سے متعلق بزرگانِ دِین، اور علمائے اُمّت کے چند اقوال جمع کرکے، کتابی صورت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے؛ تاکہ منصبِ غوثیت کبری کے حوالے سے آج بعض حلقے جو اِبہام پیدا کر رہے ہیں اُسے دُور کیا جاسکے، اور انہیں یہ یاد دہانی کروائی جائے کہ برِّصغیر پاک وہند سمیت، عالَمِ اسلام کے مسلمانوں کی اکثریت، نسل دَر نسل صدیوں سے بلا خلاف، سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ ہی کو "**غوثِ اعظم**" کہتی اور جانتی مانتی چلی آرہی ہے!۔

ہم نے اپنے مَوقِف کے حق میں اس کتاب کو، ایک مقدّمہ اور دَس ١٠ ابواب پر تقسیم کیا ہے، اس کا اِجمالی خاکہ فہرستِ کتاب میں ملاحظہ فرمائیے!۔

شکرِ واجب

اس کتاب کی مکمل تیاری، ترتیب، تصحیح اور حوالہ جات کی تخریج وغیرہ اُمور میں، ویسے تو ہمارے ادارۂ اہل سنّت کراچی کی پوری ٹیم کا تعاوُن شامل حال رہا، مگر بطَور

(١) المرجع السابق، ٢٤، صـ٥٣.

(٢) ایک سے لے کر دس ١٠ تک جو دعوے ذکر کیے گئے، اگر یہ کسی مستند کتاب میں مذکور ہوں، اور اَولیائے کرام نے ان کی تصدیق کی ہو، تو شاید قابل توجہ ہوتے! لیکن امام ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ تعالی کے بے مثل فضائل کے باوُجود، ان بے دلیل دعوؤں سے ان کے لیے "غوثیتِ کُبریٰ" کا اِثبات درست نہیں؛ کہ ایسا دعوی سیّدنا امام ابوالحسن شاذلی سے مستند طور پر کہیں مذکور نہیں، اور اگر شاذلی سلسلہ کے کسی ایک آدھ بزرگ نے ایسا دعوی کیا بھی ہو، تو اُسے جُمہور صُوفیہ اور اَولیائے کرام کی طرف سے سند قبول حاصل نہیں، لہذا ایسا بے دلیل دعوی محض ایک شاذ قول کے سوا کچھ نہیں! واللہ تعالی اعلَم۔

خاص (۱) حضرت قبلہ مفتی عبد الرشید ہمایوں صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ نے بڑی مہربانی فرمائی، اور خُوب عرق ریزی کے ساتھ اپنی صلاحیتوں کے جَوہر دکھائے!۔

اس کے علاوہ ہمارے دیگر کرم فرما حضرات، جنہوں نے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد، اپنے بہترین مشوروں، رَہنمائی اور بعض مواد کی فراہمی کے ذریعے ہماری سرپرستی فرمائی، ان میں بطَور خاص (۲) حضرت مفتیٔ اہل سنّت علّامہ وسیم اختر صاحب، (۳) حضرت علّامہ و محقِق ابو حسن سہیل صاحب (امارات) (۳) عظیم تاریخ داں حضرت قبلہ جناب عابد حسین شاہ صاحب (چکوال) (۴) اور مفتی عبد الرحمن قادری صاحب (ملاوی، افریقہ) حفظہم اللہ تعالیٰ کے اسمائے گرامی ہیں۔ اللہ تعالی ان تمام حضرات کو دنیا وآخرت میں اس کی بہترین جزا عطا فرمائے!۔

نیز اللہ ربّ العالمین کی بارگاہ میں دعا ہے، کہ اپنے حبیب کریم ﷺ کے وسیلۂ جلیلہ سے اس کتاب کو شرفِ قبول بخشے، بروزِ قیامت اسے ہماری بخشش، مغفرت اور نَجات کا ذریعہ بنائے۔ ہمیں پاک وہند کے تناظُر میں منصبِ غوثیتِ عظمیٰ جیسے مسئلہ کی نزاکت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے؛ کہ ہم کسی فتنہ وفساد اور سازش کا شکار نہ ہوں، اور ہماری صفوں میں حسبِ سابق اتحاد واتفاق برقرار رہے، آمین یاربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدِنا ونبيِّنا وحبيبِنا وقرّةِ أعيُنِنا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

دعا گو ودعا جو

محمد اسلم رضا میمن تحسینی

۱۱ ربیع الثانی ۱۴۴۶ھ / ۱۵ اکتوبر ۲۰۲۴ء

شیخ عبد القادر جیلانی

اور

مقامِ غوثیتِ کُبریٰ

باب اوّل

سیرتِ سرکار غوثِ اعظم

فصلِ اوّل: بچپن کے حالات وواقعات

اَولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کا وُجود پوری کائنات کے لیے خیر وبرکت کا باعث ہے، ہر زمانے میں ان حضرات کی موجودگی کسی نعمت سے کم نہیں رہی! بارگاہِ الٰہی میں مقبول ان مبارک ہستیوں کا مقام ومرتبہ بہت بلند وبالا ہے، علم وحکمت کے یہ سرچشمے بعطائے الٰہی، متلاشیانِ حق کی تشنگی دُور کرتے ہیں، اُن کے قُلوب واَذہان کو محبتِ الٰہی سے لبریز کرتے ہیں، اور انہیں جہالت وگمراہی کے اندھیروں سے نکال کر نُورِ ایمان وہدایت کی رَوشنی میں لے آتے ہیں۔

یہ حضرات پیار، محبت اور اُلفت کا درس دیتے ہیں، امن واماں اور اُخوّت ورَواداری ان کی بنیادی تعلیمات ہیں، یہ حضراتِ مقدّسہ دنیا کی رنگینیوں اور مفادات کی جنگ سے کوسوں دُور رہتے ہیں، ربِ کائنات عزّوجلّ پر اِن کے توکُّل، اور بارگاہِ الٰہی میں اِن کے مقام ورُتبے کا یہ عالَم ہے، کہ خود خالقِ کائنات عزّوجلّ ان کی شان میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾[1] "سن لو! یقیناً اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خَوف ہے نہ کچھ غم!"۔

یہ وہ مقبولانِ بارگاہ ہیں جن کا دل ہر وقت اللہ کی یاد میں مستغرِق رہتا ہے، ان کے شب وروز تسبیح وتہلیل میں گزرتے ہیں، ان کے قُلوب واَذہان میں اللہ ورسول

---

(١) پ١١، یونس: ٦٢.

کی محبت و عقیدت درجۂ کمال کو پہنچی ہوتی ہے، جبکہ ان کا مقصدِ حیات صرف اللہ رب العالمین کی رضا کا حصول ہوتا ہے!۔

ایسی ہی برگزیدہ ہستیوں میں سے ایک کامل اور نمایاں ہستی، حضور غوثِ اعظم حضرت سیِّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ذاتِ والا صفات بھی ہے، اللہ تعالی نے آپ کو بڑے اعلیٰ مقام و مرتبہ اور شان و عظمت سے نوازا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ ۴۷۰ یا ۴۷۱ھ میں رمضان شریف کے مبارک مہینے میں، بغداد شریف کے قریب دریائے دجلہ کے کنارے، ایک قصبہ "جیلان" میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدِ ماجد کا نام حضرت ابو صالح موسیٰ جنگی دوست ہے، آپ والد کی جہت سے حَسنی، جبکہ والدہ محترمہ کی طرف سے حُسینی سیّد ہیں[۱]۔

والدَین کریمَین

حضور غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی کے والدین انتہائی متقی، پرہیز گار اور علم وفضل کے حامل تھے، شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی کے والدِ گرامی حضرت شیخ ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ تعالی اللہ کی رضا کی خاطر، نفس کشی اور ریاضتِ شرعی میں یکتائے زمانہ تھے، آپ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں مشہور تھے، اور اس مُعاملے میں اپنی جان تک کی پروا نہیں کرتے تھے۔ آپ کا یہی مزاج ووصف آپ کے لقب "جنگی دوست" کی وجہ بنا[۲]۔

---

(١) "بهجة الأسرار" ذكر نسبه وصفته رضي الله تعالى عنه، صـ١٧١.

(٢) انظر: "قلائد الجواهر في مَناقب تاج الأولياء ومَعدِن الأصفياء وسلطان الأولياء الشيخ محيي الدين عبد القادر الجيلاني" للتادِفي، صـ٣، ملخصاً.
و"غوثِ پاک کے حالات" آپ کے والد محترم، صـ١٦، ملخصاً۔

اسی طرح حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ حضرت سیّدہ اُم الخیر فاطمہ بھی نہایت پاکباز، صالحہ اور باپردہ خاتون تھیں، وہ جیلان کے مشہور صُوفی بزرگ حضرت سیّد عبد اللہ صومعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صاحبزادی ہیں، حضرت سیّد عبد اللہ صومعی بڑے عابد، زاہد اور صاحبِ فضل وکمال بزرگ تھے[1]۔

حضرت شیخ ابو محمد داربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "حضرت سیّد عبد اللہ صومعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مستجابُ الدعوات بزرگ تھے (یعنی آپ کی دعائیں خوب قبول ہوا کرتیں) اگر آپ کسی شخص سے ناراض ہوتے، اللہ تعالی اس شخص سے بدلہ لیتا، اور جس سے آپ خوش ہوتے، اللہ تعالی اس کو اِنعام واِکرام سے نواز دیتا۔ ضعیف وناتوانی اور جسمانی کمزوری کے باوُجود آپ نوافل کی کثرت کیا کرتے، اور ذکر واَوراد میں مصروف رہا کرتے۔ حضرت صومعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر اُمور کے واقع ہونے سے پہلے اُن کی خبر دے دیا کرتے تھے، اور جس طرح آپ اُن کے رُونما ہونے کی اطلاع دیتے، اسی طرح واقعات رُوپذیر ہوا کرتے تھے"[2]۔

مادَرزادْ وَلی

سیّدنا غوثِ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مادَرزادْ (پیدائشی) ولی تھے، ماہِ صیّام کے ادب واحترام میں، پہلے ہی دن سے آپ کا معمول تھا، کہ وقتِ سَحر سے اِفطار تک اپنی والدہ محترمہ کا دودھ نہیں پیتے تھے۔ چنانچہ سیّدنا غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی

---

(١) انظر: "قلائد الجواهر" صـ٣، ملخصاً. و"سیرتِ غوثِ اعظم" آپ کی والدہ ماجدہ، ۱ص۳،ملخصاً۔
(٢) "بهجة الأسرار" ذكر نسبه وصفته، صـ١٧٢، ملتقطاً.

رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی والدہ ماجدہ حضرت سیّدہ ام الخیر فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا فرمایا کرتیں کہ "جب میرے صاحبزادے عبد القادر کی ولادت ہوئی، تو وہ رمضان المبارک میں دن کے وقت دودھ نہیں پیتے تھے، آئندہ سال مَطلع صاف نہ ہونے کے سبب جب ماہِ رمضان کا چاند نظر نہیں آیا، تو لوگ میرے پاس دریافت کرنے کے لیے آئے، میں نے کہا کہ "میرے بچے نے آج دن میں دودھ نہیں پیا" پھر بعد میں معلوم ہوا کہ آج رمضان کا پہلا دن ہے، تب ہمارے شہر میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ سیّدوں میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا ہے، جو رمضان المبارک میں دن کے وقت دودھ نہیں پیتا"[1]۔

البتہ بعض حضرات کا سیّدنا غوثِ اعظم رحمہ اللہ کی شیر خوارگی سے متعلق اس واقعہ کو بنیاد بنا کر، یہ کہنا کہ "اُس دَور کے علماء نے عید کے چاند کے تعلق سے فیصلہ اس پر رکھا، کہ اگر بچہ دودھ پی رہا ہے تو چاند ہوگیا، ورنہ نہیں" سراسر بے بنیاد، غلط اور اَفواہ ہے؛ کیونکہ ثبوتِ ہلال کا مدار رؤیت پر ہے، کسی بچہ (چاہے ولی ہو یا غَوث) اُس کے دودھ پینے یا نہ پینے پر نہیں"[2]۔

آثارِ ولایت

ایک بار کسی نے حضرت محبوب سبحانی، شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے دریافت کیا کہ آپ کو اپنے ولی ہونے کا عِلم کب ہوا؟ ارشاد فرمایا کہ "میری عمر دس ۱۰ برس تھی، تب میں مکتب میں پڑھنے جاتا، تو دیکھتا کہ میرے آنے پر فرشتے بچوں سے

---

(۱) "بهجة الأسرار" ذكر نسبه وصفته، صـ۱۷۲. و"غِبطة الناظر في ترجمة الشيخ عبد القادر الجيلاني" للعَسقلاني، الباب ۳، صـ۳۲.

(۲) "تحقیقاتِ امام علم وفن" کہ جاہا سپر باید انداختن، قسط اوّل، ص۵۸۵، ملخصاً۔

فرماتے کہ "ولی اللہ کے بیٹھنے کے لیے جگہ کشادہ کردو!"[1]۔

اَلقاب

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمی ورُوحانی خدمات کے اعتراف میں آپ کو کثیر اَلقاب سے یاد کیا جاتا ہے، جن میں سے چند مشہور اَلقاب حسبِ ذیل ہیں:

(١) الغَوث الأعظم (٢) القُطب الأكرم (٣) سيِّدُ الأولياء (٤) سَنَدُ الأئمّة والعلماء (٥) محيُّ الدِين (٦) شيخ الشُّيوخ (٧) سلطانُ الأولياء (٨) القُطب الربّاني (٩) الغَوث الصمداني (١٠) المحبوب السُّبحاني (١١) إمامُ الأولياء (١٢) السيِّد السَنَد (١٣) القُطب الأَوحَد (١٤) شيخُ الإسلام (١٥) زعيمُ العلماء (١٦) البازُ الأشهَب (١٧) تاجُ العارفين (١٨) محي الشريعة والطريقة والحقيقة والدِين (١٩) إمام الأفراد (٢٠) غَوث الأغوات (٢١) غَوث الثقلَين (٢٢) غَوث الكُل (٢٣) قنديلِ لَامکانی (٢٤) پیرانِ پیر دستگیر (٢٥) قُطبِ عالَم (٢٦) حضور سرکارِ غوثیت (٢٧) حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم[2]۔

---

(١) "بهجة الأسرار" ذكر كلمات أخبرَ بها عن نفسه محدِّثاً بنعمة ربّه، صـ٤٨.

(٢) انظر: "تاريخ الإسلام" للذَهبي، ٢٣- عبد القادر بن أبي الصالح، ١٢/ ٢٥٢. "سير أعلام النُبلاء" للذَهبي، ٢٨٦- الشيخ عبد القادر أبو محمد بن عبد الله الجيلي، ٢٠/ ٤٣٩. "العِبَر في خبر مَن غَبر" للذَهبي، سَنة ٥٦١، ٣/ ٣٥. "اَخبار الاَخیار" ابو محمد عبدالقادر حسنی حسینی، صـ٣۔ "فتاوی رضویہ" کتاب المناقب والفضائل، رسالہ "طَردُ الأفاعي عن حِمَى هادٍ رَفعَ الرِّفاعي" ١٩/ ٤٨٤۔

محی الدین لقب کی وجہِ تسمیہ

سیّد الاَولیاء شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنے لقب "محیُ الدین" سے بھی معروف ہیں، اس لقب کی وجہِ تسمیہ کیا ہے؟ اس بارے میں سرکار غوثِ اعظم سے ائمۂ کِبار نے سندِ صحیح کے ساتھ "بَہجۃ الاَسرار" وغیرہ معتبرات میں روایت کی کہ "آپ سے پوچھا گیا: "ما سببُ تسميتِك بمُحيي الدّين؟ قال: "رجعتُ من بعض سياحاتِي مرّةً في يوم جمعة، في سنةِ إحدَى عشرةَ وخمسمئةٍ إلى بغداد حافياً، فمررتُ بشخصٍ مريضٍ، متغيّرِ اللّون، نحيفِ البدَن، فقال لي: السّلامُ عليك يا عبدَ القادر! فرددتُ عليه السّلام، فقال: ادْنُ منِّي، فدَنَوتُ منه، فقال لي: أَجلِسْنِي فأَجلَسْتُه، فنما جسدُه، وحَسُنتْ صورتُه، وصَفا لَونُه، فخِفتُ منه، فقال: أتعرِفُنِي؟ فقلتُ: لا، قال: أنا الدِّينُ، وكنتُ دثرتُ كما رأيتَني، وقد أحياني اللهُ تعالى بِك، وأنت محيُ الدِّين. فتركتُه وانصرفتُ إلى الجامِع، فلَقِيَني رجلٌ ووضعَ لي نعلاً وقال: "يا سيِّدي محي الدّين" فلمّا قضيت الصّلاة أهرَعَ النّاسُ إليَّ يُقبِّلونَ يَدَيَّ ويقولون: "يا محيَ الدّين" وما دُعيتُ به مِن قبل!"[1] اهـ"[2].

"حضور! آپ کا لقب "محی الدین" کیسے ہوا؟ آپ نے فرمایا کہ میں ۵۱۱ھ میں اپنی کسی سیاحت سے جمعہ کے دن بغداد لَوٹ رہا تھا، اُس وقت میرے پاؤں میں

---

(۱) "بهجة الأسرار" ذكر فُصول من كلامه مرصَّعاً بشيءٍ من عجائب، صـ۱۰۹.

(۲) دیکھیے: "فتاوی رضویہ" کتاب الصلاۃ، باب الجمعہ، رسالہ "شمائم العنبر في أدب النداء أمام العنبر" ۶/۴۶۹۔

جُوتے بھی نہیں تھے، راستے میں ایک کمزور اور نحیف، رَنگ بریدہ مریض شخص پڑا ملا، اس نے مجھے "عبدالقادر" کہہ کر سلام کیا، میں نے اس کا جواب دیا، تو اس نے مجھے اپنے قریب بُلایا، اور مجھ سے کہا کہ آپ مجھے بٹھا دیجیے، میرے بٹھاتے ہی اس کا جسم ترو تازہ ہو گیا، صورت نکھر آئی، اور رَنگ چمک اُٹھا، مجھے اس سے خَوف محسوس ہوا، تو اس نے کہا کہ مجھے پہچانتے ہو؟ میں نے لاعلمی ظاہر کی، تو اُس نے بتایا کہ میں دینِ اسلام ہوں، اللہ تعالی نے آپ کے ذریعے مجھے زندگی دی ہے، اور آپ محی الدِّین ہیں۔ میں وہاں سے جامع مسجد کی طرف چلا، ایک شخص نے آگے بڑھ کر جُوتے پیش کیے، اور مجھے "محی الدِین" کہہ کر پکارا، میں نماز پڑھ چکا تو لوگ چاروں طرف سے مجھ پر ٹُوٹ پڑے، میرا ہاتھ چُومتے اور مجھے "محی الدّین" کہتے، اس سے قبل مجھے کسی نے "محی الدین" نہیں کہا تھا!"۔

حُلیہ مبارکہ

امام الاَولیاء، شیخ الاسلام، محی الدین سیّد شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ضعیفُ البدَن، میانہ قدَ، فَراخ سینہ، گھنی اور دراز داڑھی، ملِے ہوئے اَبرُو، بڑی آنکھوں، بلند آواز، گندمی رنگ اور وافر علم وفضل والے تھے[1]۔

تعلیم وتربیت

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی نہایت کم سِنی میں اپنے والدِ ماجد کے سایۂ عاطفت سے محروم ہو گئے تھے، لہذا آپ کی تعلیم وتربیت کا فریضہ آپ کی والدہ ماجدہ اُم الخیر اَمۃ الجبّار فاطمہ، اور آپ کے نانا شیخ عبد اللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہما نے انجام دیا۔ شیخ الاسلام

---

(۱) "بهجة الأسرار" ذكر نسبه وصفته، صـ۱۷٤، ملتقطاً.

عبد القادر جیلانی نے ابتدائی تعلیم مقامی مکتب میں حاصل کی، اُس وقت آپ کی عمر مبارک صرف دس ۱۰ سال تھی[(۱)]۔

علومِ شریعت کا حُصول

اٹھارہ ۱۸ سال کی عمر میں مزید تحصیلِ علم کے لیے بغداد شریف تشریف لے گئے، وہاں حضور غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالی "مدرسہ نظامیہ" میں داخل ہوئے، یہ مدرسہ عالَمِ اسلام کا بہترین مدرسہ اور علوم وفنون کا مرکز تھا۔ اس مدرسہ میں شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالی نے اپنے زمانے کے باکمال اَساتذۂ کِرام سے علمِ قراءَت، علمِ تفسیر، علمِ حدیث، علمِ فقہ، علمِ کلام، علمِ نَحو، علمِ عَروض، علمِ مُناظرہ، علمِ تاریخ، علمِ اَنساب، علمِ اَدب، علمِ تصوُّف اور علمِ لُغت سمیت متعدّد دیگر علوم وفنون میں، اتنی مہارت حاصل کی کہ آپ علمائے بغداد، بلکہ تمام علمائے زمانہ پر سبقت لے گئے۔ سَندِ فراغت پانے کے بعد دینی علوم کی ترویج واِشاعت میں مصروف ہوئے، یہاں تک علم پڑھتے پڑھاتے مرتبۂ قطبیت پر فائز ہوئے[(۲)]۔ اس اَمر کی طرف "قصیدہ غوثیہ" میں نفیس اشارہ کرتے ہوئے، تحدیثِ نعمت کے طَور پر خود ارشاد فرماتے ہیں: ع

---

(۱) انظر: "عبد القادر الجيلاني باز الله الأشهَب" ذكر نسبه وصفته، صـ۳٦، ۳۷، ملخصاً. "سیّدنا عبد الرزّاق ابن شیخ عبد القادر جیلانی کی صُلبی اَولاد کی علمی، دینی وسیاسی خدمات کا تحقیقی جائزہ" تعلیم وتربیت، ص۱۰۲، ۱۰۳، ملخصاً۔

(۲) انظر: "قلائد الجواهر" صـ٤، ٥، ملخصاً. "سیرتِ غوثِ اعظم" تعلیم وتربیت، ص۴۰-۵۳، ملتقطاً۔

درستُ العلمَ حتّی صِرتُ قُطباً

ونِلتُ السعدَ مِن مَولی الموالي[1]

"میں (ظاہری وباطنی) علوم پڑھتے پڑھاتے قطبیت کے رُتبے پر فائز ہو گیا، اور میں نے سب مالکوں کے مالک (یعنی پروردگار عزّوجلّ) کی مدد سے اس سعادت کو پالیا"

آپ کے اَساتذۂ کِرام

سیِّد الاَولیاء شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جن اساتذۂ کِرام سے اِکتسابِ فیض کیا، اُن میں سے چند مبارک ہستیوں کے اسمائے گرامی حسبِ ذیل ہیں:

(۱) شیخ ابو الوفاء علی بن عقیل (۲) شیخ ابو الحسن محمد بن قاضِی ابو یعلیٰ ابن محمد الفراء حنبلی (۳) شیخ قاضِی ابو سعید مبارک بن علی بن حسین مخزومی (۴) شیخ ابو زکریا یحییٰ بن علی تبریزی (۵) شیخ ابو غالب محمد بن حَسن باقلّانی (۶) شیخ ابو سعید محمد بن عبد الکریم (۷) شیخ ابو الغنائم محمد بن علی بن میمون فرسی (۸) شیخ ابو بکر احمد بن مظفر (۹) شیخ ابو محمد جعفر بن احمد سراج (۱۰) شیخ ابو القاسم علی بن احمد بن بنان کرخی (۱۱) شیخ عبد القادر بن محمد بن یوسف (۱۲) شیخ ابو البرکات ہبۃ اللہ بن محمد (۱۳) شیخ ابو العزّ محمد بن مختار (۱۴) شیخ عبد الحق بن عبد الخالق بن یوسف (۱۵) شیخ علی بن خطّاب حنبلی (۱۶) اور شیخ یوسف بن ایوب زاہد ہمدانی رحمۃ اللہ علیہم[2]۔

---

(۱) "القصيدة الغَوثيّة" (مترجم) صـ۱۳.

(۲) "غِبطة الناظر" للعَسقلاني، الباب ۳، صـ۳۲. "قلائد الجواهر" للتادِفي، صـ٤.

بیعت و خلافت

غوثِ صمدانی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قاضی شیخ ابو سعید مبارک بن علی مخزومی کے دستِ مبارک پر بیعت ہوئے اور اُن سے خَرقۂ خلافت پہنا۔ قاضی ابو سعید مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "ایک دوسرے سے تبرک حاصل کرنے کے لیے، میں نے شیخ عبد القادر جیلانی کو، اور انہوں نے مجھے خَرقہ پہنایا"(۱)۔

حضور پیرانِ پیر دستگیر کا شجرۂ طریقت حسبِ ذیل ہے:

شیخ عبد القادر جیلانی نے قاضی ابو سعید مبارک بن علی بن حسین مخزومی سے خَرقۂ خلافت پہنا، انہوں نے شیخ ابو الحسن علی بن احمد قریشی سے، انہوں نے ابو الفرح شیخ محمد یوسف طرطوسی سے، انہوں نے ابو الفضل عبد الواحد تمیمی سے، انہوں نے شیخ شِبلی سے، انہوں نے شیخ ابو القاسم جنید بغدادی سے، انہوں نے شیخ حضرت سرّی سقطی سے، انہوں نے شیخ معروف کرخی سے، انہوں نے سیّدنا امام علی رضا سے، انہوں نے سیّدنا امام موسیٰ کاظم سے، انہوں نے سیّدنا امام جعفر صادق سے، انہوں نے سیّدنا امام باقر سے، انہوں نے سیّدنا امام زین العابدین سے، انہوں سے سیّدنا امام حسین سے، انہوں نے حضرت سیّدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے، اور انہوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لیا(۲)۔

شیخ حمّاد بن مسلم دَبّاس کی صحبت و ہمنشینی

پیر و مرشد قاضی ابو سعید مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کے بعد، حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ حمّاد بن مسلم دَبّاس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت اختیار کی، اور انہیں اپنا معلّمِ طریقت بنایا۔ غوثِ

---

(۱) "قلائد الجواهر" للتادِفي، صـ٥.

(۲) دیکھیے: "تاریخ و شرح شجرۂ قادریہ برکاتیہ رضویہ، شجرۂ طیّبہ قادریہ برکاتیہ رضویہ، صـ۱۴۳، ۱۴۴، ملخصاً۔

صمدانی شیخ عبد القادر جیلانی فرماتے ہیں کہ "اِس مردِ صالح (شیخ حمّاد بن مسلم دَبّاس) نے میرے اُن تمام اِشکالات کو حل فرمادیا جو مجھے لاحق تھے، یہ بزرگ (میری رُوحانی تربیت کے پیشِ نظر) مجھے شدید قسم کی تکالیف دیا کرتے، بسااَوقات مجھے بہت مارتے، اور کہتے کہ "تم توفقیہ ہو، فقہاء کے پاس جاؤ!"۔ شیخ دَبّاس کی دیکھا دیکھی اُن کے مریدین بھی مجھے بہت ستاتے، شدید قسم کی اَذیتیں دیتے، اور کہتے کہ "تم توفقیہ ہو، ہمارے ساتھ کیسے رہو گے! اور یہاں کیا لینے آئے ہو؟" جب شیخ حمّاد رحمہ اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ وہ سارے مجھے اِیذاء پہنچانے کے دَرپے ہو گئے ہیں، تو وہ میرے حق میں بول پڑے اور اپنے مریدوں سے فرمایا کہ "ربّ ذوالجلال کی قسم تم میں ایک بھی اِس جیسا نہیں! میں تو اُسے صرف آزمارہا تھا، خدا کی قسم میں نے اُسے ایسا پہاڑ پایا جس میں جنبش تک نہیں!"[1]۔

مَشاہیر خُلفاء

سلطان الاَولیاء شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے اَن گنت علماء نے خَرقۂ خلافت پہنا اور اجازت وخلافت حاصل کی، اُن میں سے چند مشہور خلفاء کے اسمائے گرامی حسبِ ذیل ہیں:

(۱) امام ابو عمر عثمان بن مَرزوق قرشی (۲) قاضی ابو یعلیٰ (۳) محمد بن ابی مَکارِم فضل بن بختیار یعقوبی (۴) شیخ محمود بن عثمان (۵) شیخ عثمان بن اسماعیل سعدی شافعی (۶) شیخ محمد بن ابراہیم بن ثابت کیرانی (۷) شیخ احمد ابن ابی بکر حریمی (۸) شیخ عبداللہ بن سنان (۹) شیخ عبد الرزّاق حلَبی جیلانی ابن سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی (۱۰) شیخ حسن بن عبداللہ بن رافع انصاری (۱۱) شیخ احمد بن سعد بن وَہب بغدادی (۱۲) شیخ

---

(۱) "غِبطة الناظر" للعَسقلاني، الباب ۲، صـ۱۳.

محمد اَزہری (۱۳) شیخ علی بن احمد بن وَہب ازجی (۱۴) شیخ قاضی ابوحسن علی (۱۵) شیخ قاضی عبدالملک بن عیسٰی بن ادریس شافعی (۱۶) شیخ قاضی ابو طالب عبد الرحمن (مفتیٔ عراق) (۱۷) شیخ عبد اللہ بن نصر بن حمزہ تمیمی (۱۸) شیخ علی ابن ابی طاہر بن ابراہیم (۱۹) شیخ عبد الغنی بن عبد الواحد مَقدسی (۲۰) شیخ ابراہیم بن عبد الواحد مقدسی (۲۱) شیخ امام مُوفَّق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد ابن قُدامہ حنبلی (۲۲) شیخ عبداللہ بن حسین جبائی (۲۳) شیخ خلَف بن عیّاش مصری (۲۴) شیخ ابوفرَج عبد المنعِم بن علی حَرّانی (۲۵) شیخ علی بن ابراہیم بن حدّاد یمنی (۲۶) شیخ عبد اللہ اسدی (۲۷) شیخ ابو حفص عمر بن احمد یمنی (۲۸) شیخ مُدافع بن احمد (۲۹) شیخ ابراہیم بن بِشارت بن یعقوب عدنی (۳۰) شیخ عمر بن مسعود بغدادی (۳۱) شیخ عبداللہ بطائحی بعلبکی رحمۃ اللہ علیہم[1]۔

مَشاہیر تلامذہ

شیخ الاسلام عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں زانوئے تلمذ طے کرنے والوں کی فہرست بھی بڑی طویل ہے، ان میں سے چند تلامذہ کے اسمائے گرامی حسبِ ذیل ہیں:

(۱) محمد بن احمد بن بختیار (۲) ابو محمد عبداللہ ابن ابی الحسن جبائی (۳) مُوفَّق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد ابن قُدامہ حنبلی (۴) خلَف بن عباس مصری (۵) عبد المنعِم بن علی حَرّانی (۶) ابراہیم حدّاد یمنی (۷) عبداللہ اسدی (۸) عمر بن احمد یمنی (۹) عمر بن مسعود بزّاز (۱۰) میر بن محمد جیلانی (۱۱) عبداللہ بطائحی (۱۲) مکی ابن ابی عثمان سَعدی (۱۳) محمد بن ابی مَکارِم فضل بن بختیار یعقوبی (۱۴) عبدالرحمن بن نجم خَزرجی (۱۵) ہلال بن اُمیّہ

---

(۱) انظر: "قلائد الجواهر" صـ٦، ملخصاً. "سیرتِ غوثِ اعظم" مشاہیر خلفاء، ص۲۳۱-۲۳۵، ملتقطاً۔

عدنی (۱۶) یوسف بن مظفر عاقولی (۱۷) محمد واعظ خیّاط (۱۸) تاج الدین بن بطہ (۱۹) عمر بن مدائنی (۲۰) عبد الرحمن بن بقاء (۲۱) عبد الکریم بن محمد مصری (۲۲) عبد اللہ بن محمد ولید (۲۳) محمد بن احمد مؤذِّن (۲۴) یوسف بن ہبۃ اللہ دِمشقی (۲۵) احمد بن مُطیع (۲۶) علی بن نفیس مامونی (۲۷) محمد بن للیث ضریر (۲۸) علی بن ابوبکر بن ادریس (۲۹) مُدافع بن احمد (۳۰) عبد اللطیف بن محمد حَرّانی رحمۃ اللہ علیہم(۱)۔

اَزواجِ محترمات

حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالی نے پہلے پہل نکاح سے قصداً گریز کیا؛ تاکہ عبادت، ریاضت اور دیگر معمولات میں خلل واقع نہ ہو، لیکن پھر خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے حکم پر آپ نے چار ۴ نکاح فرمائے۔ اس بارے میں حضرت شیخ شِہاب الدین سُہروردی رحمۃ اللہ تعالی "عوارف المعارف" میں فرماتے ہیں کہ "ایک شخص نے حضور سیّدنا غوثِ اعظم کی بارگاہ میں عرض کی کہ "یاسیّدی! آپ نے نکاح کیوں کیا؟" سیّدنا شیخ نے فرمایا کہ "میں نکاح کرنا نہیں چاہتا تھا؛ کیونکہ مجھے اندیشہ تھا کہ اس سے میرے دیگر کاموں میں خلل واقع ہوگا! مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا کہ "عبد القادر تم نکاح کرلو، اللہ تعالی کے ہاں ہر کام کا ایک وقت مقرّر ہے!" لہذا جب یہ وقت آیا تو اللہ تعالی نے مجھے چار ۴ اَزواج (بیویاں) عطا فرمائیں، ان میں سے ہر ایک مجھ سے کامل محبت رکھتی ہے"(۲)۔

---

(۱) "قلائد الجواهر" صـ٦.

(۲) "عوارف المعارف" الباب ۲۱، شرح حال المتجرّد والمتأهّل من الصوفية ...إلخ، ۱/ ۱۸٤، ۱۸٥، ملخّصاً.

قُطبِ عالَم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی چاروں اَزواج نہایت پاکباز اور نیک سیرت خواتین تھیں، حضور غوثِ اعظم کے صاحبزادے حضرت شیخ عبدالجبّار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی والدہ ماجدہ سے متعلق ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ "میری والدہ محترمہ جب بھی اندھیرے میں جاتیں ایک شمع رَوشن ہو جاتی، ایک روز والدِ گرامی شیخ عبدالقادر جیلانی نے ملاحظہ فرمایا تو اُسے بجھادیا، اور فرمایا کہ "یہ شیطان کی جانب سے ہے" پھر ایک رَبّانی نُور اُن کے ساتھ کر دیا"[1]۔

اَولادِ اَمجاد

اللہ رب العالمین نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ظاہری وباطنی علوم وکمالات کے ساتھ ساتھ اَولاد کی نعمت سے بھی خوب نوازا، شیخ عبدالقادر اَربلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ نجّار کے حوالے سے لکھتے ہیں، کہ میں نے سرکار غوثِ پاک کے صاحبزادے شیخ تاج الدین ابوبکر سیّد عبدالرزّاق بن عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہما سے سنا کہ "سیّدنا غوثِ اعظم کے ستائیس ۲۷ بیٹے اور بائیس ۲۲ بیٹیاں تھیں"[2]۔ اَولادِ اَمجاد میں سے جن کے اسمائے گرامی دستیاب ہوئے وہ حسبِ ذیل ہیں:

(۱) سیف الدین عبد الوہّاب (۲) شرف الدین عیسیٰ (۳) سراج الدین ابوالفرَج عبدالجبّار (۴) ابوعبدالرحمن عبداللہ (۵) ابو اسحاق ابراہیم (۶) ابوالفضل محمد (۷) ابوزکریا یحییٰ (۸) شمس الدین عبدالعزیز (۹) تاج الدین ابوبکر عبدالرزّاق (۱۰) سیّد صالح (۱۱) ضیاء الدین ابونصر موسیٰ (۱۲) سیّد یوسف (۱۳) سیّد عبدالغفّار

---

(۱) "بهجة الأسرار" ذكر فضل أصحابه وبُشراهم، صـ۱۹٦.

(۲) "تفريح الخاطر في مناقب الشيخ سيِّدنا عبد القادر" للأربلي، المنقبة ۷۰ في بيان أولاده، صـ۱۳۲.

(۱۴) سیّد حبیب اللہ (۱۵) سیّد زاہد (۱۶) سیّد عبد الغنی (۱۷) سیّد منصور (۱۸) سیّد عبدالخالق (۱۹) سیّد عبد الرؤوف (۲۰) سیّد مجد الدین (۲۱) کریمہ اَمۃ الجبّار فاطمہ (آخری بیٹی) رحمۃ اللہ علیہم[1]۔

ظاہری وباطنی اَوصافِ حمیدہ

محبوبِ سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ ظاہری وباطنی اَوصافِ حمیدہ سے خُوب متّصف تھے، مفتیٔ عراق محی الدین شیخ ابو عبداللہ محمد بن علی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قُطب ربّانی، خشیتِ الٰہی میں جلد رونے والے، باہیبت، مستجابُ الدَّعوات، کریم الاَخلاق، خوشبودار پسینے والے، بُری باتوں سے دُور رہنے والے، حق کی طرف لوگوں سے زیادہ قریب، نفس پر قابو پانے والے، اپنی ذات کے لیے غضب ناک نہ ہونے والے، سائل کو نہ جھڑکنے والے، اور علم سے مہذَّب تھے، آدابِ شریعت آپ کے ظاہری اَوصاف، اور حقیقت آپ کا باطن تھا"[2]۔

شیخ مُوفَّق الدِین ابن قُدامہ مَقدسی حنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک، مَجمع البرکات، صفاتِ جمیلہ، خصائلِ حمیدہ اور اَخلاقِ حَسَنہ کی پیکر تھی، آپ جیسے اَوصاف کا حامل شیخ میں نے پھر کبھی نہیں دیکھا!"[3]۔

---

(۱) المرجع نفسه، صـ۱۳۲- ۱۳٤.

(۲) "بهجة الأسرار" ذكر شيءٍ من شرائف أخلاقه، صـ۲۰۱، ملتقطاً.

(۳) انظر: "قلائد الجواهر" صـ٦، ملخصاً. "سیرتِ غوثِ اعظم" آپ کے اَخلاقِ حَسَنہ اور اَوصافِ حمیدہ، ص۱۹۲، ۱۹۳۔

راست گوئی

سلطان الاَولیاء سرکار غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شخصی اَوصاف میں راست گوئی (سچائی) بھی نمایاں حیثیت کی حامل ہے! آپ نے زندگی بھر سچ کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھا، ہمیشہ راست گوئی سے کام لیا اور جھوٹ سے کوسوں دُور رہے۔ سرکارِ بغداد حضورِ غوثِ پاک اپنی راست گوئی سے متعلق ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ "میں علمِ دین حاصل کرنے کے لیے قافلے کے ہمراہ، جیلان (Jilan) سے بغداد (Baghdad) کے لیے روانہ ہوا، جب ہم ہمدان (Hamdan) سے آگے بڑھے، تو ساٹھ ۶۰ ڈاکو ہمارے قافلے پر جھپٹ پڑے اور سارا مال لُوٹ لیا، لیکن مجھ سے کسی نے تعرُض (چھیڑ چھاڑ کا مُعاملہ) نہ کیا، پھر ایک ڈاکو نے میرے پاس آکر پوچھا: اے لڑکے! کیا تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟ میں نے جواب دیا کہ میرے پاس چالیس ۴۰ دینار ہیں، اُس نے پوچھا: کہاں ہیں؟ میں نے کہا کہ میری گُدڑی کے اندر، ڈاکو اِس راست گوئی کو مذاق سمجھ کر چلا گیا، اس کے بعد دوسرا ڈاکو آیا اور اُس نے بھی ویسے ہی سوالات کیے، اور میں نے وہی جوابات اُسے بھی دیے، وہ بھی اسی طرح مذاق سمجھتے ہوئے چلتا بنا، جب سارے ڈاکو اپنے سردار کے پاس جمع ہوئے، تو انہوں نے سردار کو میرے بارے میں بتایا، مجھے وہاں بُلا لیا گیا، وہ لوگ مال کی تقسیم میں مصروف تھے، ڈاکوؤں کا سردار مجھ سے مُخاطِب ہوا کہ تمہارے پاس کیا ہے؟ میں نے کہا کہ میرے پاس چالیس ۴۰ دینار ہیں، پُوچھا: کہاں ہیں؟ میں نے کہا کہ میری گُدڑی کے اندر، اُس نے ڈاکوؤں کو حکم دیا کہ اس کی تلاشی لو! تلاشی لینے پر جب سچائی ظاہر ہوئی، تو اُس نے تعجب سے پُوچھا کہ تمہیں سچ بولنے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ میں نے کہا

کہ میری والدہ محترمہ نے مجھے ہمیشہ سچ بولنے کی تلقین فرمائی ہے، میں اُن کا وعدہ نہیں توڑ سکتا! اِس پر ڈاکوؤں کا سردار رو کر کہنے لگا، کہ تم اپنی ماں سے کیے ہوئے وعدے سے منحرِف نہیں ہوئے، اور میں نے ساری زندگی اپنے رب تعالی سے کیے ہوئے وعدے کے خلاف گزار دی! اُسی وقت وہ سردار اُن ساٹھ ۶۰ ڈاکوؤں سمیت میرے ہاتھ پر تائب ہوا، اور قافلے کا لُوٹا ہوا سارا مال واپس کر دیا"[۱]۔

غریبوں اور محتاجوں کی خیر خواہی

حضرت قندیلِ لَامکانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ غریبوں اور محتاجوں کی خوب خیر خواہی فرماتے، اور اُن کا بڑا خیال رکھا کرتے تھے، شیخ عبداللہ جبائی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ "ایک بار حضور غوث اعظم نے مجھ سے فرمایا کہ "میرے نزدیک بُھوکوں کو کھانا کھلانا اور حُسنِ اَخلاق، بڑی فضیلت والے کام ہیں"۔ پھر فرمایا کہ "میرے ہاتھ میں پیسہ نہیں ٹھہرتا، اگر صبح کو میرے پاس ہزار دینار آئیں، تو شام ہونے تک اُن میں سے ایک پیسہ بھی باقی نہ بچے"۔ یعنی سب غریبوں اور محتاجوں کی مدد اور خیر خواہی میں خرچ کر دُوں"[۲]۔ ؏

کچھ اِک ہم ہی نہیں ہیں آستانِ پاک کے کتے
زمانہ پَل رہا ہے کھا کے ٹکڑا غوثِ اعظم کا[۳]

---

(۱) "بہجة الأسرار" ذكر طريقه، صـ۱۶۷، ۱۶۸، ملتقطاً.

(۲) "قلائد الجواهر" صـ۸.

(۳) دیکھیے: "قَبالۂ بخشش" حصّہ اوّل، خدا کے فضل سے ہم پر ہے سایہ غوثِ اعظم کا، صـ۱۰۱۔

مہمان نوازی اور بیماروں کی عِیادت

پیرانِ پیر، دستگیر، رَوشن ضمیر رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے نمایاں اَوصافِ حمیدہ میں سے ایک وصف، آپ کی مہمان نواز طبیعت بھی ہے، روزانہ رات کو آپ کا دستر خوان بچھایا جاتا، اُس پر حضور غوثِ پاک اپنے مہمانوں کے ساتھ کھانا تناوُل فرماتے، کمزور لوگوں کی مجلس میں تشریف فرما ہوتے، اور بیماروں کی عِیادت فرمایا کرتے (۱)۔

(۱) "بهجة الأسرار" ذكر شيءٍ من شرائف أخلاقه، صـ۲۰۰.

فصل دُوم ۲

درس وتدریس، علمی کمالات اور وعظ ونصیحت

زعیم العلماء شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی پوری زندگی درس وتدریس، علمی کمالات اور وعظ ونصیحت سے عبارت ہے، آپ درس وتدریس اور وعظ ونصیحت میں یکساں دسترس رکھتے تھے، ظاہری وباطنی علوم میں مہارت کے اعتبار سے سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کا کوئی ثانی نہیں تھا، یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے علماء، صالحین اور علمِ دین کے متلاشی طلباء، آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے میں فخر محسوس کیا کرتے !۔

ظاہری وباطنی علوم اور فتوی نویسی کی بادشاہت

امام مُوفَّق الدین ابن قُدامہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ "ہم ۵۶۱ ہجری میں بغداد شریف گئے تو دیکھا کہ شیخ عبد القادر جیلانی قدّس سرّہٗ اُن لوگوں میں سے ہیں، جنہیں وہاں پر علم وعمل اور حال (رُوحانیت) وفتویٰ نویسی کی بادشاہت حاصل تھی، کوئی طالبِ علم یہاں کے علاوہ کسی اَور جگہ کا ارادہ اس لیے نہیں کرتا تھا؛ کہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ میں تمام علوم جمع تھے، اور جو آپ سے علم حاصل کرتا، آپ اُن تمام طلبہ کے پڑھانے میں صبر فرماتے، آپ کا سینہ فراخ تھا، آپ سَیر چشم تھے، اللہ تعالی نے آپ میں اَوصافِ جمیلہ اور اَحوالِ عزیزہ جمع فرمادیے تھے"[1]۔

---

(١) "بهجة الأسرار" ذكر علمه وتسمية بعض شيوخه، صـ٢٢٥، ٢٢٦.

علمی کمالات

شیخ عبدالحق محدِّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علمی کمالات سے متعلق روایت کرتے ہیں کہ "ایک روز کسی قاری نے آپ کی مجلس شریف میں قرآنِ مجید کی ایک آیت تلاوت کی، آپ نے اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں پہلے ایک معنی، پھر دو ۲ اس کے بعد تین ۳، یہاں تک کہ حاضرین کے علم کے مطابق آپ نے اُس آیتِ مبارکہ کے گیارہ ۱۱ مَعانی بیان فرمائے، اور پھر دیگر وُجوہ بیان فرمائیں جن کی تعداد چالیس ۴۰ تھی، اور ہر جہت کی تائید میں علمی دلائل بیان فرمائے، اور ہر معنی کے ساتھ سَند بھی بیان فرمائی، آپ کے علمی دلائل کی تفصیل سے سب حاضرین متعجّب اور حیران تھے!"[۱]۔

ابو عبداللہ محمد بن خضر حسینی مُوصلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا کہ "حضرت سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیرہ ۱۳ علوم میں تقریر فرمایا کرتے، اور آپ کے مدرسہ عالیہ میں لوگ آپ سے تفسیر، حدیث اور علمِ فقہ پڑھتے، دوپہر سے پہلے اور بعد، دونوں وقت لوگوں کو تفسیر، حدیث، فقہِ حنبلی، دیگر فقہی مذاہب، اُصول اور نَحو پڑھاتے، اور ظہر کے بعد مختلف قراءَتوں کے ساتھ قرآنِ مجید پڑھایا کرتے تھے"[۲]۔

وعظ و نصیحت

حضور غوثِ اعظم حضرت سیّدنا شیخ محی الدّین عبد القادر جیلانی، قُطبِ ربّانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وعظ و نصیحت کو سننے کے لیے ہزاروں کا مَجمع ہوا کرتا، جس میں زندگی کے

---

(۱) "اَخبار الاَخیار" شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی، صـ۱۱۔
(۲) "بهجة الأسرار" ذكر علمه وتسمية بعض شُيوخه، صـ۲۲۵.

ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے شریک ہوتے۔ امام الاَولیاء شیخ عبد القادر جیلانی کا پہلا وعظ محلّہ برانیہ میں، ماہِ شوّال المکرّم ۵۲۱ ہجری میں عظیم الشان جلسے میں ہوا، جلسے پر ہیبت ورَونق چھائی ہوئی تھی، اَولیائے کِرام اور فرشتوں نے اسے ڈھانپا ہوا تھا، آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے کتاب وسنّت کے واضح الفاظ کے ساتھ لوگوں کو اللہ تعالی کی طرف بلایا، تو وہ سب لوگ اِطاعت وفرمانبرداری کے لیے جلد آگے بڑھنے لگے[1]۔

ابتداءً وعظ ونصیحت سے گریز کی وجہ

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ عجمی اللُّغہ تھے، لہذا ابتداءً فُصَحائے عرب کے سامنے وعظ ونصیحت سے گریز فرماتے تھے، لیکن پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور حضرت سیّدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالی عنہ کے لُعابِ دَہن کی برکت سے، آپ کو وعظ ونصیحت کا ملکہ عطا ہوا، اور پھر آپ زندگی بھر وعظ ونصیحت فرماتے رہے۔

اس بارے میں حضرت سیّدنا بزّار رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں، کہ میں نے حضرت سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ کو کرسی پر بیٹھ کر فرماتے سنا، کہ میں نے نمازِ ظہر سے پہلے حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی زیارت کی، نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: "يا بُنيَّ لِمَ لا تتكلّم؟"، "اے میرے بیٹے تم وعظ کیوں نہیں کرتے؟!" عرض کی: یا ابتاہ! میں ایک عجمی آدمی فصیحانِ عرب سے کیسے کلام کروں! ارشاد ہوا کہ "منہ کھولو" حضرت نے اِمتثالِ اَمرِ اَقدس (یعنی حکم کی تعمیل) کیا، حضور پُر نور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے سات ۷ بار لُعابِ دہن مبارک، ہمارے آقا (غوثِ پاک) کے منہ میں ڈالا اور فرمایا: "ادْعُ إلى سبيلِ ربِّك بالحِكمة والموعِظة الحسَنة!"، "اپنے رب کی طرف

---

(۱) المرجع نفسه، ذكر وعظه، صـ١٧٤.

بُلاؤ حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ!"۔

پھر میں نے نمازِ ظہر ادا کی اور وعظ کے لیے بیٹھ گیا، بہت سے لوگ میرے پاس آکر مجھ پر چِلاّئے، اِس کے بعد میں نے حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی، کہ میرے سامنے مجلس میں کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ "يا بُنيَّ لِمَ لا تتكلّم؟"، "اے میرے بیٹے کلام کیوں نہیں کرتے؟" عرض کی: یا ابتاہ! میری زبان بند ہوگئی ہے، فرمایا: "منہ کھولو" میں نے کھولا تو چھ٦ بار لُعابِ دہن پاک میرے منہ میں ڈالا، میں نے عرض کی: ساتویں بار کیوں نہیں؟ فرمایا: "تأدُّباً مع رسول الله ﷺ"[1] "رسول اللہ ﷺ کے ادب واحترام کی خاطر!"۔

پھر وہ میری آنکھوں سے اَوجھل ہوگئے اور میں نے یہ شعر پڑھا: (جس کا ترجمہ ہے:) "فکرِ آخرت کا تیراک، دل کے سمندر میں غَوطہ لگا کر، معرفتِ الٰہی کے موتی تلاش کرکے، انہیں سینے کے کنارے پر لاکر، اپنی زبان سے پاکیزہ الفاظ کے ذریعے، خوبصورت اور مقدّس مقامات میں، لوگوں کی سماعتوں کی نذر کرتا ہے، اور وہ انہیں پسند کرتے ہوئے اِطاعتِ الٰہی کے لیے قبول کر لیتے ہیں[2]۔ یعنی علماء، اَولیاء وصالحینِ اُمّت اور عارفین کی زبانوں سے جاری ہونے والا کلام، مخلوقِ خدا کی اِصلاح اور بھلائی کے ساتھ ساتھ، معرفتِ ربِ ذوالجلال، اور دونوں جہاں میں کامیابی کا سامان بھی بنتا ہے!۔

(۱) المرجع السابق، ذكر فُصول من كلامه مرصَّعاً بشيء ...إلخ، صـ٥٨.
(۲) المرجع السابق، صـ٥٨.

چالیس سال تک مسلسل وعظ و نصیحت

سرکار غوثِ پاک کے صاحبزادے سیّدنا عبد الوہّاب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں، کہ حضور سیّدنا محبوبِ سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے، ۵۲۱ھ سے ۵۶۱ھ تک چالیس ۴۰ سال مسلسل، مخلوقِ خدا کو وعظ و نصیحت فرمایا[۱]۔

پانچ سو سے زائد یہود و نصاریٰ کا قبولِ اسلام

حضرت سیّدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی فرماتے ہیں کہ "میرے ہاتھ پر پانچ سو ۵۰۰ سے زائد، یہود و نصاریٰ نے اسلام قبول کیا، اور ایک لاکھ سے زیادہ ڈاکو، چور، فُسّاق و فجّار، فسادی اور بدعتی لوگوں نے تَوبہ کی، اور یہ بہت بڑی بھلائی ہے"[۲] جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی!۔

اجتماعِ وعظ اور شُرکائے اجتماع کی کیفیت

حضرت سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی مجلس مبارک میں، شُرکائے اجتماع بہت بڑی تعداد میں ہوا کرتے، لیکن اس کے باوُجود آپ کی آواز مبارک جیسے قریب والوں کو سنائی دیتی، ویسے ہی دُور والوں کو بھی سنائی دیتی تھی، یعنی دُور و نزدیک والوں کے لیے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی آواز مبارک یکساں تھی۔ آپ شُرکائے اجتماع کے دلوں کے اَحوال کے مطابق بیان فرماتے، اور کشف و کرامت کے ساتھ اُن کی طرف توجہ فرماتے۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ منبر پر کھڑے ہوتے تو لوگ بھی آپ کے جلال کے

---

(١) المرجع السابق، ذكر وعظه، صـ١٨٣، ١٨٤.

(٢) المرجع السابق، صـ١٨٤.

سبب کھڑے ہو جاتے، پھر جب آپ اُن سے فرماتے کہ "چُپ رہو!" تو سب ایسے خاموش ہو جاتے کہ آپ کی ہیبت سے اُن کی سانسوں کے سوا کچھ سُنائی نہ دیتا[۱]۔

مجلس وعظ و نصیحت میں جِنّات کی حاضری

قُطب الاَقطاب شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی مجلسِ وعظ و نصیحت میں جِنّات بھی حاضری دیا کرتے، تائب ہوتے اور اپنی اِصلاح کیا کرتے۔ شیخ ابو زکریا یحییٰ بن ابی نصر صحراوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد نے فرمایا کہ "میں نے ایک بار کسی عمل کے ذریعے جِنّات کو بلایا، تو انہوں نے آنے میں دیر کر دی، پھر وہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے، کہ جب شیخ عبد القادر جیلانی قُطبِ ربّانی قدس سرہٗ بیان فرما رہے ہوں، اُس وقت ہمیں نہ بلایا کریں، میں نے کہا کہ وہ کیوں؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم لوگ حضور غوثِ اعظم کی مجلس میں حاضر ہوتے ہیں، میں نے کہا کہ کیا تم بھی اُن کی مجلس میں جاتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! ہم انسانوں سے زیادہ تعداد میں حاضر ہوتے ہیں، ہمارے بہت سے گروہ ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا ہے، اور اُن سب نے حضور غوثِ پاک کے ہاتھ پر تَوبہ کی ہے[۲]۔

سیّدنا غوثِ اعظم کی مجلس میں
حضراتِ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری

سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی مجلسِ وعظ و نصیحت میں، حضراتِ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی تشریف لاتے، اور اپنے غلاموں کو دیدار کا شرف بخشتے تھے، جیسا کہ شیخ

---

(۱) المرجع السابق، صـ۱۸۱.

(۲) المرجع السابق، صـ۱۸۰.

ابو سعد قیلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا بیان ہے کہ "میں نے شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی مجلس میں کئی بار حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو تشریف لاتے دیکھا ہے "[1]۔

مجلسِ وعظ میں حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اکثر شرکت اور تلقین

شیخ ابو سعد قیلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مزید فرماتے ہیں کہ "میں نے ابو العباس سیّدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اکثر حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی مجلس میں تشریف لاتے دیکھا ہے، میں نے اس بارے میں جب سیّدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے استفسار کیا، تو انہوں نے فرمایا کہ "جو شخص کامیابی چاہتا ہے اُسے چاہیے کہ اس مجلس میں شرکت خود پر لازم کرلے!""[2]۔

تصنیفات

شیخ الاسلام والمسلمین حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا بیشتر وقت درس و تدریس، وعظ و نصیحت اور عبادت و ریاضت میں گزرتا، اس کے باوُجود آپ نے دینِ اسلام کی تحریری خدمات کے لیے بھی وقت نکالا، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے چند یادگار تصنیفات چھوڑیں، وہ حسبِ ذیل ہیں:

(۱) الفَتح الربّاني والفيض الرحماني (۲) فُتوح الغَيب (۳) الغُنية لطالبي طريق الحقّ[3] (٤) جِلاء الخاطر في الباطن والظاهر

---

(۱) المرجع السابق، صـ۱۸۳.

(۲) المرجع السابق.

(۳) امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ "کتاب غنیۃ الطالبین شریف کی نسبت حضرت شیخ عبد الحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا تو یہ خیال ہے، کہ وہ سرے سے حضور پُرنور سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تصنیف ہی نہیں، مگر یہ نفیٔ مجرّد ہے۔ اور امام حجر مکّی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے =

(٥) سرُّ الأسرار ومَظهر الأنوار فيما يحتاج إليه الأبرار (٦) آدابِ السُلوك والتوصُّل إلى مَنازلِ السُّلوك (٧) تحفة المتّقين وسبيل العارفين (٨) حِزب الرَجاء والانتهاء (٩) الفُيوضات الرَبّانية في الأوراد القادريّة (١٠) الكِبريت الأحمَر في الصّلاة على النّبي ﷺ (١١) مَراتِب الوُجود (١٢) يواقيت الحِكَم (١٣) المَواهِب الرَحمانيّة (١٤) معراج لطيف المعاني (١٥) القصيدة الغَوثيّة (الخمريّة)[1].

=

تصریح فرمائی، کہ اس کتاب میں بعض مستحقینِ عذاب نے اِلحاق کر دیا ہے"۔ [دیکھیے: فتاوی رضویہ، کتاب السیر، ۱۱/۲۹۹]

(١) "قلائد الجواهر" صـ٧. و"الأعلام" للزِركلي، عبد القادر الجيلاني، ٤/ ٤٧. "هدية العارفين" عبد القادر بن أبي صالح موسى، ١/ ٥٩٦. "فُیوضِ غوث یزدانی" (اردو ترجمہ: الفتح الربّانی) تقدیم، تصانیف مبارکہ، ص۵٦۔

فصل ۳ : عبادت، رِیاضت اور معمولات

پیرانِ پیر، روشن ضمیر، حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کثرت سے عبادت ورِیاضت اور ذکر واَوراد میں مشغول رہاکرتے، آپ کی عبادت ورِیاضت اور معمولات کا یہ عالَم تھا، کہ آپ ساری ساری رات عبادتِ الٰہی میں مصروف رہ کر، قرآنِ پاک کی تلاوت اور نفل اداکرتے۔ آپ نے پندرہ ۱۵سال تک ہر رات میں ایک قرآنِ پاک ختم کیا"[۱]۔

چالیس سال تک عشاء کے وضو سے نمازِ فجر کی ادائیگی

سرکارِ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی عبادت، رِیاضت اور معمولات کے بارے میں، شیخ ابو عبد اللہ محمد ابن اَبی الفتح ہروی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ "میں نے چالیس ۴۰ سال تک حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی کی خدمت میں وقت گزارا، اس ساری مدّت میں دیکھاکہ آپ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز اداکیاکرتے، اور آپ کا معمول تھا کہ جب بھی بے وضو ہوتے، توفوراً وضو فرماکر دو ۲رکعت نماز اداکرتے"[۲]۔

چالیس روز تک "بُرجِ عجمی" میں مجاہدہ

حضور غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں کہ "میں نے "بُرجِ عجمی"[۳] میں اللہ تعالی کے ساتھ یہ عہد کیا تھا، کہ جب تک میرے منہ میں لقمہ دے کر کھانا نہ کھلایا

---

(۱) "بهجة الأسرار" ذكر فصول من كلامه مرصَّعاً بشيء ...إلخ، صـ۱۱۸.

(۲) المرجع نفسه، ذكر طريقه، صـ۱٦٤.

(۳) بغداد شریف میں ایک پرانا بُرج تھا، جس میں حضور غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالٰی نے تقریباً گیارہ ۱۱برس قیام فرمایا، اور وہاں عبادت وریاضت میں مشغول رہے۔ آپ کے اس طویل قیام کے سبب اس =

جائے گا، اُس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا، اور جب تک پانی نہ پلایا جائے گا تب تک پانی نہ پیوں گا، چنانچہ چالیس ۴۰ روز تک میں اس بُرج میں بیٹھا رہا، اس دَوران نہ میں نے کھانا کھایا اور نہ پانی پیا، چالیس ۴۰ روز پورے ہونے پر ایک شخص میرے سامنے کھانا رکھ گیا، میرا نفس کھانے کی طرف مائل ہونے لگا، تو میں نے کہا کہ "خدا کی قسم! میں نے اللہ تعالی سے جو عہد کیا تھا وہ ابھی پورا نہیں ہوا" پھر میں نے باطن میں چیخ سُنی کہ کوئی چلّا کر بھوک بھوک کہہ رہا ہے، میں نے اس کی طرف بالکل توجہ نہیں کی، اتنے میں شیخ ابو سعید مخرمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا میرے قریب سے گزر ہوا، انہوں نے بھی یہ آواز سُنی اور میرے پاس آ کر کہا کہ "اے عبد القادر! یہ کیسا شور ہے؟" میں نے کہا کہ "یہ نفس کی بے قراری ہے، لیکن رُوح مطمئن ہے، اور وہ اپنے رب تعالی سے لَو لگائے ہوئے ہے!" پھر وہ مجھ سے یہ فرما کر چلے گئے کہ "اچھا تم باب الاَزج[1] چلے آؤ" میں نے اپنے جی میں کہا کہ "جب تک مجھے قلبی طَور پر اطمینان نہیں ہو گا، میں اس بُرج سے باہر قدم نہیں رکھوں گا" اس کے بعد حضرت سیّدنا خضر علیہ الصلوۃ والسلام نے مجھ سے آکر فرمایا کہ "تم ابو سعید مخرمی کے پاس چلے جاؤ" (تب جا کر مجھے اطمینان ہوا، اور) میں شیخ ابو سعید مخرمی

=

برج کا نام "بُرجِ عجمی" پڑ گیا۔ مَوجودہ زمانے میں سرکار غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے مزارِ پُر انوار کے گنبد کو "بُرجِ عجمی" کہا جاتا ہے۔ [انظر: "قلائد الجواهر" صـ۱۸، ملخصاً].

(۱) حضور غوثِ اَعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے زمانے میں بغداد شریف کے ایک محلے کا نام "باب الاَزج" تھا، اب اس محلے کو "باب الشیخ" کہا جاتا ہے، اور یہ آپ کے مزار شریف سے چند منٹ کی پیدل مسافت پر واقع ہے۔ [انظر: "قلائد الجواهر" صـ۱۸، ملخصاً. "وکی پیڈیا" آزاد دائرۃ المعارف]۔

رحمۃ اللہ تعالیٰ کے پاس چلا آیا، تو وہ دروازے پر کھڑے میرا ہی انتظار کر رہے تھے، مجھے دیکھ کر انہوں نے فرمایا کہ تمہیں میرا کہا کافی نہ ہوا؟! پھر شیخ ابو سعید مخرمی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے دستِ مبارکہ سے خَرقہ پہنایا، اور اس کے بعد میں آپ ہی کی خدمت میں رہنے لگا"[1]۔

قسمیں دے دے کے کِھلاتا ہے پِلاتا ہے تجھے

شیخ نور الدِین علی بن یوسف شَطنوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ "بَہجۃ الاَسرار" میں فرماتے ہیں کہ "بعض لوگوں نے سرکار غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی، کہ حضور ہم آپ کی طرح روزے رکھتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، اور ریاضت کرتے بھی ہیں، لیکن کیا وجہ ہے کہ آپ جیسی رُوحانی کیفیت ہم اپنے اندر نہیں پاتے؟ سیّدنا غوثِ اعظم نے فرمایا کہ "خدا کی قسم! میں اُس وقت تک نہیں کھاتا جب تک مجھے یہ نہ کہا جائے: "يا عبدَ القادر! بحقّي عليك كُلْ! بحقّي عليك اشرَبْ! بحقّي عليك تكلَّمْ!"[2] "عبد القادر تمہیں میرے حق کی قسم ہے! کچھ کھالو، تمہیں میرے حق کی قسم ہے! کچھ پی لو، تمہیں میرے حق کی قسم ہے! کچھ بات کرو" ع

قسمیں دے دے کے کِھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے
پیارا اللہ تِرا چاہنے والا تیرا[3]

---

(۱) "قلائد الجواهر" صـ۱۸، ۱۹.

(۲) "بهجة الأسرار" ذكر كلمات أخبرَ بها عن نفسه محدِّثاً بنعمة ربّه، صـ۹۸.

(۳) "حدائقِ بخشش" حصہ اوّل، واہ کیا مرتبہ اے غَوث ہے بالا تیرا، ص۱۹۔

شیاطین سے مقابلہ

شیخ عثمان صریفینی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ بغداد، حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی زبان مبارک سے سنا کہ "میں شب وروز بیابانوں اور ویران جنگلوں میں رہا کرتا تھا، شیاطین مسلّح ہو کر ہیبت ناک شکلوں میں قِطار دَر قِطار میرے پاس آتے، اور مجھ سے مقابلہ کرتے ہوئے مجھ پر آگ پھینکتے، مگر میں اپنے دل میں بڑی ہمّت وطاقت محسوس کرتا، اور غیب سے کوئی مجھے پکار کر کہتا کہ "اے عبد القادر اُٹھو! اِن کی طرف بڑھو، مقابلے میں ہم تمہیں ثابت قدم رکھیں گے، تمہاری مدد کریں گے!" پھر جب میں اُن کی طرف بڑھتا، تو وہ دائیں بائیں یا جدھر سے آتے اُسی طرف بھاگ جاتے، کبھی اُن میں سے صرف ایک ہی شیطان میرے پاس آتا، اور ڈرا کر مجھ سے کہتا کہ یہاں سے چلے جاؤ! میں اُسے ایک طمانچہ مارتا تو وہ بھاگتا ہوا نظر آتا، پھر میں لَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھتا تو وہ جَل کر راکھ ہو جاتا[1]۔

شیخ ابو عبد اللہ نجّار رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بیان کرتے ہیں، کہ قُطب ربّانی شیخ عبد القادر جیلانی حَسنی حُسینی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا کہ "میں نے (راہِ خدا میں) بڑی بڑی سختیاں اور (ایسی ایسی) مشقتیں برداشت کی ہیں، کہ اگر کسی پہاڑ پر ایسی سختیاں گزرتیں تو وہ بھی پھٹ جاتا![2]۔

پچیس سال تک عراق کے بیابانوں میں عبادت ورِیاضت

شیخ ابو سعود حریمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے سنا کہ "میں پچیس ۲۵ سال تک عراق کے بیابانوں میں تنہا پھرتا رہا، اس دَوران نہ

---

(۱) "بهجة الأسرار" ذكر طريقه، صـ۱٦٥، ۱٦٦.

(۲) "قلائد الجواهر" صـ۱۰.

خَلق مجھ کو جانتی تھی اور نہ میں خَلق کو، البتہ اُس وقت جِنّات میرے پاس آیا کرتے تھے، اور میں انہیں علمِ طریقت اور وُصول اِلی اللہ کی تعلیم دیا کرتا تھا[1]۔

حضرت خضر علیہ الصلوۃ والسلام سے ملاقاتیں اور رُوحانی تربیت

پھر جب میں عراق کے بیابانوں میں سیاحت کی غرض سے نکلا، تو حضرت سیّدنا خضر علیہ الصلوۃ والسلام میرے ہمراہ ہوئے، مگر میں اُن کو پہچانتا نہیں تھا، پہلے حضرت خضر نے مجھ سے یہ عہد لیا کہ میں کسی اَمر میں اُن کی مخالفت ہرگز نہیں کروں گا، اس کے بعد انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ "یہاں بیٹھ جاؤ" میں بیٹھ گیا، اور تین ٣سال تک اُسی جگہ بیٹھا رہا، حضرت خضر علیہ الصلوۃ والسلام ہر سال میرے پاس تشریف لاتے اور فرما جاتے کہ "میرے آنے تک یہیں بیٹھے رہنا" اس دَوران دنیا اور دنیاوی خواہشیں اپنی اپنی شکلوں میں میرے پاس آیا کرتیں، مگر اللہ تعالی مجھے اُن کی طرف اِلتفات سے محفوظ رکھتا، اسی طرح مختلف صورتوں اور شکلوں میں میرے پاس شیاطین بھی آیا کرتے، وہ مجھے تکلیف پہنچاتے تھے، اور مجھے مار ڈالنے کی غرض سے مجھ سے لڑا کرتے، مگر اللہ تعالی مجھے اُن پر غالب رکھتا تھا"[2]۔

وِصال شریف

حضرت سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالی نے اس دارِ فانی سے کب انتقال فرمایا، اس بارے میں علمائے کرام کے مختلف اقوال درج ذیل ہیں:

---

(١) المرجع نفسه.

(٢) المرجع السابق.

(۱) امام ابن جَوزی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے مطابق سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا وصال شریف ۸ ربیع الآخر ۵۶۱ ہجری کو ہوا[۱]۔

(۲) امام ابو الحسن علی بن یوسف بن جریر لخمی شَطنُوفی نے "بهجة الأسرار"[۲] میں، اور شیخ محمد بن عبد الغنی ابن نقطہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہما نے "إكمال الإكمال"[۳] میں حضور غوثِ اعظم کی تاریخِ وصال ۹ ربیع الآخر ۵۶۱ ہجری بیان کی ہے۔

(۳) امام شمس الدین ذہبی کے مطابق سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا وصال شریف ۱۰ ربیع الآخر ۵۶۱ ہجری میں ہوا[۴]۔

(۴) شیخ سیّد عبد القادر اربلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے سیّدنا غوثِ اعظم کی تاریخِ وصال ۱۱ ربیع الآخر ۵۶۱ ہجری تحریر کی ہے[۵]۔

(۵) "تفريح الخاطر"[۶] میں ایک قول ۱۳ ربیع الآخر کا بھی مذکور ہے۔

---

(۱) انظر: "المنتظم في تاريخ الأمم والملوك" ٤٢٥٩ - عبد القادر ابن أبي صالح أبو محمد الجيلي، ١٨/ ١٧٣. و"ذَيل طبَقات الحنابلة" إسماعيل ابن أبي طاهر بن الزبير الجيلي، ٢/٢٠٦.

(٢) انظر: "تفريح الخاطر" المنقبة ٦٩، صـ ٧٢، نقلاً عن "بهجة الأسرار".

(٣) "إكمال الإكمال" لابن نقطة الحنبلي، ٢٠٧٧ - الإمام العارف أبو محمد عبد القادر ابن أبي صالح، ٢/ ٤٩٠.

(٤) "سِير أعلام النُبلاء" للذَهبي، ٢٣ - عبد القادر ابن أبي صالح عبد الله ...إلخ، ١٢/ ٢٥٢.

(٥) انظر: "تفريح الخاطر" المنقبة ٦٩، صـ ٧٢.

(٦) المرجع نفسه.

(٦) شاہ ابو المعالی سیّد خیر الدِین لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے "تحفۂ قادریہ" میں، اور سیّد نور الدِین محمود قادری نے "اَورادِ قادریہ" میں، سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تاریخِ وصال ۱۷ ربیع الآخر ۵۶۱ ہجری بیان کی ہے[1]۔

وصال شریف کے وقت حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کی عمر تقریبًا نوّے ۹۰ برس تھی"[2]۔

(١) انظر: "تفريح الخاطر" المنقبة ٦٩، صـ ٧٢، نقلاً عن "تحفة القادرية".

(٢) "ذَيل طبَقات الحنابلة" إسماعيل ابن أبي طاهر بن الزبير الجيلي، ٢/ ٢٠٦.

باب ۲
سیّدنا غوثِ اعظم کی تعلیمات وارشادات

فصلِ اوّل: سیّدنا غوثِ اعظم کی تعلیمات

قُطبِ ربّانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ذاتِ والا صفات، ایک عہد ساز اور حیات آفرین شخصیت ہے، آپ کی سیرتِ طیّبہ اور کتابِ زیست کا ہر وَرق اُمّتِ مسلمہ کے لیے لائقِ تقلید اور مُعاشرے کی اِصلاح کا باعث ہے، لہذا اِصلاحِ مُعاشرہ کی غرض سے سرکارِ بغداد حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ تعالٰی کی چند تعلیمات، حسبِ ذیل پیش کی جاتی ہیں:

دائرۂ شریعت سے باہر نکلنے کی ممانعت

(۱) حضور پُرنور سیّدنا بازِ اَشہب، شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: "الشريعةُ المطهَّرةُ المحمّديةُ ثمرةُ شجرةِ الملّة الإسلامية، شمسٌ أضاءتْ بنُورِها ظُلمةَ الكَون، اتّباعُ شرعِه يُعطِي سعادةَ الدارَين، احذرْ أن تَخرجَ من دائرته! إيّاك أن تفارِقَ إجماعَ أهلِه"(۱) "شریعتِ پاکیزہ محمدی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دینِ اسلام کے درخت کا پھل ہے، شریعت وہ آفتاب ہے جس کی چمک سے تمام جہاں کی اندھیریاں جگمگا اٹھیں، شریعت کی پیروی دونوں جہاں کی سعادت بخشتی ہے، خبردار اس کے دائرہ سے باہر نہ جانا! خبردار اہلِ شریعت کی جماعت سے جُدا نہ ہونا!"۔

(۱) "بهجة الأسرار" ذكر فصول من كلامه مرصَّعاً بشيءٍ ...إلخ، صـ۹۹.

قانونِ بندگی کالحاظ

(۲) حضور پُرنور سیّد الاَولیاء قطبُ الاَقطاب رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: "أقرب الطُرُق إلى الله تعالى: لُزومُ قانونِ العبوديّة، والاستمساكُ بعُروة الشّريعة"(۱) "اللہ تعالی کی طرف سب سے قریب ترین راستہ، قانونِ بندگی کو لازم پکڑنا، اور شریعت کی گرہ کو تھامے رہنا ہے"۔

اپنے کاموں کو قرآن وحدیث پر پیش کرو

(۳) حضور پُرنور غوث الثقلین، غیاث الکونَین رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: "إذا وَجدتَ في قلبك بُغضَ شخص أو حُبَّه، فاعرضْ أفعالَه على الكتاب والسُنّة، فإن كانت محبوبةً فيهما فأحَبَّه، وإن كانت مكروهةً فاكْرِهْه؛ لئلّا تُحبَّه بهواك وتَبغضَه بهواك! قال الله تعالى: ﴿ولا تتّبع الهوى فيُضلّك عن سبيل الله﴾"(۲) "جب تم اپنے دل میں کسی کی دشمنی یا محبت پاؤ، تو اُس کے کاموں کو قرآن وحدیث پر پیش کرو، اگر اس کے کام قرآن وسنّت کے مطابق پسندیدہ ہوں تو اُس سے محبت رکھو، اور اگر اس کے کام قرآن وسنّت کے مطابق پسندیدہ نہ ہوں، تو اس سے کراہت رکھو؛ تاکہ تم اپنی خواہش سے نہ کسی سے دوستی رکھو نہ دشمنی؛ کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ "خواہش کی پیروی نہ کر؛ کہ تجھے بہکا دے گی خدا کی راہ سے!"۔

---

(۱) المرجع نفسه، صـ۱۰۰.

(۲) "الطبَقات الكبرى" للشَّعراني، ر: ۲٤۸ – أبو صالح سيِّدي عبد القادر الجيلي، ۱/ ۱۳۱.

دونوں جہاں کے کاموں کا مدار صرف شریعت پر ہے

(۴) حضور سیّدنا محی الدین محبوبِ سبحانی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: "وَمَحَقَ سيفُ سَطوةِ قَهرِه -أي: قهر الشَّرع- مَن خالَفَه وناوَاه، واعتصمتْ بحَبل حمايتِه وثيقاتُ عُرَى الإسلام، وعليه مدارُ أمر الدارَين، وبأسبابه أنيطتْ منازلُ الكونَين"[۱] "شریعت وہ ہے جس کے صَولتِ قہر کی تلوار اپنے مخالف ومقابل کو مٹا دیتی ہے، اور اسلام کی مضبوط رَسیاں اس کی حمایت کی ڈور پکڑے ہوئے ہیں، دونوں جہاں کے کاموں کا مدار صرف شریعت پر ہے، جبکہ اس کی ڈوروں سے دونوں عالَم کی منازِل وابستہ ہیں!"۔

ولی کی کرامت کیا ہے؟

(۵) حضور پُر نور غوث الاَغواث رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: "الولايةُ ظلُّ النُبوّة، والنبوّةُ ظلُّ الإلهيّة، وكرامةُ الولي استقامةُ فعلِه على قانونِ قولِ النّبي صَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ"[۲] "ولایت نُبوّت کا سایہ ہے، اور نُبوّت اُلوہیت (خدائی) کا سایہ ہے، اور ولی کی کرامت یہ ہے کہ اس کا ہر فعل، نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے فرمان وقانون پر استقامت کے ساتھ، ٹھیک پورا اُترے!"۔

بندۂ مؤمن کا مقام

(۶) ولیوں کے سیّد وسردار شیخ عبد القادر جیلانی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں: "إذا فنى العبدُ عن الخَلق، والهوى، والنفس، والإرادة، والأَمَاني دنيا

(۱) "بهجة الأسرار" ذكر فصول من كلامه مرصَّعاً بشيءٍ ...إلخ، الشرع، صـ۸٤، ملتقطاً.

(۲) المرجع نفسه، صـ۸۱، ملتقطاً.

وأخرى، ولم يُرِد إلّا الله ﷻ، وخرجَ الكلُّ عن قلبه، وَصَلَ إلى الحقّ، واصطفاه واجتباه، وأحبَّه وحبَّبه إلى خَلقه، وجعلَه يحبّه ويحبّ قُربَه، ويتنعّم بفضله، ويتقلَّبُ في نِعَمه، وفتحَ عليه أبوابَ رحمته، ووعدَه أن لا يُغْلِقَها عنه أبداً، فيختار العبدُ حينئذٍ اللهَ، ويدبِّر بتدبيرِه، ويشاء بمَشيئتِه، ويَرضى برضائِه، ويمتثِل أمرَه دون غيره"[۱].

"جب بندہ مخلوق، خواہشاتِ نفس، اپنے ذاتی ارادہ اور دنیا وآخرت کی آرزُوؤں سے جُدا ہو کر، فنائیت میں قدم رکھتا ہے، تو اللہ تعالی کے سِوا اُس کا کوئی مقصود نہیں رہتا، اور یہ تمام خواہشات اور آرزُوئیں اس کے دل سے نکل جاتی ہیں، تب وہ اللہ تعالی تک پہنچ جاتا ہے، اور اللہ تعالی اسے اپنا محبوب ومقبول بندہ بنالیتا ہے، اس سے محبت فرماتا ہے اور مخلوق کے دل میں اس کی محبت پیدا کر دیتا ہے، پھر بندہ ایسے مقام پر فائز ہو جاتا ہے کہ اب وہ صرف وصرف اللہ رب العالمین اور اس کے قُرب کو محبوب رکھتا ہے، تب اللہ تعالی کا خصوصی فضل وکرم اس پر سایہ فگن ہو جاتا ہے، اور خالقِ کائنات عزّوجلّ اسے اپنی خاص نعمتوں سے نوازتا ہے، اس پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے، اور اس سے وعدہ کیا جاتا ہے کہ رحمتِ الٰہی کے یہ دروازے اس پر کبھی بند نہیں کیے جائیں گے! اُس وقت وہ صرف اللہ تعالی کا ہو کر رہ جاتا ہے، لہذا وہ اللہ ہی کے ارادہ سے ارادہ کرتا ہے، اُسی کی تدبیر سے تدبیر کرتا ہے، اُسی کی چاہت سے چاہتا ہے، اُسی کی رضا سے راضی ہوتا ہے، اور صرف اللہ تعالی کے حکم کا پابند ہو کر رہ جاتا ہے"۔

---

(۱) "فُتوح الغيب" المقالة ٥٦ في فناء العبد عن الخَلق والهوى، صـ١٢٩.

دنیا سے بے رغبتی

(۷) حضور سیّدنا غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے دنیا کے بارے میں سوال کیا گیا، تو آپ نے فرمایا: "أَخْرِجْها مِن قلبكَ إلى يدكَ، فإنّها لا تَضُرُّك"[۱] "دنیا کو اپنے دل سے مکمل طَور پر نکال کر ہاتھ میں لے آؤ (یعنی سخاوَت کرو) پھر وہ تمہیں ضَرر (نقصان) نہیں پہنچائے گی"۔

سنّت کی پَیروی اور بدعات سے اجتناب

(۸) حضرت قندیلِ لامکانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا: "اتَّبِعُوا ولا تَبتَدِعُوا، وأطيعُوا ولا تُخَالِفُوا"[۲] "سنّتِ نبوی کی پَیروی کرو، بدعات میں نہ پڑو، اللہ ورسول کی اِطاعت کرو، اور اُن کے اَحکام کی خلاف ورزی مت کرو!"۔

باہم دوستی اور بھائی چارہ قائم کرو

(۹) حضرت محبوبِ سبحانی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: "وتؤاخُوا ولا تعادُوا، واجتمِعوا على الطاعة ولا تتفرّقوا، وتحابّوا ولا تباغَضوا، وتطهّروا عن الذُنوب"[۳] "آپس میں دوستی اور بھائی چارہ قائم کرو، اِطاعت وفرمانبرداری کے مُعاملے میں اکٹھے ہوجاؤ اور تفرقہ بازی سے بچو، باہم محبت ورَواداری سے پیش آؤ، اور ایک دوسرے سے بُغض نہ رکھو، اور خود کو گناہوں سے پاک صاف رکھو!"۔

---

(۱) "بهجة الأسرار" ذكر شيءٍ من أجوبته مما يدلّ على قدم راسخ، صـ۲۳۳. "الطبَقات الكبرى" للشَعراني، ر: ۲٤۸ – أبو صالح سيِّدي عبد القادر الجيلي، ۱/ ۱۰۹، ۱۱۰.

(۲) انظر: "فُتوح الغيب" المقالة ۲ في التواصِي بالخير، صـ۷. "الطبَقات الكبرى" للشَعراني، ر: ۲٤۸ – أبو صالح سيِّدي عبد القادر الجيلي، ۱/ ۱۱۱.

(۳) "فُتوح الغيب" المقالة ۲ في التواصِي بالخير، صـ۷.

اپنا ہر مُعاملہ اللہ کے سپرد کردو

(۱۰) حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: "وسلِّم الكُلَ إلى الله، فكُن بوّابَه على بابِ قلبك، وامتثِل أمرَه في إدخال مَن يأمُرُك بإدخاله، وانتهِ بنَهيِه في صدِّ مَن يأمُرُك بصدِّه"(۱).

"اپنا ہر مُعاملہ کلّی طَور پر اللہ تعالی کے سپرد کردو، اور اپنے دل کے دروازے پر اللہ تعالی کے دربان بن جاؤ (؛ تاکہ شیطانی وَسوسے اس میں داخل نہ ہوسکیں) اور اللہ عزّوجلّ جس چیز کو دل میں آنے کا حکم دے اُسے آنے دو، اور جس چیز سے منع فرمائے اُسے روک دو"۔

لوگوں کے سامنے حالات کا رونا مَت رویا کرو

(۱۱) حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: "فمَن أراد السّلامةَ في الدنيا والأخرى، فعليه بالصبرِ والرضاءِ، وتركِ الشَّكوَى إلى الخَلق"(۲) "جو شخص دنیا وآخرت میں عزّت، آبرُو اور سلامتی چاہتا ہے، اُسے چاہیے کہ صبر وتحمّل کا دامن تھامے رکھے، اللہ کی رضا میں راضی رہے، اور لوگوں کے آگے (اپنے حالات کا) شکوہ شکایت کرنا چھوڑ دے"۔

تقوی وپرہیزگاری قُربِ الٰہی کا ذریعہ ہے

(۱۲) بازُ اللہ اَشہب، شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: "سألَني رجلٌ شيخٌ في المنام فقال: أيُّ شيءٍ يقرِّب العبدَ إلى الله جلّ وعلا؟ فقلتُ: لذلك

---

(۱) المرجع نفسه، المقالة ۷ في إذهاب غمّ القلب، صـ۱٦.

(۲) المرجع السابق، المقالة ٤۲ في بيان حالتي النفس، صـ۱۰۲.

ابتداءٌ وانتهاءٌ، فابتداؤُه: الورعُ، وانتهاؤُه: الرضا والتسليم والتوكُّل"(۱) "کسی بوڑھے نے خواب میں آکر مجھ سے پوچھا، کہ وہ کونسی چیز ہے جس کے ذریعے بندہ اللہ تعالی کے قریب ہوجاتا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ "قُربِ الٰہی کے لیے ایک ابتداء ہے اور ایک انتہاء۔ اس کی ابتداء تقوی وپرہیزگاری ہے، اور اس کی انتہاء اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کرنا، اُس کی رضا میں راضی رہنا، اور توکُّل اختیار کرنا ہے"۔

اللہ کی رضا زُہد اختیار کرنے میں ہے

(۱۳) قُطب الاَقطاب شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا: "مَن أراد الآخرةَ فعليه بالزُهد في الدنيا، ومَن أراد اللهَ فعليه بالزُهد في الآخِرة"(۲) "جو آخرت کا طلبگار ہو اُسے چاہیے کہ دنیا میں زُہد اختیار کرے (اور اَسبابِ دنیا سے کنارہ کش ہوجائے) اور جو اللہ کی رضا کا طلبگار ہو اُسے چاہیے کہ اُخروی مُعاملات میں بھی زُہد اختیار کرے" یعنی اپنے دل میں نیک اعمال کی جزاء کی خواہش نہ رکھے، اور محض اللہ کی رضا کو اپنا مقصودِ اصلی بنالے!۔

دعا میں اللہ تعالی سے کیا مانگنا چاہیے؟

(۱۴) سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا: "لا تطلبنّ من الله شيئاً سوى: (۱) المغفرةَ للذُنوب السابقة (۲) والعصمةَ منها في الأيّام

---

(۱) المرجع السابق، المقالة ٤٧ في التقرُّب إلى الله تعالى، صـ١١٣.

(۲) "فُتوح الغيب" المقالة ٥٤ في من أراد الوُصول إلى الله ...إلخ، صـ١٢٣. "الطبَقات الكبرى" للشَعراني، ر: ٢٤٨ – أبو صالح سيِّدي عبد القادر الجيلي، ١/ ١١٣، ١١٤.

الآتية اللاحِقة (٣) والتوفيقَ لحُسن الطاعة وامتِثال الأمر (٤) والرضاء بمرّ القَضاء (٥) والصبرَ على شدائد البلاء (٦) والشكرَ على جزيل النعماء والعطاء (٧) ثمّ وفاة بخاتمة الخير"[1].

"(دعا کرتے وقت) اللہ تعالی سے یہ چیزیں ضرور مانگنا چاہیے: (۱) گزشتہ گناہوں کی مُعافی (۲) آئندہ گناہوں سے بچنے کی توفیق (۳) اِطاعت وفرمانبرداری اور اَحکامِ الٰہی کی تعمیل (۴) قضاء وقدر پر اطمینان (۵) مَصائب وآلام پر صبر (۶) نعمتوں کی فراوانی اور عطا پر شُکر کی توفیق (۷) اور حُسنِ خاتمہ"۔

خواہشاتِ نفس کی مخالفت کرو

(۱۵) سرکارِ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "فالعبادةُ كُل العبادة في مخالفةِ نفسِك، قال الله تعالى: ﴿وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾[2]"[3]

"مکمل عبودیت (بندگی) اپنے نفس وخواہش کی مخالفت سے حاصل ہوتی ہے؛ کہ ارشادِ باری تعالی ہے: "خواہشِ نفس کی پیروی نہ کرو؛ کہ یہ تمہیں راہِ خدا سے ہٹادے گی!"۔

اطاعتِ الٰہی کی بدَولت پوری کائنات تمہارے حکم پر چلے گی

(۱۶) سرکارِ بغداد رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "إذا كنتَ مع أمره كانت الأكوانُ في أمرِك، وإذا كرهتَ نهيَه، فرّت مِنْكَ المَكارِهُ أين كنتَ وحللتَ"[4]. "جب

---

(١) "فُتوح الغَيب" المقالة ٦٩ في الأمر بطلبة المغفرة والعصمة ...إلخ، صـ١٥٤.

(٢) پ٢٣، ص: ٢٦.

(٣) انظر: "فُتوح الغَيب" المقالة ١٠، صـ٢٤، ٢٥.

(٤) المرجع نفسه، المقالة ١٢، صـ٣٤.

تم اللہ کے حکم کے تابع ہوگے، تو پوری کائنات تمہارے حکم پر چلے گی، اور جب خدا کی منع کردہ چیزوں کو بُرا جانوگے، تو تم جہاں بھی رہو، ہر قسم کی برائی تم سے دُور بھاگے گی"۔

کسی سے خواہشِ نفس کا اظہار نہ کرو

(١٧) حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "إذا انقطعتم عن الخَلق إلى الحقّ، فلا تسألوا الناسَ شيئاً بألسِنتِكم، وإذا ترَكْتم ذلك فلا تسألُوهم بقُلوبكم؛ فإن السّؤالَ بالقلب كالسؤال باللِّسان"[١]. "جب تم خَلق (مخلوق) سے منقطع ہوکر حق تعالی کی طرف متوجہ ہو جاؤ، تو زبان سے کسی اَور سے کچھ نہ مانگو، اور جب زبان سے مانگنے کی عادت چُھوٹ جائے، تو دِل کے ذریعے بھی کسی سے سوال (خواہش) نہ کرو؛ کیونکہ دِل کے ذریعے کسی سے مانگنا بھی، زبان سے سوال کرنے جیسا ہی ہے!"۔

صرف حلال وجائز کام کو اپناؤ، اور مشکوک کو ترک کردو!

(١٨) حضور غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "دَع ما يُرِيْبُكَ إذا اجتمع مَعَ ما لا يُرِيْبُكَ، فخُذ بالعزيمة الذي لا يشُوبُها رَيبٌ ولا شكٌّ، ودَعْ ما يُرِيْبُكَ"[٢]. "جب مشکوک اور غیر مشکوک (یعنی حلال وحرام) جمع ہو جائیں، تو تم تقویٰ کا مُظاہرہ کرتے ہوئے، غیر مشکوک (حلال وجائز) کام کو اختیار کرو! اور جس کام کے حلال یا حرام ہونے میں شک وشُبہ ہو اُسے چھوڑ دو!"۔

---

(١) المرجع السابق، المقالة ١٥، صـ ٣٦، ٣٧.

(٢) المرجع السابق، المقالة ٢٠، صـ ٤٩.

فصلِ دُوم ۲: شیخ عبد القادر جیلانی کے تحدیثِ نعمت پر مبنی چند اِرشادات

قطبِ عالَم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا بارگاہِ الٰہی اور ولایت میں کیا مقام و مرتبہ ہے؟ اس کا اندازہ آپ کے ارشادات سے خُوب لگایا جا سکتا ہے، بطور نمونہ چند ارشادات حسبِ ذیل ہیں:

میں تم پر اللہ کی حجت ہوں!

(۱) سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ غوثیتِ کُبری کے منصب پر فائز ہیں، اور سیّدنا امام مَہدی رضی اللہ تعالی عنہ کے ظُہور تک یہ منصب آپ کے ساتھ خاص ہے۔ بارگاہِ الٰہی میں سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا جو مقام و مرتبہ ہے وہ کسی اَور ولی کو حاصل نہیں۔ آپ نے تحدیثِ نعمت کے طَور پر "قصیدۂ غوثیہ" کے مختلف اَشعار میں اس بات کا اظہار بھی فرمایا، جس کا خلاصہ ہے کہ "میں (شیخ عبد القادر جیلانی) نے سعادتِ کُبریٰ پالی، میں تم پر اللہ تعالی کی حجت ہوں، زمینوں میں میرا ڈنکا بج رہا ہے، تمام بِلاد میرے حکم کے ماتحت ہیں، میں اَحوال کو سَلب کر سکتا ہوں، مجھ سے پہلوں کے سورج غروب ہو گئے، مگر میرا سورج عظمت و بلندی کے آسمان پر ہمیشہ چمکتا رہے گا، اللہ تعالی نے مجھے تمام اَقطاب پر حاکم بنایا، اور میرا حکم ہر حال میں جاری و ساری ہے، انسان اور جنّات سب میں مشائخ ہوتے ہیں، مگر میں شیخ الکُل ہوں، مجھے اللہ تعالی نے اپنی نگاہِ خاص میں رکھا ہے، مجھے میرا رب فرماتا ہے کہ اے عبد القادر تمہیں میری قسم، یہ چیز کھا لو! تمہیں میری قسم، یہ چیز پی لو! جب میں گفتگو کرتا ہوں تو میرا رب فرماتا ہے کہ مجھے اپنی قسم، تم سچ کہتے ہو! میں قُرب کے لحاظ سے بارگاہِ الٰہی میں تنہا ہوں، میرا رُتبہ تم سب

سے ہمیشہ کے لیے برتر ہے، جس شخص نے اپنے آپ کو مجھ سے منسوب کیا، اور میرے عقیدت مندوں میں داخل ہوا، اللہ تعالی اُسے قبول فرما کر اپنی رحمت سے نوازتا ہے، اور میرے سارے محبین جنّت میں داخل کیے جائیں گے، یہ اللہ تعالی نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے"[1]۔ ؏

سارے اَقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف

کعبہ کرتا ہے طوافِ دَرِ والا تیرا[2]

اگر یہ وسوسہ آئے کہ "شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعدّد فرامین سے ظاہر ہوتا ہے، کہ ان میں اپنی تعریف اور خود پسندی ہے، جبکہ ایسا کرنا منع ہے"۔ تو اس کا **ایک** جواب تو یہ ہے کہ حضور غوثِ اعظم نے ایسے کلمات تحدیثِ نعمت کے طَور پر بیان فرمائے ہوں، کہ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾[3] "اور اپنے ربّ کی نعمت کا خُوب چرچا کرو"۔

دوسری بات یہ کہ سرکار غوثِ پاک سمیت جتنے بھی بزرگوں نے ایسے کلمات بیان فرمائے، وہ سب اُن سے حالتِ سُکر[4] (جَذب واِستغراق) میں سرزَد ہوئے،

(۱) دیکھیے: "شرح قصیدهٔ غوثیه" قصیدۂ غوثیہ مع ترجمہ وشرح مختصر، ص۶۹- ۸۳، ملخصاً۔ "حضور غوثِ اعظم کی مجاہدانہ زندگی اور خانقاہی نظام" منصبِ غوثیتِ کُبریٰ، ص۴۵۶۔

(۲) دیکھیے: "حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا، ص۱۹۔

(۳) پ ۳۰، الضحی: ۱۱.

(۴) رُوحانی حال کے غلبے کا نام "سُکر" ہے، یعنی محبوبِ حقیقی عزّوجلّ کے ذکر سے دل میں جو جَوش وخروش (وَلولہ) پیدا ہوتا ہے، اُسے "حالتِ سُکر" کہتے ہیں۔ [دیکھیے: "عوارف المعارف" (مترجم اردو) باب ۶۲، سُکر وصحو، ص۳۴۷، ملخصاً]۔

لہٰذا اس مسئلہ میں انہیں معذور سمجھنا چاہیے، جیسا کہ حضرت شیخ شِہاب الدین سُہرَوردی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اکابر صُوفیہ سے خود پسندی کے بہت سے اقوال نقل کیے گئے ہیں، اور جتنے کلمات بھی مشایخ سے اس قبیل کے منقول ہوئے، وہ اس وجہ سے ہوئے کہ ان مشایخ میں سُکر واِستغراق کے باقی ماندہ اثرات مَوجود تھے "(۱)۔

خود غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ارشاداتِ عالیہ سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے، جیسا کہ آپ نے "قصیدۂ غوثیہ" میں ایک مقام پر فرمایا: ع

سَعَتْ ومَشَتْ لِنَحوي في كُئُوس

فَهِمْتُ بِسُكرَتي بَيْنَ الموالي

"شرابِ محبت جام میں بھری ہوئی میری طرف دَورتی ہوئی آئی

اور میں اپنے دوستوں کی مجلس میں، اپنے حالِ سُکر سے مست ہوگیا"

شَرِبْتُم فُضْلَتِي مِنْ بَعد سُكْرِي

ولا نِلتُم عُلُوِّي واتِّصالي(۲)

"مجھ پر حالتِ سُکر طاری ہوجانے کے بعد آپ (اَقطاب) نے میری بچی کچھی شرابِ محبت پی لی، لیکن آپ میرے بلند رُتبہ اور قُرب واتّصال کو نہ پہنچ سکے "

مذکورہ بالا اَشعار میں حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے یا تو حالتِ سُکر میں اقرارِ سُکر فرمایا ہے، یا پھر حالتِ صحو (مکمل ہوش وحواس) میں اپنے حالِ سُکر کا ذکر فرمایا ہے،

(۱) انظر: "عوارف المعارف" الباب ۳۰، تفصيل أخلاق الصوفية، صـ۲٦۲، ملخصاً.

(۲) انظر: "القصيدة الغَوثية" (مترجم) صـ۱۲.

بہرصورت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حالتِ سُکر میں ہونا ثابت ہوتا ہے، لہذا سرکار غوثِ اعظم کے ذاتی تعریف وتوصیف پر مبنی ارشادات کو حالتِ سُکر پر ہی محمول کیا جائے گا!۔

مجھ سے محبت کرنے والے کو اللہ تعالی جنّت میں داخل فرمائے گا

(۲) امامِ یکتا سیّدی ابو الحسن نور الملّۃ والدین علی قدّس سرّہ "بَہجۃ الاَسرار شریف" میں فرماتے ہیں کہ "حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی گئی، کہ اگر کوئی شخص حضور کا نام لیوا ہو، اور اس نے نہ حضور کے دستِ مبارک پر بیعت کی ہو، نہ حضور کا خَرقہ پہنا ہو، کیا وہ آپ کے مریدوں میں شمار ہوگا؟ فرمایا: "مَن انتمى إليَّ وتسمّى لي، قبلَه الله تعالى وتابَ عليه، إن كان على سبيل مكروه، وهو من جملة أصحابي، وإنّ ربّي عزّ وجلّ وعدَني أن يُدخِلَ أصحابي وأهلَ مذهبي وكلَّ محبٍّ لي الجنّةَ"[۱] "جو اپنے آپ کو میری طرف منسوب کرے، اور اپنا نام میرے غلاموں کے دفتر میں تصوُّر کرے، اللہ تعالی اسے قبول فرمالے گا، اور اگر وہ کسی ناپسندیدہ راہ پر ہو تو اُسے تَوبہ کی توفیق دے گا، وہ میرے مریدوں کے زُمرے میں ہے، اور بے شک میرے رب عزّوجلّ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے مریدوں، میرے ہم مذہب، اور میرے ہر چاہنے والے کو جنّت میں داخل فرمائے گا!"۔

سب سعید وشقی میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں

(۳) حضور پُرنور سیّدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "وعزّةِ ربّي! إنّ السُّعداءَ والأشقياءَ لَيُعرَضون عليَّ، عينِي في اللَّوح المحفوظ"[۲]

(۱) "بهجة الأسرار" ذكر فضل أصحابه وبُشراهم، صـ۱۹۳.

(۲) المرجع نفسه، ذكر كلماتٍ أخبرَ بها عن نفسه محدِّثاً بنعمة ربِّه، صـ۵۰.

"عزتِ الٰہی کی قسم! بے شک سب سعید وشقی (نیک وبد) میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں، میری آنکھ لَوحِ محفوظ میں ہے" اور فرماتے ہیں: ع

نظرتُ إلى بلادِ الله جمعاً

كخَردلةٍ على حُكم اتّصالي[1]

"میں نے اللہ کے تمام ملک کو اس طرح دیکھا

گویا وہ ملک میرے سامنے ایک رائی کے دانہ کے برابر ہے"

قیامت تک میرے جس اہلِ محبت سے لغزش ہوگی میں اُس کا دستگیر ہوں

(۴) حضرت سیّدنا ابو الحسن نور الدین "بہجۃ الاسرار" میں سیّدنا ابو القاسم عمر بزّاز سے روایت فرماتے ہیں: "قال: سمعتُ السيِّدَ الشيخ عبدَ القادر الجيلاني رضي الله تعالى عنه يقول غيرَ مرّةٍ: عثرَ أخي حسينٌ الحَلّاج، فلم يكن في زمانه مَن يأخُذ بيدِه، ولو كنتُ في زمانه لأخذتُ بيدِه، وأنا لكلِّ مَن عثرَ به مركوبُه من أصحابي ومريدِي ومحبِّي، إلى يوم القيامة، آخِذٌ بيدِه!"[2]. "میں نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارہا فرماتے سنا، کہ میرے بھائی حسین (بن منصور) حلّاج کا پاؤں پھسلا، اُن کے وقت میں کوئی ایسا نہیں تھا کہ ان کی دستگیری (مدد) کرتا، اُس وقت اگر میں ہوتا تو اُن کا ہاتھ تھام لیتا (یعنی اُن کی مدد کرتا) اور میرے اصحاب، میرے مریدین اور مجھ سے محبت رکھنے والوں میں،

---

(۱) انظر: "القصيدة الغوثية" صـ۱۳.

(۲) "بهجة الأسرار" ذكر فضل أصحابه وبُشراهم، صـ۱۹٦.

قیامت تک جس سے لغزش ہوگی، میں اُس کا دستگیر (مددگار) ہوں!"۔

جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے وہ سختی دُور ہو

(۵) حضور پُرنور سیّدنا غوث پاک رحمۃ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں: "مَن استغاثَ بي في كُربةٍ كُشفتْ عنه، ومَن ناداني باسمِي في شدّةٍ فُرّجتْ عنه، ومَن توسَّلَ بي إلى الله عزّوجلّ في حاجةٍ قُضيتْ له"(۱).

"جو کسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف دفع ہو، اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے وہ سختی دُور ہو، اور جو کسی حاجت میں میرے وسیلے سے اللہ سے دعا کرے وہ حاجت رَوا (پوری) ہو "۔

جب کسی حاجت کے لیے دعا کرو تو میرے وسیلے سے کیا کرو

(۶) حضور شہنشاہِ بغداد رحمۃ اللہ تعالی فرماتے ہیں: "إذا سألتُمُ اللهَ حاجةً، فاسألوه بي!"(۲) "جب اللہ تعالی سے کسی حاجت میں دعا کرو، تو میرے وسیلے سے کیا کرو!"۔

میں تمہارا ظاہر وباطن سب دیکھ رہا ہوں

(۷) سیّد الاَولیاء شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی فرماتے ہیں: "لو لا لجامُ الشّريعة على لساني، لأخبرتُكم بما تأكلون وما تدّخِرون في بُيوتكم، أنتم بين يدَيَّ كالقَوارير يُرى ما في بَواطِنِكم وظَواهِرِكم"(۳). "اگر

---

(۱) المرجع نفسه، صـ۱۹۷.

(۲) المرجع السابق، ذكر كلماتٍ أخبرَ بها عن نفسه محدِّثاً بنعمة ربِّه، صـ۵٤، ملتقطاً.

(۳) المرجع السابق، صـ۵۵.

میری زبان پر شریعت کی روک نہ ہوتی، تو میں تمہیں خبر دیتا جو کچھ تم کھاتے اور جو کچھ اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو! تم لوگ میرے سامنے شیشے کی بوتل کی مانند ہو، میں تمہارا ظاہر وباطن سب دیکھ رہا ہوں!"۔

میرا دل اَسرارِ مخلوقات پر مطّلع ہے

(۸) شہنشاہِ بغداد رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: "قلبي مُطَّلِعٌ على أسرار الخليقة، ناظِرٌ إلى وُجوهِ القلوب، قد صفَاه الحقُّ عن دَنَس رؤيةِ سواه، حتّى صار لَوحاً ينقل إليه ما في اللَّوح المحفوظ، وسلَّمَ إليه أزِمّةُ أمورِ أهل زمانِه، وصرفَه في عطائهم ومنعِهم"[۱]. "میرا دل اَسرارِ مخلوقات پر مطّلع ہے کہ سب دلوں کو دیکھ رہا ہے! اللہ تعالی نے اسے اپنے سِوا کسی اَور کو دیکھنے کے میل سے پاک رکھا ہے، کہ ایک لَوح (تختی، اسکرین) ہوگیا، جس کی طرف وہ کچھ منتقل ہوتا ہے جو لَوحِ محفوظ میں ہے، (اللہ تعالی نے) تمام اہلِ زمانہ کے کاموں کی باگیں(Control) میرے دل کے سُپرد فرما دی ہیں، اور اجازت عطا فرمائی ہے کہ جسے چاہے عطا کرے، جسے چاہے منع کردے"۔

مجھے کسی پر قیاس نہ کرو

(۹) حضور سیّدنا غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: "لا تَقيسوني بأحدٍ، ولا تقيسُوا عليَّ أحداً"[۲] "مجھے کسی پر قیاس نہ کرو، اور نہ کسی کو مجھ پر قیاس کرو!"۔

---

(۱) المرجع السابق، ملتقطاً.

(۲) "زُبدة الأسرار" ذكر وعظه، صـ٦٧.

مصطفیٰ کریم ﷺ نے جو قدم اُٹھایا، میں نے وہیں قدم رکھا

(۱۰) سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "وما رَفَعَ المصطفى ﷺ قدماً إلّا وضعتُ أنا قدمِي في الموضَع الذي رَفَعَ قدمَه منه، إلّا أن يكونَ مِن أقدام النُبوّة؛ فإنّه لا سبيلَ أن ينالَه غَيْرَ نّبي"[۱] "مصطفیٰ کریم ﷺ نے جو قدم اُٹھایا میں نے وہیں قدم رکھا، سوائے اَقدامِ نُبوّت کے؛ کہ اُن میں غیرِ نبی کا حصہ نہیں"۔

قیامت تک میرے آنے والے مریدوں کے نام ایک دفتر میں مجھے دیے گئے

(۱۱) محبوبِ سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "مجھے ایک دفتر (رجسٹر) دیا گیا حدِّ نگاہ تک وسیع، کہ اس میں قیامت تک آنے والے میرے مریدوں کے نام ہیں، اور مجھ سے فرمایا گیا: "وهبتُهم لك!"، "یہ سب ہم نے تمہیں دے ڈالے!""[۲]۔

میرا ہاتھ میرے مرید پر ایسے ہے جیسے زمین پر آسمان

(۱۲) حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "میرا ہاتھ میرے مرید پر ایسے ہے جیسے زمین پر آسمان"[۳] ع

---

(۱) "بهجة الأسرار" ذكر كلماتٍ أخبرَ بها عن نفسه محدِّثاً بنعمة ربِّه، صـ۵۱، ملتقطاً.

(۲) المرجع نفسه، ذكر فضل أصحابه وبُشراهم، صـ۱۹۳، ملخّصاً.

(۳) المرجع السابق.

مریدی لا تخف کہہ کر تسلّی دی غلاموں کو
قِیامت تک رہے بے خَوف بندہ غوثِ اعظم کا[1]

اگر میرے مرید کا پردہ کُھلے، تو میں ڈھانپ دُوں گا

(۱۳) حضور سیّدنا محی الدین محبوبِ سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "اگر میرا مرید مشرق میں ہو اور میں مغرب میں، اور اُس کا پردہ کھلے، تو میں اسے ڈھانپ لُوں گا"[2]۔ یعنی کسی غلطی یا کوتاہی کے سبب اگر کسی جگہ میرے مرید کے رُسوا ہونے، اور عیب کھلنے کا خدشہ ہو، یا غفلت کے باعث اُس کے گناہ میں پڑنے کا اندیشہ ہو، تو میں اس کی پردہ پوشی کروں گا، اُسے رُسوا ہونے سے بچاؤں گا، اُسے غفلت سے نکالوں گا، اور گناہ سے بچنے میں اس کی مدد کروں گا! ع

خدا کے فضل سے ہم پر ہے سایہ غوثِ اعظم کا
ہمیں دونوں جہاں میں ہے سہارا غوثِ اعظم کا[3]

(۱) دیکھیے: "قَبالۂ بخشش" حصّہ اوّل، خدا کے فضل سے ہم پر ہے سایہ غوثِ اعظم کا، صـ۹۳۔
(۲) "بهجة الأسرار" ذكر فضل أصحابه وبُشراهم، صـ۱۹۱.
(۳) دیکھیے: "قَبالۂ بخشش" حصّہ اوّل، خدا کے فضل سے ہم پر ہے سایہ غوثِ اعظم کا، صـ۹۳۔

فصل سوم ۳: اَحکامِ شریعت پر عمل کی تلقین

پیرانِ پیر دستگیر شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تمام ملفوظات اَحکامِ شریعت کی ترجمانی کرتے ہیں، لہذا انہیں آبِ زَر سے لکھا جائے تب بھی ان کا حق ادا نہیں ہو سکتا، بطور نمونہ آپ کے چند ملفوظات حسبِ ذیل ہیں:

مؤمن کو چاہیے کہ سب سے پہلے فرائض وواجبات کی ادائیگی کرے

(۱) "مؤمن کو چاہیے کہ سب سے پہلے فرائض ادا کرے، ان سے فراغت کے بعد سنّتوں پر توجہ دے، پھر نوافل اور فضائل میں مصروف ہو۔ فرائض کی تکمیل کے بغیر سنّتوں میں مشغول ہونا حَماقت ونادانی ہے، اگر کوئی شخص ادائے فرض کے بجائے سُنن ونوافل میں مشغول ہوا، تو وہ ہرگز قبول نہ کیے جائیں گے، اس کی مثال اُس شخص کی طرح ہے جسے بادشاہ اپنی خدمت کے لیے بلائے، یہ وہاں تو حاضر نہ ہو، اور بادشاہ کے غلام کی خدمتگاری میں لگا رہے!"[۱]۔

سچائی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹنا چاہیے

(۲) "اللہ تعالی کی نافرمانی نہیں کرنی چاہیے، سچائی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹنا چاہیے، اس بات پر یقین رکھنا چاہیے کہ تم اللہ کے بندے اور اُسی کی ملکیت میں ہو، اُس کی کسی چیز پر اپنا حق ظاہر نہیں کرنا چاہیے، بلکہ اُس کا ادب کرنا چاہیے؛ کیونکہ اُس کے تمام کام یقیناً صحیح اور درست ہیں، اللہ کے کاموں کو ہمیشہ مقدَّم سمجھنا چاہیے"[۲]۔

---

(۱) "فُتوحُ الغَيب" المقالة ٤٨ فيما ينبغي للمؤمن أن يشتغلَ به، صـ١١٣.

(۲) المرجع نفسه، المقالة ٢٤ في الحَثّ على مُلازَمة باب الله تعالى، صـ٥٦، ٥٧، ملتقطاً.

ہر طرح کے حالات میں اَحکامِ الٰہی کی تعمیل، گناہوں سے اجتناب اور مقدَّر پر راضی رہنا ضروری ہے

(۳) "ہر مؤمن کے لیے ہر حال میں تین ۳ چیزوں پر کاربند رہنا ضروری ہے: (۱) اَحکامِ خداوندی کی تعمیل کرے، (۲) تمام ناپسندیدہ اُمور سے اجتناب کرے (۳) اور جو کچھ اللہ رب العزّت کی بارگاہ سے مقدَّر ہے اُس پر راضی رہے"[1]۔

مخلوق سے اس طرح کنارہ کشی کرلو کہ گویا تم اُن کے لیے مَر چکے ہو!

(۴) "جب تم مخلوق کے اَحوال سے اس طرح کٹ جاؤ کہ گویا تم اُن کے لیے مر چکے ہو، تب تمہیں ذاتِ حق عزّوجلّ کی جانب سے اِلقاء کیا جائے گا، کہ اللہ رب العالمین نے تمہیں اپنی آغوشِ رحمت میں لے لیا ہے"[2] یعنی مخلوق سے کنارہ کشی، اللہ کی رحمت کے حُصول اور اُس تک پہنچنے کا بہترین ذریعہ ہے!۔

مال ودَولت ملنے پر عبادتِ الٰہی سے منہ مت موڑو!

(۵) "اللہ تعالی اگر تمہیں مال ودَولت عطا کرے، اور تم اس مال کے سبب عبادتِ الٰہی سے منہ موڑ لو، تو اللہ تعالی دنیا وآخرت میں تمہارے لیے حجابات قائم کر دے گا، اور ممکن ہے کہ وہ تم سے مال ودَولت کی یہ نعمت بھی چھین لے، اور تمہاری حالت بھی بدل ڈالے، اور بطور سزا تمہیں مسکین بنادے!"[3]۔

---

(۱) المرجع السابق، المقالة ۱ فيما لابدّ لكلّ مؤمن، صـ٦.

(۲) المرجع السابق، المقالة ٤ في الموت المعنوي، صـ۱۰.

(۳) المرجع السابق، المقالة ۱۲ في النهي عن حُبّ المال، صـ۳۰.

مقبولانِ بارگاہِ خداوندی کی ہمسری کا دعویٰ مت کرو!

(۶) "اے خواہشاتِ نفس کے غلام! مقبولانِ بارگاہ (حضراتِ انبیاء اور اَولیاء) کی ہمسری کا دعویٰ مت کرو؛ کیونکہ تم اپنی خواہشات کی پیَروی کرتے ہو، اور وہ اپنے مولیٰ عزّوجلّ کے مُطیع وفرمانبردار ہیں، تمہیں دنیا مطلوب ہے، جبکہ ان کا مقصود ومنتہاء عُقبیٰ یعنی آخرت ہے، تمہاری نگاہ دنیا پر ٹِکی ہے، جبکہ وہ حضرات آسمان وزمین کے پروَردگار کے دیدار کی تجلّیات سے مشرَّف ہیں، تمہارا لگاؤ مخلوق کے ساتھ ہے، جبکہ اُن کا رُوحانی رشتہ مالکِ عرشِ عظیم کے ساتھ وابستہ ہے!"[1]۔

بندۂ مؤمن کی آزمائش اُس کے اِیمان کے مطابق ہوتی ہے

(۷) "اللہ تعالی اپنے بندۂ مؤمن کو ہمیشہ اس کے اِیمان کے مطابق امتحان میں ڈالتا ہے، جس کا اِیمان زیادہ قوی (مضبوط) ہوتا ہے، اُس کی آزمائش بھی اُتنی ہی بڑی ہوتی ہے!"[2]۔

(۱) المرجع السابق، المقالة ١٤ في اتِّباع أحوال القوم، صـ٣٥.

(٢) المرجع السابق، المقالة ٢٢ في ابتلاء المؤمن على قدر إيمانه، صـ٥٢.

باب ۳

کرامات

فصلِ اوّل: کرامات واختیاراتِ اَولیاء

کرامات واختیاراتِ اَولیاء حق ہیں، قرآن وحدیث سے ثابت ہیں، اور ان کا منکِر گمراہ بدمذہب ہے!۔

کرامت کی تعریف

کرامت سے مُراد کسی ولی سے ظاہر ہونے والا وہ خلافِ عادت کام ہے، جو عام لوگوں سے نہ ہوسکے، اور اس میں شرط یہ ہے کہ وہ نُبوّت کا مدّعی نہ ہو[1]۔

کرامات واختیاراتِ اَولیاء سے متعلق چند دلائل

کرامات واختیاراتِ اَولیاء سے متعلق قرآن، حدیث اور اقوالِ علماء پر مشتمل چند دلائل حسبِ ذیل ہیں:

حضرت سیّدہ مریم کے پاس بے مَوسم کے پھلوں کا آنا

حضرت سیّدہ مریم بنت عمران رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے پاس بے مَوسم کے پھلوں کا آنا، کراماتِ اَولیاء پر رَوشن دلیل ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾[2] "جب بھی زکریا مریم کے پاس اُن کی نماز پڑھنے

---

(۱) "شرح العقائد النَسَفيّة" صـ۲۲۰، ۲۲۱.
(۲) پ۳، آل عمران: ۳۷.

کی جگہ جاتے، اُن کے پاس نیا رِزق پاتے، تو کہا کہ اے مریم! یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا؟ بولیں: وہ اللہ کے پاس سے ہے، یقیناً اللہ جسے چاہے بے حساب دے!"۔

پلک جھپکنے سے پہلے "تختِ بلقیس" آجانا

حضرت سیّدنا آصف بن بَرخیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالی کے عطا کردہ اختیارات سے، تختِ بلقیس کو پلک جھپکنے سے پہلے پہلے لے آئے۔ اس واقعہ کا ذکر قرآنِ پاک میں واضح طَور پر مَوجود ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ﴾[1] "جس کے پاس کتاب کا علم تھا، اس نے عرض کی کہ میں آپ کے پاس تختِ بلقیس، آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے لے آؤں گا!"۔

امام حافظ الدّین نَسَفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"أي: آصف بن بَرخيا كاتبُ سليمان، وهو الأصحُّ، وعليه الجُمهور"[2]. "وہ شخص جس کے پاس کتاب کا علم تھا، وہ اللہ کے ولی آصف بن بَرخیا، حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام کے کاتب تھے، یہی صحیح تر ہے، اور اسی پر جُمہور مفسّرین کا اتفاق ہے"۔

امام بَغَوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں: "وقال أكثرُ المفسِّرين: هو آصفُ بن بَرخِيا"[3] "اکثر مفسّرین نے فرمایا کہ وہ جس کے پاس کتاب کا علم تھا، وہ اللہ کے ولی آصف بن بَرخیا ہیں"۔

---

(۱) پ۱۹، النمل: ۴۰.

(۲) "المدارِك" النمل، تحت الآية: ۴۰، ۲/ ۲۳۸، ۲۳۹.

(۳) "مَعالم التنزيل" النمل، تحت الآية: ۴۰، ۳/ ۴۲۰.

تختِ بلقیس کا وزن، اَوصاف اور مُسافت

ملکۂ سَبا کا تخت اسّی ۸۰ گز لمبا اور چالیس ۴۰ گز چوڑا تھا، اتنا بڑا تخت یقیناً کئی مَن وزن پر مشتمل ہو گا، یہ تخت سونے چاندی اور طرح طرح کے جَواہرات سے آراستہ تھا، حضرت سیّدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم پر جب ملکۂ سَبا بلقیس آپ کی بار گاہ میں حاضری کے قصد سے ملکِ سبا (مَأرِب[1]، یمن) سے روانہ ہوئیں، تو حضرت سیّدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے درباریوں سے استفسار کیا، کہ تم میں سے کون ہے جو ملکۂ سبا کے یہاں پہنچنے سے قبل اُس کا تخت لے آئے؟ ایک جنّ نے عرض کی کہ آپ کا اِجلاس برخاست ہونے سے پہلے تخت حاضر کر دوں گا۔ آپ کا اِجلاس صبح سے دوپہر تک جاری رہتا تھا، حضرت سیّدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ اس سے بھی جلد وہ تخت میرے دربار میں آجائے! اس پر حضرت آصف بن بَرخیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ میں پلک جھپکنے میں تخت حاضر کر دُوں گا۔ مذکورہ بالا آیتِ مبارکہ میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے، چنانچہ حضرت آصف بن برخیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی رُوحانی قوّت، تصرُف اور اللہ تعالی کے عطا کردہ اختیارات کی بدَولت، ملکۂ بلقیس کا تخت پلک جھپکنے میں، ملکِ سبا (مَأرِب، یمن) سے بیت المقدس (فلسطین) تک، حضرت سیّدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محل میں کھینچ لیا، جو ایک دَم میں حضرت سیّدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کرسی کے برابر نمودار ہو گیا۔ ملکِ سبا اور بیت المقدس کا درمیانی فاصلہ موجودہ

---

(۱) مَأرِب ملکِ سبا (یمن) کا دار السلطنت (Capital) تھا، جس پر ملکۂ بَلقیس کی بادشاہت تھی، یہ شہر یمن (Yemen) کے موجودہ دار الحکومت صَنعاء (Sana'a) سے تقریباً دو سو ۲۰۰ کلومیٹر کی مَسافت پر، صَنعاء اور حضرموت (Hadhramaut) کے مابین واقع ہے۔

مَسافت کے حساب سے، ڈھائی ہزار کلومیٹر (2500 KM) سے زیادہ ہے، اتنی طویل مَسافت کو اس قدر وزن کے ساتھ پَل بھر میں طے کر لینا، قرآنِ کریم سے کراماتِ اَولیاء کی ایک رَوشن دلیل ہے[۱]۔

سیّدنا صدیقِ اکبر کی کرامت

حضرت سیّدنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنی بیٹی کی ولادت سے قبل ہی اس کی جنس بتادی، یہ آپ کی ایک بڑی کرامت ہے۔ اس بارے میں حضرت سیّدنا امام مالک رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی "مُوَطّأ" میں، حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت کرتے ہیں کہ "حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت سیّدہ عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے فرمایا، کہ یہ وراثت کا مال ہے، اور وارث تمہارے دو ۲ بھائی اور دو ۲ بہنیں ہیں، اسے کتابُ اللہ کے مطابق تقسیم کر لینا! حضرت سیّدہ عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے عرض کی کہ میری ایک بہن تو اسماء ہے، دوسری کون؟ فرمایا: «ذُو بَطْنِ بِنْتِ خارجةَ، أراها جاريةً!» "وہ (میری زوجہ) بنتِ خارجہ کے پیٹ میں ہے، اور میرے علم کے مطابق وہ لڑکی ہے!"[۲]۔

قال العلاّمةُ السيّدُ محمد بن عَلَوي المالكي رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى: "واعلمْ أنّ اطّلاعَ أولياءِ الله على بعض الغُيوب، لا يُحيله العقلُ، وقد وردَ به النقلُ. قال أبو بكر الصّديقُ لعائشةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا في مرضِ مَوتِه وزَوجتُه

---

(۱) دیکھیے: "عجائب القرآن مع غرائب القرآن" "تختِ بلقیس کس طرح آیا"، ص۱۸۹- ۱۹۱، ملخصاً۔

(۲) "المُوَطّأ" كتاب الأقضِية، باب ما لا يجوز من النُّحل، ر: ١٤٧٤، صـ٤١٩، ٤٢٠.

حاملٌ: «إنّما هُما أخواك وأختاك، وبطنُ بنتِ خارجةَ أراها جاريةً»
فأخبرَ بأنّ في بطن امرأتِه جاريةٌ (أي: أُنثى) وكان كما قال رضي الله تعالى عنه"(۱).

علّامہ سیّد محمد بن عَلوی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "عقل اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ اللہ کے ولیوں کو غیب کی بعض باتوں پر اطلاع ہے، اور قرآن وحدیث میں اس کا ثبوت بھی موجود ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مرضِ وفات میں جبکہ اُن کی زَوجہ حاملہ تھیں، اپنی صاحبزادی سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا، کہ میرے وارث تمہارے دو ۲ بھائی اور دو ۲ بہنیں ہیں، اور میری زَوجہ بنت خارجہ کے پیٹ میں بچی ہے۔ یہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات کی اطلاع دی، کہ ان کی زوجہ کے پیٹ میں جو حمل ہے وہ لڑکی ہے، تو جیسا حضرت نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا"۔

سیّدنا عمر نے سینکڑوں میل دُور سے اسلامی لشکر کی مدد فرمائی

امیر المؤمنین سیّدنا عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سینکڑوں میل دُور سے "جنگِ نہاوَند"(۲) (ایران) کو ملاحظہ فرمایا، اور اسلامی لشکر کی مدد فرمائی۔ اس بارے میں امام بَیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ "حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لشکر حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سپہ سالاری میں روانہ فرمایا، اور پھر (ایک دن) مدینہ منوّرہ سے اپنے خطبہ کے دَوران حضرت ساریہ کو یُوں پکارنے لگے: «یا ساریةَ الجبلَ!» "اے ساریہ پہاڑ کی طرف توجہ کرو!"۔ پھر اس لشکر میں سے

---

(۱) "الكرامات" للعلوي، صـ۱.

(۲) نہاوَند(Nahavand) ایران کا ایک شہر ہے، جو صوبہ ہمدان(Hamdan Province) کے جنوب میں، تقریباً ایک سو پندرہ ۱۱۵ کلومیٹر(Kilometers) کی مسافت پر واقع ہے، عہدِ فاروقی میں "جنگِ نہاوَند" اسی سے مشہور ہے۔

ایک قاصد حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی، کہ اے امیر المؤمنین! ہم لوگ دشمن سے نبرد آزما تھے، اور ہم شکست خوردہ ہونے لگے تھے، کہ اتنے میں ہم نے ایک پکار سُنی کہ کوئی پکار رہا ہے: "اے ساریہ پہاڑ کی طرف توجہ کرو!" لہذا ہم نے ویسا ہی کیا، تو اللہ تعالی نے دشمن کو شکست دی۔ ہم لوگوں نے سیّدنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے عرض کی کہ وہ آواز آپ ہی کی تھی"[1]۔

ملّا علی قاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: "فيه أنواعٌ من الكرامة لعُمر: (١) كشفُ المعركة (٢) وإيصالُ صَوته (٣) وسماعُ كلٍّ منهم لصيحته (٤) وفتحُهم ونصرُهم ببركته"[2].

"اس ایک واقعہ میں حضرت سیّدنا عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی کئی کرامات ظاہر ہوئیں: ایک تو یہ کہ انہوں نے جنگِ نہاوَند کا منظر سینکڑوں میل دُور، مدینہ منوّرہ سے دیکھ لیا، دوسرے یہ کہ ان کی آواز جو مدینہ منوّرہ میں بلند ہوئی تھی، سینکڑوں میل دُور "نہاوَند" کے مقام تک پہنچی، (۳) وہاں پورے لشکر نے حضرت کی آواز سُنی، (۴) پھر ان کی برکت سے اللہ تعالی نے اس جنگ میں اہلِ اسلام کو فتح و نصرت عطا فرمائی!"۔

---

(١) "دلائل النُبوّة" للبَيهقي، جُماع أبواب إخبار النّبي ﷺ ...إلخ، باب ما جاء في إخبار النّبي ﷺ بمحدّثين كانوا في الأمم ...إلخ، ٦/ ٣٧٠. و"دلائل النُبوّة" لأبي نعَيم، الفصل ٢٩ ما جرى على يدَي أصحابه ...إلخ، ر: ٥٢٥، الجزء ١ صـ٥٧٩.

(٢) "مرقاة المفاتيح" كتاب الفضائل، باب الكرامات، الفصل ٣، تحت ر: ٥٣٥٤، ١٠/ ٢٩٦.

کراماتِ اَولیاء سے متعلق علمائے اُمّت کے فرامین

(١) قال العلّامةُ سعد الدّين التفتازاني ﵀: "وذهبَ جُمهور المسلمين إلى جواز كرامةِ الأولياء، ومنعَه أكثرُ المعتزلة، والأستاذُ أبو إسحاق يَميل إلى قريب من مذهبهم، كذا قال إمامُ الحرمَين[١].

"جُمہور مسلمانوں کے نزدیک اَولیاء کی کرامت ثابت ہے، اکثر معتزلہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ امام الحرمین جوَینی شافعی نے فرمایا کہ "کرامات کو جائز قرار دینے والوں کے مختلف مَواقِف ہیں"...الخ۔

وقال الإمامُ: هذه الطُرقُ غيرُ سديدةٍ، والمرضِي عندنا تجويزُ جملةِ خَوارِق العادات في مَعرض الكرامات، وإنّما تمتاز عن المعجزات بخُلوِّها عن دعوى النُبوّة، حتّى لو ادّعى الوليُّ النبوّةَ، صار عدوّاً لله، لا يستحقّ الكرامةَ، بل اللَّعنةَ والإهانةَ"[٢].

پھر فرمایا کہ "ہمارے نزدیک پسندیدہ مذہب یہ ہے، کہ کرامات کے میدان میں تمام خلافِ عادت اُمور جائز ہیں، معجزات سے کرامت کا فرق یہ ہے کہ وہ نبوّت کے دعوی سے خالی ہوتی ہیں، یہاں تک کہ اگر کوئی ولی، نُبوّت کا دعوی کرے، تو وہ اللہ کا دشمن ہوجائے گا، اور پھر کرامت کا نہیں، بلکہ لعنت اور اِہانت کا مستحق ہوگا"۔

(٢) قال الإمام ابن حجر المكّي ﵀: "كراماتُ الأولياء حقٌّ، الذي عليه أهلُ السُنّة والجماعة من الفقهاء والأصوليين

---

(١) "شرح المقاصد" المقصد ٦ في السَمعيّات، المبحث ٨: الولي، الجزء ٥، صـ٧٣.

(٢) المرجع نفسه.

والمحدِّثين"[1]. "کراماتِ اَولیاء حق ہیں، اہلِ سنّت وجماعت کے فقہائے کِرام، اُصولیین، محدِّثین اور تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے"۔

(۳) قال العلّامةُ علي القاري رحمه الله تعالى: "الكراماتُ لِلأولِياءِ حَقٌّ، أي: ثابتٌ بالكتابِ والسُنّةِ، ولا عِبرةَ بمُخالَفة المعتزِلَة وأهلِ البدعةِ، في إنكارِ الكرامةِ"[2]. "کراماتِ اَولیاء حق ہیں، یعنی قرآن وسنّت سے ثابت ہیں، اور اس میں فرقۂ معتزلہ اور اہلِ بدعت کے انکار کی کوئی حیثیت نہیں"[3]۔

(۱) "الفتاوى الحدِيثيّة" مطلب في الكلام على كرامات الأولياء على أكمل وجه، صـ۳۹۵.

(۲) "مِنح الروض الأزهر" صـ۲۳۵، ۲۳٦.

(۳) دیکھیے: "اسلامی عقائد ومسائل" ۳۵- کراماتِ اولیاء، ص۴۴۱- ۴۴۷، ملتقطاً۔

فصل ۲: کراماتِ غوثِ اعظم

(۱) حضورِ اکرم ﷺ کے دستِ انور سے مصافحہ اور بوسہ کی سعادت

کتاب "تفريح الخاطر في مَناقب الشيخ عبد القادر" میں ہے کہ "حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار حاضرِ سرکارِ مدینہ نُور بار ہوکر، روضۂ انور کے قریب یہ دو ۲ شعر پڑھے: ع

فِي حالةِ البُعد رُوحي كنتُ أُرسِلُها
تُقبِّلُ الأرضَ عنّي وهِي نائبتِي
وهذه نَوبةُ الأشباح قد حضرتْ
فامددْ يمينَك كَي تَحظَى بها شَفَتِي

"زمانۂ دُوری میں میں اپنی رُوح کو حاضر کرتا تھا، وہ میری طرف سے زمیں بوسی کرتی، اب جسم کی باری ہے کہ حاضر بارگاہ ہے، حضور دستِ مبارک بڑھائیں؛ تاکہ میرے ہونٹ (دست بوسی کی) سعادت پائیں!"

اس پر حضورِ اقدس ﷺ کا دستِ انور ظاہر ہوا، حضور غوثِ پاک نے مصافحہ کیا، بوسہ دیا اور اپنے سر پر رکھا"[۱]۔

---

(۱) "تفريح الخاطر" المنقبة ۲۲، صـ۳۱. "فتاوی رضویہ" کتاب المناقب والفضائل، رسالہ "طَردُ الأفاعي عن حِمَى هادٍ رَفعَ الرِّفاعي" ۱۹/۴۸۱، ۴۸۲۔

یہی کرامت حضرت شیخ احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے بارے میں بھی منقول ہے [1]۔

امام اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالی علیہ دونوں واقعات میں تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "تعدُد سے کوئی مانع نہیں، حضور سرکارِ غوثیت نے پہلا حج ۵۰۹ھ (پانچ سونو ہجری) میں فرمایا ہے، جب عمر شریف اڑتیس ۳۸ سال تھی، حضور سیّدی عدی بن مسافر رضی اللہ تعالی عنہ اس سفر میں ہم رکاب تھے۔ حضرت سیّد احمد رفاعی رضی اللہ تعالی عنہ اُس وقت امِّ عبیدہ (ناحیہ سیّد احمد رِفاعی، عراق) میں خورد سال (کم عمر) تھے، حضرت (احمد رفاعی) کو گیارہواں [2] سال تھا، ممکن کہ اس بار حضور سرکارِ غوثیت نے یہ اَشعار بارگاہِ عرش جاہ میں عرض کیے، اور ظُہورِ دستِ اقدس وبوسہ مصافحہ سے مشرّف ہوئے ہوں! جب حضرت سیّد رفاعی رضی اللہ تعالی عنہ جوان ہوئے اور حج کو حاضر ہوئے، باتّباعِ سرکارِ غوثیت انہوں نے بھی وہ اَشعار عرض کیے، اور سرکارِ کرم کے اس کرم سے مشرَّف ہوئے ہوں!" [3]۔

---

(۱) انظر: "الحاوي للفتاوى" رسالة "تنوير الحلك في إمكان رؤية النّبي والملك" ۲/ ۳۱٤.

(۲) ابنِ خلکان کی روایت میں چند مہینے ہی کے تھے، زیادہ سے زیادہ، یا ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے، حيث قال: "أحمد ابن أبي الحسن، المعروف بابن الرفاعي، توفّي يوم الخميس ۲۲ من جُمادَى الأُولى، سنة ۵۷۸ بأمّ عبيدة، وهو في عشر السبعين رحمه الله تعالى" ["وفيات الأعيان" حرف الهمزة، ۷۰- ابن الرفاعي، ۱/ ۹۵]. مگر بروایت "بہجۃ الاَسرار" عنقریب آتی ہے، اس پر ۵۰۹ھ میں سات آٹھ برس کے ہوں گے، انتہاء درجہ دس ۱۰ سال کے، واللہ تعالی اعلم۔ منہ [امام احمد رضا] غفرلہ

(۳) "فتاوی رضویہ" کتاب المناقب والفضائل، رسالہ "طَردُ الأفاعي" ۱۹/ ۴۸۲۔

(۲) حضور غوثِ پاک نے اپنے رب کے اِذن سے مرغی زندہ کردی

امامِ جلیل عبد اللہ بن اسعد یافعی -قدّس سرّہ الشریف- "مرآۃ الجنان" میں فرماتے ہیں: "أمّا كراماتُه رضي الله تعالى عنه فخارجةٌ عن الحصر، وقد ذكرتُ شيئاً منها في كتاب "نشر المَحاسن"، وقد أخبرَني مَن أدركتُ من أعلام الأئمّة الأكابر، أنّ كراماتِه تواترتْ وقريبٌ من التواتُر. ومعلومٌ بالاتّفاق أنّه لم يَظهر ظُهور كراماتِه لغيره من شُيوخ الآفاق. وها أنا أقتصرُ في هذا الكتاب على واحدةٍ منها، وهي ما روَى الشيخُ الإمام الفقيه العالم المُقرِئ أبو الحسن علي بن يوسف بن جرير بن معضاد الشّافعي اللّخمي، في مناقب الشّيخ عبد القادر رضي الله تعالى عنه بسندِه مِن خمس طُرق، وعن جماعةٍ من الشُّيوخ الأجلّة، أعلام الهُدى، العارفين المقتنين للاقتداء، قالوا: جاءت امرأةٌ بولدِها" ...الحديث[1].

"حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات شمار سے باہر ہیں، انہی میں سے کچھ ہم نے اپنی کتاب "نشر المحاسن" میں ذکر کیں، اور جتنے مَشاہیر اکابر اماموں کے وقت میں نے پائے، سب نے مجھے یہی خبر دی کہ سرکارِ غوثیت کی کرامات متواتر یاقریبِ تواتُر ہیں، اور بالاتفاق ثابت ہے کہ تمام جہان کے اَولیاء میں کسی سے ایسی کرامتیں ظاہر نہ

---

(۱) اس کتاب میں جہاں جہاں بزرگانِ دین کے فرامین کے شروع یاآخر میں لفظ "الحدیث" مذکور ہے، وہاں اُس سے مراد رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ مبارک نہیں، بلکہ اس سے مراد سیدِنّا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بزرگانِ دین کے وہ اقوال وفرامین ہیں، جو مکمل سَنَد اور صحت کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔

ہوئیں، جیسی حضور پُرنور سے ظُہور میں آئیں! اس کتاب میں ان میں سے صرف ایک ذکر کرتا ہوں، وہ جسے روایت کیا شیخ امام فقیہ العالم مُقری ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر بن معضاد شافعی لخمی نے، مناقبِ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کتابِ مستطاب "بہجۃ الاَسرار شریف") میں، اپنی پانچ ۵ سندوں سے، اور عظیم اَولیائے ہدایت کے نشانوں، عارفین باللہ کی ایک جماعت (یعنی سیّدی عمران کیمانی، وسیّدی عمر بزّار، وسیّدی ابوالسعود، وسیّدی ابوالعباس احمد صرصری، وامامِ اجلّ سیّدنا تاج الملۃ والدین ابو بکر عبد الرزّاق، وسیّدی امام ابو عبداللہ محمد بن ابي المعالی بن قائد اَوانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے، کہ ایک بی بی اپنا بیٹا خدمتِ اقدس سرکارِ غوثیت میں چھوڑ گئیں: کہ اس کا دل حضور سے گرویدہ ہے، وقد خرجتُ عن حقِّي فيه، لله عزّوجلّ ولك! میں اللہ کے لیے اور حضور کے لیے اس پر اپنے حقوق سے دَرگزری! حضور نے اسے قبول فرما کر مجاہدے پر لگادیا، ایک روز اس کی ماں آئیں، دیکھا لڑکا بُھوک اور شب بیداری سے بہت زار نَزار (دُبلا پتلا، کمزور اور) زرد رنگ ہوگیا ہے، اور اسے جَو کی روٹی کھاتے دیکھا، جب بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئیں، دیکھا حضور کے سامنے ایک برتن میں مرغی کی ہڈیاں رکھی ہیں، جسے حضور نے تناوُل فرمایا ہے، عرض کی: اے میرے آقا! حضور تو مرغ کھائیں اور میرا بچہ جَو کی روٹی! یہ سن کر حضور پُر نور نے اپنا دستِ اقدس اُن ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا: "قُومِي بإذن الله تعالى الذي يُحيي العظامَ وهي رميم!"، "زندہ ہو جا اللہ کے حکم سے جو بوسیدہ ہڈیوں کو جِلائے گا!" یہ فرمانا تھا کہ مرغی فوراً زندہ صحیح سالم کھڑی ہو کر آواز کرنے لگی، حضورِ اقدس نے فرمایا کہ جب تیرا بیٹا ایسا ہوجائے تو جو چاہے کھائے!"[1]۔

---

(١) "مرآة الجنان" لليافعي، سنة ٥٦١، شيء من علمه وتسمية بعض شيوخه،
=

(۳) چیل کو زندہ کیا

انہی سب ائمۂ عارفین نے فرمایا کہ "ایک بار حضور کی مجلسِ وعظ پر ایک چیل چِلاّتی ہوئی گزری، اس کی آواز سے حاضرین کے دل میں تشویش ہوئی، حضور نے ہوا کو حکم دیا کہ "اس چیل کا سَر لے"[۱] فوراً چیل ایک طرف گری اور اس کا سر دوسری طرف گرا، پھر حضور نے کرسئ وعظ سے اُتر کر اُس چیل کو اٹھا کر اُس پر دستِ اقدس پھیرا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا، فوراً وہ چیل زندہ ہو کر سب کے سامنے اُڑتی ہوئی چلی گئی"[۲] ؏

قادرا قدرت تو داری ہرچہ خواہی آں کنی

مردہ را جانے دہی وزندہ را بے جاں کنی[۳]

(۴) قومِ جن پر سرکار غوث الثقلین کی سلطنت

امامِ اَوحد سیّدی ابو الحسن نور الملّۃ والدین علی لخمی قدّس سرّہٗ نے کتابِ مستطاب "بهجة الأسرار ومَعدِن الأنوار" میں ائمۂ اَجِلّہ عارفین باللہ حضرت سیّد تاج الملّۃ والدین ابو بکر عبد الرزّاق، وحضرت سیّد سیف الملّۃ والدین ابو عبد اللہ عبد الوہاب، وحضرت عمران کیمیاتی، وحضرت عمر بزّار، وحضرت ابو الخیر بشیر بن محفوظ قدّست أسرارہم سے،

=

۳/ ۲٦۸، ۲٦۹.

(۱) یعنی اس کا سَر کاٹ کر لا۔

(۲) "بهجة الأسرار" فُصول من كلامه مرصَّعاً بشيء من عجائب أحواله مختصراً، صـ۱۲۸، ۱۲۹.

(۳) "فتاوی رضویہ" "کتاب المناقب والفضائل، رسالہ "طَردُ الأفاعي" ۱۹/۴۸٦، ۴۸۷۔

بأسانیدِ صحیحہ روایت کیا کہ "ان سب حضرات سے حضرت ابو سعد عبداللہ بن احمد بن علی بن محمد بغدادی اَزَجی نے (حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیاتِ مبارک میں وصالِ اقدس سے سات ۷ برس پہلے) ۵۵۴ھ میں بیان کیا، کہ ۵۳۷ھ میں اُن کی صاحبزادی فاطمہ نا کتخدا (کنواری) سولہ ۱۶ سال کی، اپنے مکان کی چھت پر گئی، وہاں سے کوئی جن اُسے اُڑا لے گیا، یہ بارگاہِ انور سرکارِ غوثیت میں حاضر ہو کر نالشی (فریادی) ہوئے۔

ارشاد فرمایا: "اذهب الليلةَ إلى خراب الكرخ، واجلسْ على التلّ الخامس، وخطّ عليك دائرةً في الأرض، وقُل وأنتَ تخطُّها: بسم الله على نيّةِ عبد القادر"، "آج رات ویرانۂ کرخ میں جاؤ اور وہاں پانچویں ٹیلے پر بیٹھو، اور اپنے گِرد زمین پر ایک دائرہ کھینچو، اور دائرہ کھینچنے میں یہ پڑھو: بسم الله على نيّةِ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ" جب رات کی پہلی اندھیری جُھکے گی، مختلف صورتوں کے جن گروہ دَر گروہ تمہارے پاس آئیں گے، خبردار انہیں دیکھ کر خَوف نہ کرنا! آخری پہر اُن کا بادشاہ لشکر کے ساتھ آئے گا اور تم سے کام پوچھے گا، اس سے کہنا کہ (حضور سیّدنا) عبدالقادر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے، اور لڑکی کا واقعہ بیان کرنا، (حضرت ابو سعید عبداللہ فرماتے ہیں:) کہ میں گیا اور حسبِ ارشاد عمل کیا، مہیب (ڈراؤنی) صورتوں کے جنّات آئے مگر کوئی میرے دائرے کے پاس نہ آسکا، وہ گروہ دَر گروہ گزرتے جاتے تھے، یہاں تک کہ اُن کا بادشاہ گھوڑے پر سوار آیا اور اُس کے آگے جنّات کی فَوجیں تھیں، بادشاہ دائرے کے سامنے آکر ٹھہرا اور کہا، کہ اے آدمی تیرا کیا کام ہے؟ میں نے کہا کہ حضور سیّد عبد القادر نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے (میرا یہ کہنا تھا) کہ فوراً بادشاہ نے گھوڑے سے اُتر کر زمین چُومی اور دائرے کے باہر

بیٹھ گیا، اُس کے ساتھ فَوج بھی بیٹھ گئی، بادشاہ نے مجھ سے مقصد پوچھا؟ میں نے لڑکی کا واقعہ بیان کیا، بادشاہ نے ہمراہیوں سے کہا کہ کس نے یہ حرکت کی؟ کسی کو معلوم نہ تھا، کہ اتنے میں ایک شیطان لایا گیا اور لڑکی اس کے ساتھ تھی، کہا گیا کہ یہ چِین کے عفریتوں میں سے ہے، بادشاہ نے اُس سے کہا کہ کیا باعث ہوا کہ تُو اِس لڑکی کو حضرتِ قُطب کے زیرِ سایہ سے لے گیا؟ کہا کہ یہ میرے دِل کو بھاگئی، بادشاہ نے حکم دیا، اُس عفریت کی گردن ماری گئی، اور لڑکی میرے حوالے کی، میں نے کہا کہ میں نے آج کا سا مُعاملہ نہ دیکھا جو تم نے حکمِ حضور کے ماننے میں کیا! کہا کہ ہاں وہ اپنے دَولت کدے سے ہم میں عفریتوں پر-جو زمین کے مُنتہی پر ہوتے ہیں-نظر فرماتے ہیں، تو وہ ہیبت سے اپنے مَسکنوں کی طرف بھاگ جاتے ہیں، اور بے شک اللہ تعالی جب کسی کو قُطب بناتا ہے، تو جن واِنس سب پر اُسے قابو دیتا ہے "[1] انتہی "[2]۔

(۵) عصا مبارک کا چراغ کی طرح رَوشن ہونا

شیخ ابو محمد عبد الملک ابن شیخ ابو عبد الملک ذیال رحمۃ اللہ تعالی علیہ روایت کرتے ہیں، کہ مجھے میرے والد نے خبر دی کہ "ایک رات میں حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے مدرسے میں کھڑا تھا، کہ حضور پُر نور شیخ عبد القادر جیلانی اندر سے ایک عصا (لاٹھی) دستِ اقدس میں لیے باہر تشریف لائے، اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ "کاش حضور اپنے اس عصا سے کوئی کرامت دکھلائیں!" حضور غوثِ اعظم میری طرف دیکھ

(۱) "بهجة الأسرار" ذكر فصول من كلامه مرصَّعاً بشيء من عجائب ...إلخ، صـ۱۳۹، ۱٤۰، ملخّصاً.

(۲) "فتاوی رضویہ "کتاب الشتّی، قومِ جن پر سرکار غوث الثقلین کی سلطنت، ۲۲/۶۶۸، ۶۶۹۔

کر مسکرائے، اور اپنے عصا مبارک کو زمین پر گاڑ دیا، تو وہ عصا چراغ کی طرح رَوشن ہوگیا، اور بہت دیر تک رَوشن رہا، پھر حضور غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اُسے زمین سے اکھاڑ لیا تو وہ عصا پہلے جیسا ہوگیا، اس کے بعد شیخ عبد القادر جیلانی نے فرمایا: "یا ذیّال، أنت أردتَ هذا!"[۱] "اے ذیّال تم یہی چاہتے تھے نا!"[۲]۔

(٦) خلیفہ کو بے مَوسم کے سیب عطا فرمانا

ایک بار خلیفہ مستنجد باللہ ابو مظفر یوسف نے، حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں عرض کی کہ "حضور میں آپ سے کوئی کرامت دیکھنا چاہتا ہوں؛ تاکہ میرا دل اطمینان پائے!" سرکار غوثِ اعظم نے فرمایا کہ "تم کیا چاہتے ہو؟" اس نے کہا کہ "میں غیب سے سیب چاہتا ہوں" جبکہ اُس مَوسم میں پورے عراق میں سیب نہیں ہوتے تھے، حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم نے اپنا دستِ مبارک ہوا میں بڑھایا، تو دو۲ سیب آپ کے ہاتھ میں تھے، شیخ عبدالقادر جیلانی نے اُن میں سے ایک سیب خلیفۂ وقت کو دے دیا۔ حضور غوثِ پاک نے اپنے ہاتھ والا سیب کاٹا تو وہ نہایت سفید تھا، اور اس میں سے مُشک کی سی خوشبو آرہی تھی، جبکہ خلیفہ مستنجد باللہ کے سیب میں کیڑے تھے، وہ کہنے لگا کہ "حضور یہ کیا ماجرا ہے کہ آپ کے ہاتھ والا سیب نہایت عمدہ ہے؟! حضور غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "یا أبا المظفر لمستَها یدَ الظُلم فدوّدتَ!"[۳] "ابو مظفر تمہارے سیب کو

---

(۱) "بهجة الأسرار" ذكر فصول من كلامه مرصَّعاً بشيء من عجائب ...إلخ، صـ١٥٠، ملخّصاً.

(۲) المرجع نفسه، صـ١٥٠، ملخّصاً.

(۳) المرجع السابق، صـ١٢١.

ظلم کے ہاتھ لگے تو اُس میں کیڑے پڑ گئے"۔

(۷) مادر زاد اندھے کو بینا کرنا

حضرت شیخ ابو الحسن قرشی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "میں اور شیخ ابو الحسن علی بن ہیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ حضرت سیّدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مدرسہ میں حاضرِ خدمت تھے، کہ اُن کے پاس ابو غالب فضل اللہ بن اسماعیل بغدادی اَزَجی سوداگر حاضر ہوا، اور عرض کی کہ اے میرے سردار! آپ کے جدِّ اَمجد حضور رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ "جو شخص دعوت میں بلایا جائے اسے دعوت قبول کرنی چاہیے" میں اس لیے حاضرِ خدمت ہوا ہوں کہ آپ میرے گھر دعوت پر تشریف لائیں! حضور غوثِ اعظم نے فرمایا کہ "اگر مجھے اجازت ملی تو میں ضرور آؤں گا، پھر کچھ دیر بعد سیّدنا غوثِ پاک نے مُراقبہ کرکے فرمایا کہ "ہاں آؤں گا" اس کے بعد آپ اپنے خچر پر سوار ہوئے، شیخ علی بن ہیتی نے آپ کی سواری کی دائیں رکاب پکڑی، اور میں (ابوالحسن قرشی) نے بائیں رکاب تھامی۔

جب ہم اُس سوداگر کے گھر پہنچے تو دیکھا، کہ وہاں بغداد کے کثیر مشائخ، علماء اور معزّزین جمع ہیں، دسترخوان بچھایا گیا جس پر کھانے کے لیے تمام شیریں اور تُرش چیزیں موجود تھیں، پھر وہاں ایک بڑا صندوق لایا گیا جو مُہر بند تھا، اور لاکر دسترخوان کے ایک طرف رکھ دیا گیا (میزبانِ دعوت) ابوغالب نے کہا کہ "بسم اللہ! اجازت ہے" (یعنی کھانا شروع فرمائیں)۔

اُس وقت حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی مُراقبہ میں تھے، لہذا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کھانا نہیں کھایا، اور نہ ہی کسی کو کھانے کی اجازت دی، حضور غوثِ اعظم کا

ادب ولحاظ کرتے ہوئے کسی نے بھی کھانا نہیں کھایا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ہیبت کے سبب مجلس والوں کا حال یہ تھا کہ گویا اُن کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں، پھر شیخ عبد القادر جیلانی نے شیخ علی بن ہیتی کو اِشارے سے فرمایا کہ "وہ صندوق اُٹھالائیے"۔

شیخ ابو الحسن قرشی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "ہم نے صندوق اٹھایا تو وہ بہت وزنی تھا، بہرحال ہم نے وہ صندوق قُطبِ ربّانی شیخ عبد القادر جیلانی کے سامنے لاکر رکھ دیا، آپ نے حکم دیا کہ "صندوق کھولا جائے" ہم نے صندوق کھولا تو اس میں (میزبانِ محفل) ابو غالب کا لڑکا موجود تھا جو مادَرزاد اندھا، معذور اور کوڑھ کے مرض میں مبتلا تھا، حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا کہ "کھڑے ہو جاؤ" تو ہم نے دیکھا کہ حضرت کے اتنا فرمانے کی دیر تھی کہ وہ لڑکا دَوڑنے لگا، اور اُسے بینائی بھی مل گئی، اور وہ ایسا تندرست ہوگیا کہ گویا کبھی بیمار تھا ہی نہیں، یہ حال دیکھ کر مجلس میں شور برپا ہوگیا، حضور غوثِ اعظم اسی حالت میں باہر تشریف لے آئے اور کچھ نہیں کھایا"[1]۔

شیخ ابو الحسن قرشی فرماتے ہیں کہ "اس کے بعد میں شیخ ابو سعد قیلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ حال بیان کیا، تو انہوں نے فرمایا: "الشیخ عبد القادر يُبرِيءُ الأكمَهَ والأبرَصَ ويُحِيي الموتَى بإذن الله"[2] "شیخ عبد القادر جیلانی مادَرزاد اندھوں اور بَرَص والوں کو اچھا کرتے ہیں، اور اللہ کے حکم سے مُردے بھی زندہ کرتے ہیں!"۔

---

(١) المرجع السابق، صـ١٢٣، ١٢٤، ملخصاً.

(٢) المرجع السابق، صـ١٢٤.

(۸) بغداد شریف سے مِرگی کی بیماری کو بھگانا

ایک شخص سیّدنا محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ "میں اصفہان کا رہنے والا ہوں، میری ایک بیوی ہے جس کو اکثر مِرگی (Epilepsy) کا دَورہ پڑتا ہے، اور اس پر کسی تعویذ کا اثر نہیں ہوتا، سیّدنا شیخ نے فرمایا کہ "یہ ایک جن ہے جو وادی سراندیپ کا رہنے والا ہے، اُس کا نام خانس ہے، اور جب تیری بیوی پر مِرگی (Epilepsy) کا دَورہ آئے تو اُس کے کان میں کہنا کہ "اے خانس! شیخ عبد القادر (جو بغداد میں رہتے ہیں) کا تمہارے لیے فرمان ہے کہ "آج کے بعد پھر نہ آنا، ورنہ ہلاک ہو جائے گا!" پھر وہ شخص چلا گیا اور دس ۱۰ سال تک غائب رہا، پھر دوبارہ آیا تو ہم نے اُس سے صورتحال دریافت کی، اُس نے کہا کہ "میں نے شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم کے مطابق کیا، جس کی برکت سے اب تک میری بیوی کو مِرگی کا دَورہ دوبارہ نہیں پڑا"[۱]۔

دَم دُرود کرنے والے عامل حضرات بتاتے ہیں کہ "شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیاتِ مبارکہ میں چالیس ۴۰ برس تک، بغداد شریف میں کسی کو مِرگی کا دَورہ نہیں پڑا"[۲]۔

(۹) مرضِ اِستسقاء میں مبتلا مریض کا علاج

حضرت ابو عبد اللہ محمد بن خضری حسینی مُوصلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد فرماتے ہیں کہ "میں نے تیرہ ۱۳ برس قُطبِ ربّانی حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت کی، اور آپ کی بہت سی کرامات دیکھیں، اُن میں سے ایک کرامت یہ بھی ہے کہ

(۱) المرجع السابق، صـ۱٤۰، ۱٤۱، ملخصاً.

(۲) المرجع السابق، صـ۱٤۱.

جب سب طبیب کسی مریض کے علاج سے عاجز آ جاتے، تو وہ مریض سیّدنا غوثِ اعظم جیلانی کی خدمت میں لایا جاتا، اور آپ اُس مریض کے لیے دعائے خیر فرماتے، اور اُس پر اپنا دستِ مبارک پھیرتے، تو وہ مریض اللہ کے حکم سے صحتیاب ہوکر آپ کے سامنے ہی اٹھ بیٹھتا۔ ایک بار حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں خلیفہ مستنجد باللہ ابو مظفر یوسف کا قریبی رشتہ دار لایا گیا، وہ مرضِ استسقاء (Ascites) میں مبتلا تھا، اور اُس کو پیٹ کی بیماری تھی، حضور غوثِ اعظم نے اس کے پیٹ پر اپنا دستِ مبارک پھیرا، تو وہ اللہ کے حکم سے یُوں کھڑا ہو گیا جیسے وہ پہلے کبھی بیمار تھا ہی نہیں "[1]۔

(۱۰) دریائے دجلہ پر حکمرانی

ایک بار دریائے دجلہ میں شدید سیلاب آیا، دریا کی طغیانی اور شدّت کے باعث لوگ ہراساں اور پریشان تھے، حضرت سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے مدد طلب کرنے لگے، حضور غوثِ اعظم نے اپنا عصا مبارک پکڑا اور دریا کی طرف چل دیے، دریا کے کنارے پہنچ کر آپ نے عصا مبارک کو دریا کی اصلی حد پر نصب کر دیا، اور دریا سے فرمایا: "إلى هنا!"، "بس یہیں تک!" یعنی اپنی مقرّرہ حد سے آگے نہ بڑھنا! شیخ عبدالقادر جیلانی کا یہ فرمانا تھا کہ اسی وقت پانی کم ہونا شروع ہو گیا، اور جہاں آپ نے اپنا عصا مبارک نصب کیا تھا وہیں تک محدود رہا"[2]۔

---

(۱) المرجع السابق، صـ ۱۵۳.

(۲) "قلائد الجواهر" زيادة الدجلة في أيّامه، صـ۲۶.

فصل ۳
غوثِ اعظم سے منسوب بعض جھوٹی کرامات وواقعات

حضور غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالی کے بہت بڑے ولی ہیں، ان سے سینکڑوں کرامتیں ظاہر ہوئیں، اس میں کوئی شک وشُبہ اور دو ۲ رائے نہیں۔ لیکن بعض لوگوں نے غُلو سے کام لیا، اور حدِ اعتدال پار کرتے ہوئے حضور غوثِ اعظم سے بعض ایسی کرامات وواقعات بھی منسوب کر دیے، جو حضرت شیخ کے مقام ومرتبہ سے مناسبت نہیں رکھتے، بلکہ اَحکامِ شریعت سے بھی واضح طَور پر متصادِم نظر آتی ہیں!۔

امام ذَہبی نے اسی اَمر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "ليس في كِبار المشايخ مَن له أحوالٌ وكراماتٌ أكثر من الشيخ عبد القادر، لكن كثيراً منها لا يصحّ، وفي بعض ذلك أشياءُ مستحيلةٌ"[1]. "کِبار اَولیاء ومشایخ میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں گزرا، جس کے اَحوال اور کرامات شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالی سے زیادہ ہوں، لیکن شیخ جیلانی کی طرف جو کرامتیں منسوب ہیں، اُن میں سے متعدّد غیر درست بھی ہیں، بلکہ بعض تو ویسے ہی ناممکنات میں سے ہیں"۔

لہذا حضور غوثِ اعظم سے عقیدت اپنی جگہ، لیکن جو چیز شریعتِ مطہَّرہ کی کسوٹی پر پورا نہ اُترے، اُسے کسی طَور پر قبول نہیں کیا جاسکتا، بلکہ ایسی بے سروپا چیزیں بزرگوں کی طرف منسوب کرنا بھی بے ادبی ہے!۔

---

(۱) "سِير أعلام النُبلاء" ۵۰۸۷- الشيخ عبد القادر، ۱۵/ ۱۸۵.

ذَیل میں چند ایسی جھوٹی کرامات وواقعات بیان کیے جارہے ہیں، جو حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ سے غلط طَور پر منسوب ہیں، انہیں بیان کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ خُطباء ومقرّرین اور عام عوام، ہر بات پر آنکھ بند کرکے یقین نہ کرلیا کریں، اور جس بات کی صداقت میں کوئی شُبہ ہو، اُس بارے میں علمائے اہل سنّت سے رَہنمائی ضرور لے لیا کریں!۔

پانی پر چلنا اور مچھلیوں کا دست بوسی کرنا

(۱) "قلائد الجواہر" میں مذکور ہے کہ حضرت سیّدنا سہل بن عبد اللہ تُستَری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا، کہ ایک بار شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ اہلِ بغداد کی نظر سے ایک عرصہ تک غائب رہے، تلاش کرنے پر پتہ چلا کہ آپ کو دریائے دجلہ کی طرف جاتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔

حضرت سہل بن عبد اللہ تُستَری مزید فرماتے ہیں کہ "ہم نے دیکھا کہ آپ پانی کے اوپر چلتے ہوئے ہماری طرف آرہے ہیں، اور مچھلیوں کی بہت بڑی تعداد آپ کو سلام عرض کی رہی ہے، اور ہم مچھلیوں کو حضور غوثِ پاک کی دست بوسی کرتے ہوئے دیکھ رہے ہیں، اس وقت نمازِ ظہر کا وقت ہوچکا تھا، کہ اچانک سونے چاندی سے مُرصّع ومزیّن سبز رنگ کی بہت بڑی جائے نماز دکھائی دی، اور دریائے دجلہ کے اوپر ہوا میں معلّق ہوکر تختِ سلیمانی کی طرح بچھ گئی، اس جائے نماز پر دو ۲ سطریں لکھی ہوئی تھیں، جس میں سے پہلی سطر پر ﴿اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ﴾[۱] مذکور تھا، اور دوسری سطر پر "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُم أَهلَ البَيْتِ إِنَّه حميدٌ مجيدٌ" لکھا ہوا تھا۔ پھر

---

(۱) پ ۱۱، یونس: ٦٢.

ہم نے دیکھا کہ بہت سے لوگ آئے اور جائے نماز کے برابر کھڑے ہوگئے، ان لوگوں کے چہروں سے بہادری اور شجاعت عیاں تھی، یہ سب لوگ سرنگوں (سرنیچے کیے ہوئے) تھے، اور ان کی آنکھوں سے آنسو رَواں تھے، حضور غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے آگے بڑھ کر امامت کرائی، اور ان سب لوگوں نے اپنے سرداروں اور اہلِ بغداد سمیت شیخ عبدالقادر جیلانی کے پیچھے نماز پڑھی۔ پھر ہم نے حضور غوثِ اعظم کی دعا پر فرشتوں کے ایک بہت بڑے گروہ کو آمین کہتے سنا، جب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ دعا ختم کر چکے تو ہم نے یہ ندا سُنی: "تمہیں خوشخبری ہو کہ میں نے تمہاری دعا قبول کر لی"[1]۔

مذکورہ بالا کرامت سیّدنا غوثِ اعظم سے غلط طَور پر منسوب ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ "قلائدالجواہر" میں یہ کرامت حضرت سہل بن عبداللہ تُستَری رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے مذکور ہے، جبکہ حضور غوث اعظم اور حضرت سیّدنا سہل بن عبد اللہ تُستَری کی پیدائش ووفات کے زمانے میں صدیوں کا فرق ہے، حضرت سہل بن عبداللہ تُستَری کا سنِ وفات (ت ۲۸۳ ھ/ ۸۹۶ء) ہے، جبکہ شیخ عبد القادر جیلانی کا سنِ ولادت (ت ۴۷۱ھ/۱۰۷۸ء) ہے، یعنی شیخ تُستَری اور شیخ جیلانی کے زمانے میں کم وبیش پونے دو ۲ سو سال کا فرق ہے۔ لہذا سہل بن عبد اللہ تُستَری اور شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہما کی باہم ملاقات ثابت نہیں، لہذا ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ مذکورہ بالا کرامت حضور غوثِ اعظم سے غلط طَور پر منسوب ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضور غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ سے ہوا میں چلنے والی کرامت ثابت نہیں!۔

---

(۱) انظر: "قلائد الجواهر" مشيُه في الهواء، صـ۱٦.

امامِ اجلّ حضرت ابو القاسم عمر بن مسعود، برادر حضرت ابو حفص عمر کیمیاتی رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں: "كان شيخُنا الشيخ عبد القادر رضي الله تعالى عنه يَمشي في الهواء على رُؤوس الأشهاد في مجلسه "(۱). "ہمارے شیخ حضور سیّدنا عبد القادر اپنی مجلس میں بَرملا، زمین سے بلند کُرۂ ہَوا پر چلا کرتے تھے"۔

مَلک الموت سے رُوحوں کا تھیلا چھیننے والا واقعہ

(۲) "تفریح الخاطر" میں شیخ ابو العباس احمد رفاعی رحمہ اللہ تعالٰی کے حوالے سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ "شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالٰی کا ایک خادِم وفات پاگیا، اس کی بیوی بار گاہِ غوثیت میں حاضر ہوئی، اور آہ وزاری کرکے شیخ حضرت سے اپنے شَوہر کو زندہ کرنے کی اِلتجا کی، سیّدنا غوثِ اعظم نے علمِ باطن سے دیکھا کہ مَلک الموت سیّدنا عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس دن قبض کی گئی تمام رُوحوں کو لے کر آسمان کی طرف جارہے ہیں، شیخِ جیلانی نے انہیں روکا اور کہا کہ "میرے خادِم کی رُوح واپس کردو!" تو ملک ُالموت نے کہا کہ "میں نے یہ رُوحیں اللہ کے حکم سے قبض کی ہیں، اور بار گاہِ خداوندی میں پیش کرنی ہیں"۔ جب ملک الموت نے شیخ عبد القادر جیلانی کے خادم کی رُوح واپس نہیں کی، تو آپ رحمہ اللہ تعالٰی نے سیّدنا عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رُوحوں کی زنبیل (ٹوکری) چھین لی، اور تمام رُوحوں کو چھوڑ دیا! جس کے سبب اُس دن قبض کی گئی تمام رُوحیں واپس اپنے اپنے جسموں میں چلی گئیں!۔

اور ایک مقام پر تو یوں بھی مذکور ہے، کہ ملک الموت کے انکار پر شیخ عبد القادر جیلانی نے (معاذ اللہ) سیّدنا عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تھپڑ دے مارا، جس کے سبب ان کی

---

(۱) "بهجة الأسرار" ذكر كلمات أخبرَ بها عن نفسه ...إلخ، صـ۵۰.

ایک آنکھ بھی ضائع ہوگئی۔ حضرت ملک الموت نے اللہ تعالی کے حضور عرض کی: اے ربّ ذوالجلال! جو تکرار آج میرے اور عبد القادر کے درمیان ہوئی، تُو اُسے خوب جانتا ہے، شیخ عبد القادر جیلانی نے آج قبض کی گئی تمام رُوحیں چھین لیں ہیں۔ اس پر اللہ تعالی نے فرمایا: اے ملک الموت! بے شک عبد القادر میرا محبوب ہے، تُو نے اس کے خادم کی رُوح واپس کیوں نہیں کی؟ اگر ایک رُوح اُسے واپس کر دیتے تو اتنی رُوحیں اپنے ہاتھوں سے دے کر پریشان نہ ہوتے!"(۱)۔

جواب: یہ واقعہ اور کرامت بھی مَن گھڑت، بے اصل اور اِلحاقی ہیں، ہم اہلِ سنّت وجماعت شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالی کی ذاتِ والا صفات سے متعلق ایسی کسی کرامت کے قائل نہیں۔ مسلک اہلِ سنّت کے حقیقی ترجمان امام اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالی اس واقعہ کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "زنبیلِ اَرواح (رُوحوں کا تھیلا) چھین لینا، خُرافاتِ مخترعہ جہّال (جاہلوں کی مَن گھڑت خُرافات) سے ہے، سیّدنا عزرائیل علیہ السلام رُسُلِ ملائکہ سے ہیں، اور رُسُلِ ملائکہ اَولیائے بَشر سے بالاِجماع افضل ہیں، تو مسلمانوں کو ایسے اَباطیلِ واہیہ سے احتراز لازم (ہے)"(۲)۔

اسی طرح ایک اَور مقام فرمایا کہ "یہ روایت ابلیس کی گھڑی ہوئی ہے، اور اُس کا پڑھنا اور سُننا دونوں حرام ہے۔ احمق، جاہل، بے ادب نے یہ جانا کہ وہ اس میں حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی تعظیم کرتا ہے، حالانکہ وہ حضور کی سخت توہین کر رہا

---

(۱) انظر: "تفريح الخاطر" المنقبة السابعة، صـ۲۱، ۲۲.

(۲) "فتاوی رضویہ" کتاب العقائد والکلام، زنبیلِ اَرواح چھین لینا خُرافات مخترعہ جہّال سے ہے، ۱۸/۵۰۸۔

ہے! کسی عالم مسلمان کی اس سے زیادہ توہین کیا ہوگی کہ (معاذاللہ) اُسے کفر کی طرف نسبت کیا جائے، نہ کہ محبوبانِ الٰہی! سیّدنا عزرائیل علیہ السلام مُرسَلینِ ملائکہ میں سے ہیں، اور مُرسَلینِ ملائکہ بالاِجماع تمام غیرِ انبیاء سے افضل ہیں۔ کسی رسول کے ساتھ ایسی حرکت کرنا توہینِ رسول کے سبب (معاذاللہ) اس کے لیے باعثِ کفر ہے۔ اللہ تعالی جَہالت وضَلالت سے پناہ دے! واللہ تعالی اعلم"[1]۔

میں غوث پاک کا دھوبی ہوں

(۳) سیّدنا غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالی سے جو واقعات اور کرامات غلط طَور پر منسوب ہیں، ان میں ایک واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے، کہ غوثِ پاک کا ایک دھوبی تھا، جب اس کا انتقال ہوا اور فرشتوں نے قبر میں سوالات کیے، تو اُس نے ہر سوال کے جواب میں کہا کہ "میں غوث پاک کا دھوبی ہوں" اور اسی بات پر اُس کو بخش دیا گیا!۔

جواب: شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالی سے منسوب یہ واقعہ بھی جھوٹ پر مبنی ہے، لہذا خطباء وواعظین اس واقعہ کو ہرگز بیان نہ کریں، جیسا کہ فقیہِ ملّت مفتی جلال الدین امجدی رحمہ اللہ تعالی نے "فتاوی فقیہِ ملّت" میں تحریر فرمایا کہ "روایتِ مذکورہ بے اصل ہے، اس کا بیان کرنا دُرست نہیں، لہذا جس نے اسے بیان کیا وہ اس سے رُجوع کرے، اور آئندہ اس روایت کے نہ بیان کرنے کا عہد کرے، اگر وہ ایسا نہ کرے تو کسی معتمَد کتاب سے اس روایت کو ثابت کرے!"[2]۔

---

(۱) "فتاوی رضویہ" کتاب الحظر والاِباحۃ، سیّدنا عزرائیل مرسَلینِ ملائکہ میں سے ہیں...الخ، ۳۸/۱۷۔

(۲) دیکھیے: "فتاوی فقیہِ ملّت" کتاب الشتّی، ۴۱۱/۲۔

شارحِ بخاری، نائب مفتیٔ اعظم، مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس واقعہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "یہ حکایت نہ میں نے کسی کتاب میں دیکھی ہے اور نہ کسی سے سُنی ہے، (جبکہ) احادیث میں تصریح ہے کہ اگر (مرنے والا) مؤمن ہوتا ہے تو قبر کے تینوں بنیادی سوالوں کا جواب دے دیتا ہے کہ "میرا ربّ اللہ ہے، میرا دِین اسلام ہے، اور یہ اللہ کے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں" (اور اگر وہ شخص) منافق یا کافر ہوتا ہے تو یہ کہتا ہے کہ "ہائے ہائے میں نہیں جانتا"۔ لہذا یہ روایت حدیث کے خلاف ہے"[1]۔

لَوحِ محفوظ پر نظر اور سات بیٹوں کی بِشارت

(۴) حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامت کے طَور پر ایک واقعہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے، کہ ایک عورت شیخ عبد القادر جیلانی کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کی، کہ حضرت مجھے بیٹا عطا کر دیجیے، شیخ عبد القادر جیلانی نے فرمایا کہ لَوحِ محفوظ میں تیری قسمت میں بیٹا نہیں! عورت نے عرض کی کہ اگر لَوحِ محفوظ میں ہوتا تو آپ کے پاس کیوں آتی! حضور غوثِ اعظم نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: یا اللہ! تُو اس عورت کو ایک بیٹا دے دے، جواب ملا کہ لَوحِ محفوظ میں اس کے لیے بیٹا نہیں، آپ نے عرض کی کہ ایک نہیں تو دو ۲ دے دے، حکم ہوا کہ جب ایک نہیں تو دو ۲ کیسے دُوں؟ حضور غوثِ پاک نے پھر عرض کرتے ہوئے کہا کہ پھر تین ۳ بیٹے دے دے، ارشاد ہوا کہ اس کی تقدیر میں بیٹا ہے نہیں۔

جب وہ عورت مکمل طَور پر نا امید ہو گئی تو سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جلال میں آکر اپنے دروازے کی خاک کو بطور تعویذ دیتے ہوئے اس عورت سے کہا کہ "جا

(۱) دیکھیے: "فتاویٰ شارحِ بخاری" کتاب العقائد، عقائد متعلقہ اَولیائے کرام، ۲/۱۲۵۔

تیرے سات ۷ بیٹے ہوں گے!" وہ عورت خوش ہو کر چلی گئی، اور پھر اس کے ہاں سات ۷ بیٹوں کی ولادت ہوئی[۱]۔

جواب: یہ کرامت بھی جھوٹ پر مبنی ہے، جیسا کہ مفتی شاہ محمد اجمل قادری رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر کیا کہ "یہ واقعہ کسی معتبر و مستند کتاب میں نظر سے نہ گزرا، اور بظاہر بے اصل اور لَغو معلوم ہوتا ہے، اس سے احتراز کرنا چاہیے، اور "بهجة الأسرار" سے حضرت کی کرامات بیان کرنی چاہئیں"[۲]۔

قبر میں منکَر نکیر کو پکڑنا اور سوالات کرنا

(۵) حضور غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک کرامت یہ بھی بیان کی جاتی ہے، کہ جب آپ کا وصال ہوا تو کسی بزرگ کو خواب میں حضور غوثِ پاک کی زیارت ہوئی، وہ (بزرگ) فرماتے ہیں کہ میں نے شیخِ جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی، کہ آپ کو منکَر نکیر کے سوالات سے کس طرح نَجات ملی؟ حضور غوثِ پاک نے فرمایا کہ یہ کیا سوال ہے؟ یوں کہو کہ منکَر نکیر نے آپ (غوثِ پاک) کے ہاتھوں کیسے رہائی پائی؟

میں نے عرض کی کہ آپ ارشاد فرمادیں! اس پر شیخ عبد القادر جیلانی نے فرمایا کہ جب دونوں فرشتے (منکَر نکیر) میرے سامنے آئے اور مجھ سے سوال کیا: "مَن ربُّك؟" "تیرا ربّ کون ہے؟" تو میں نے کہا: اسلام کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سلام اور مُصافحہ کیا جاتا ہے، اس کے بعد بات چیت ہوتی ہے، یہ رسم تم لوگوں نے کہاں سے نکال لی ہے؟ کہ سلام اور مُصافحہ سے پہلے گفتگو شروع کر دی! یہ سُن کر وہ (فرشتے)

---

(۱) دیکھیے: "فتاوی اجملیہ" کتاب الحظر والإباحۃ، ۴/۹۔

(۲) ایضاً۔

پشیمان ہوئے اور آگے بڑھ کر مجھ سے مصافحہ کیا، جونہی انہوں نے ہاتھ ملائے میں نے انہیں مضبوطی سے پکڑ لیا، اور کہا کہ پہلے تم میرے سوال کا جواب دو، اگر تم نے مجھے شافی جواب دیا تو مجھ سے سوال کرنے کے حقدار ہوگے، انہوں (منکَر نکیر) نے کہا کہ اچھا آپ سوال کریں! میں (غوثِ پاک) نے کہا کہ جب اللہ تعالی نے چاہا کہ سیّدنا آدم علیہ الصلوۃ والسلام کو پیدا فرمائے، اور انہیں زمین میں اپنا خلیفہ مقرّر کرے، تو تم فرشتوں نے کہا: ﴿اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَ يَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ﴾[1] "ایسے (انسان) کو نائب کرے گا جو زمین میں فساد پھیلائے، اور خونریزیاں کرے (گا)، اور ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں!"۔

فرشتوں کے اس جواب پر چند اعتراض وارِد ہوتے ہیں: (۱) فرشتوں نے سمجھا کہ حق تعالی ہم سے مشورہ کر رہا ہے، حالانکہ وہ اس اَمر سے پاک ہے۔ (۲) فرشتوں سے دوسری خطا یہ سرزد ہوئی، کہ انہوں نے تمام انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام پر فتنہ وفساد اور خون خرابے کی تہمت لگائی، اور یہ نہ سمجھا کہ انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام میں سے بعض وہ ہوں گے جو فرشتوں سے بھی افضل ہوں گے۔ (۳) تیسری بات یہ کہ فرشتوں نے اپنے علم کو حق تعالی کے علم پر ترجیح دی، اور حق تعالی پر اعتراض کر دیا، جس کی وجہ سے ﴿اِنِّيْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾[2] "فرمایا" مجھے (وہ) معلوم ہے جو تم نہیں جانتے" کا تازیانہ کھا کر راہِ ہدایت پر آئے!۔

---

(۱) پ۱، البقرة: ۳۰.

(۲) پ۱، البقرة: ۳۰.

یہ سُن کر فرشتوں (مُنکَر نکیر) نے کہا کہ یہ کلمات اکیلے ہم دو ۲ فرشتوں نے نہیں کہے تھے، بلکہ تمام ملائکہ مقرَّبین سے صادر ہوئے، لہذا آپ ہمیں چھوڑ دیجیے؛ تاکہ ہم جا کر تمام فرشتوں کے ساتھ اس پر غَور کریں، اور اس کا جواب تیار کریں! سرکار جیلانی رحمۃ اللہ تعالی نے اُن میں سے ایک کو چھوڑ دیا، جس نے جا کر تمام فرشتوں کے سامنے یہ بات رکھی، یہ سُن کر تمام فرشتوں نے سر نگوں کر لیا، اور خاموش و متحیر ہو گئے! اس پر حق تعالی نے فرمایا کہ آدم پر اعتراض اس کی ساری اَولاد پر اعتراض کے مترادِف ہے، لہذا میرے محبوب (شیخ عبد القادر جیلانی) کے پاس جاؤ، اور اس خطا کی مُعافی مانگو، جب تک وہ نہیں بخشے گا تم چُھوٹ نہیں سکتے! چنانچہ سارے فرشتوں نے حضرت اقدس رحمۃ اللہ تعالی کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مُعافی مانگی، اور بارگاہِ خداوندی سے بھی مُعافی کے طلبگار ہوئے!۔

حضور غوثِ اعظم نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: اے ربّ العالمین! میں اس شرط پر فرشتوں کے اس جُرم کو مُعاف کرتا ہوں، کہ قیامت تک میرے سلسلہ کے تمام مریدین کی مغفرت ہو، اور انہیں مُنکَر نکیر کے سوالوں سے نَجات ہو! جواب ملا: اے میرے محبوب! تم نے جو کچھ چاہا ہم نے دے دیا، لہذا فرشتوں کی اس خطا کو مُعاف کر دو! اس کے بعد حضور غوثِ اعظم نے انہیں چھوڑ دیا، اور وہ اپنے اپنے مقامات پر واپس چلے گئے"[1]۔

جواب: سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالی سے منسوب یہ کرامت، عقائدِ اہلِ سنّت کے خلاف اور جھوٹ پر مبنی ہے؛ کیونکہ فرشتے وہی کرتے ہیں جس کا انہیں بارگاہِ خداوندی

(۱) دیکھیے: "اِقتباس الانوار" آل واَولاد، صـ۲۱۳، ۲۱۴۔

سے حکم ہوتا ہے، وہ جان بُوجھ کر، یا بُھول کر، یا غلطی سے، الغرض کسی بھی طرح وہ حکمِ الٰہی کے خلاف کچھ نہیں کرتے، وہ اللہ تعالی کے معصوم بندے ہیں[1]، لہذا ہر قسم کے صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے پاک ہیں۔ جبکہ مذکورہ بالا جھوٹی کرامت میں فرشتوں سے جُرم وخطا کا صُدور ہونا، اور ملائکہ مرسَلین سمیت تمام فرشتوں کا حضور غوثِ پاک کی بارگاہ میں جوابدہ ہونا بیان کیا جارہا ہے، جو کہ کسی بھی طَور پر عقائدِ اہلِ سنّت کے مطابق ومُوافق نہیں، لہذا خطباء وواعظین ایسے غیر مستند واقعات ہرگز بیان نہ کیا کریں!۔

نظرِ کشفی سے حنفی المذہب اَولیاء کی نفی

(٦) "قلائد الجواہر" میں مذکور ہے کہ شیخ محمد بن ازہر صریفینی رحمۃ اللہ تعالی نے فرمایا، کہ میں ایک سال تک اللہ تعالی سے دعا کرتا رہا، کہ مجھے "رِجال الغیب" میں سے کسی بزرگ کی زیارت نصیب ہو، ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ سیّدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالی کے مزارِ پُرانوار کی زیارت کر رہا ہوں، اور وہاں ایک اَور بزرگ بھی مَوجود ہیں، مجھے خیال ہوا کہ یہ بزرگ "رِجال الغیب" میں سے ہیں، اس کی بعد میں بیدار ہوگیا، میں نے چاہا کہ بیداری کی حالت میں اُن کی زیارت کروں، لہذا اس اُمید پر سیّدنا امام احمد بن حنبل کے مزار شریف پر حاضر ہوا، تو دیکھتا ہوں کہ جس بزرگ کی زیارت سے خواب میں مشرَّف ہوا تھا، وہ بنفسِ نفیس میرے سامنے رَونق افروز ہیں، میں نے سوچا کہ زیارت سے فارغ ہوکر بزرگ کی خدمت میں حاضری دُوں، لیکن وہ میرے فارغ ہونے سے پہلے ہی واپسی کے لیے چل دیے، میں بھی جلدی جلدی اُن کے پیچھے ہولیا، وہ دریائے دجلہ کے قریب پہنچے، تو دریا کے دونوں کنارے اُن کے لیے

(۱) دیکھیے: "بہارِ شریعت" حصّہ اوّل، ملائکہ کا بیان، ۱/ ۹۰، ملخصاً۔

اس قدر قریب ہو گئے کہ انہوں نے ایک قدم اٹھا کر دریائے دجلہ پار کر لیا، میں نے انہیں قسم دیتے ہوئے رُکنے اور کچھ بات چیت کرنے کے لیے کہا، اس پر وہ بزرگ رُکے اور میری طرف متوجہ ہوئے، میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کا مذہب کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: "حنيفاً مسلماً وما أنا من المشركين" اس سے مجھے معلوم ہوا کہ یہ بزرگ حنفی المذہب ہیں، اس کے بعد میرے دل میں خیال پیدا ہوا، کہ حضور غوثِ اعظم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سارا واقعہ بیان کروں، اس غرض سے مدرسہ آکر حضور غوثِ پاک کے دَر پر کھڑا ہوا ہی تھا، کہ بند دروازے سے حضور غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالی نے مجھے مخاطَب کر کے فرمایا: "يا محمّد! ما في الأرض من المشرق والمغرب في هذا الوقت، وليٌّ لله تعالى حنفي المذهب سِواه"[1] "اے محمد بن ازہر! اِس وقت مشرق سے مغرب تک، رُوئے زمین پر اُن (بزرگ) کے سِوا، حنفیُ المذہب ولیُ اللہ، اَور کوئی نہیں"۔

جواب: مذکورہ بالا کرامت میں سیّدنا غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالی کے دَور میں ماسوائے ایک کے، رُوئے زمین سے تمام حنفیُ المذہب اَولیاء کے وُجود کا انکار لازم آتا ہے، اور اس بات کو حضور غوثِ پاک سے منسوب کیا جارہا ہے، جو کسی طَور پر دُرست نہیں؛ کیونکہ سیّدنا غوثِ اعظم کے (زمانۂ ولادت سے وفات تک) مُعاصر حنفی مشایخ کی فہرست میں، ہمیشہ کثیر نام رہے ہیں، ان میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی حسبِ ذیل ہیں:

(۱) شمس الائمہ سَرَخسی حنفی (ت ۴۸۳ھ/ ۱۰۹۰ء)، (۲) شیخ علی بن حسین بن علی نیشاپوری حنفی (ت ۴۸۴ھ/ ۱۰۹۱ء)، (۳) شیخ نور الہدی زَینبی حنفی (ت ۵۱۲ ھ/

(۱) انظر: "قلائد الجواهر" قوله: قدمِي على رقبةِ كلِّ وليِّ الله، صـ۲٦.

۱۱۱۸ء)، (۴) شیخ محمد بن ہبۃ اللہ بن احمد حلَبی حنفی (ت ۵۳۴ھ/ ۱۱۳۹ء)، (۵) شیخ ابراہیم بن اسماعیل حنفی، المعروف زاہد صفّار (ت ۵۳۴ ھ/ ۱۱۳۹ ء)، (۶) شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی حنفی (ت ۵۳۵ھ/ ۱۱۴۰ء)، (۷) امام نجم الدین نَسفی (ت ۵۳۷ھ/ ۱۱۴۲ء)، (۸) شیخ عثمان بن علی بن محمد بخاری حنفی (ت ۵۵۲ھ/ ۱۱۵۷ء)، (۹) شیخ ناصر الدین سمرقندی حنفی (ت ۵۵۶ھ/ ۱۱۶۱ء)، (۱۰) شیخ عبد الغفور بن لقمان محمد کَردری حنفی (ت ۵۶۲ھ/ ۱۱۶۷ء)، (۱۱) شیخ سراج الدین اُوشی (ت ۵۶۹ھ/ ۱۱۷۳ء)، (۱۲) رُکن الاسلام شیخ محمد بن ابو بکر حنفی، المعروف بہ امام زادہ چوغی (ت ۵۷۳ھ/ ۱۱۷۷ء)، (۱۳) شیخ حمّاد بن ابراہیم بخاری حنفی (ت ۵۷۶ھ/ ۱۱۸۰ء)، (۱۴) خواجہ معین الدین چشتی اجمیری حنفی (ت ۶۳۳ ھ/ ۱۲۳۶ء) قدّس اسرارہم[1]۔

لہذا عین ممکن ہے کہ یہ کرامت غلط طَور پر حضور غوثِ اعظم سے منسوب ہو، یا پھر گردشِ زمانہ کے سبب اس میں کسی قسم کے اِلحاقی جملوں کی آمیزش ہو گئی ہو!۔

غوثِ اعظم کی شَفاعت سے آدھی اُمّت کی مغفرت

(۷) "مَنازل الاَولیاء فی فضائل الاَصفیاء" میں مذکور ہے، کہ حضرت سیّدنا اُویس قَرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُمّتِ محمدیہ کی بخشش کے لیے دعا کی، تو جواب ملا کہ "اے اُویس! میں نے تمہاری شَفاعت قبول کرتے ہوئے آدھی اُمّتِ محمدیہ کی مغفرت کر دی ہے، اور اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آدھی اُمّت کو عبد القادر کی شَفاعت سے بخش دُوں گا، جو تیرے بعد پیدا ہو گا"۔ حضرت سیّدنا اُویس قَرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ وہ کہاں ہیں؟ میں اُن کی زیارت کرنا چاہتا ہوں، جواب ملا: ﴿فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِندَ مَلِيكٍ

(۱) دیکھیے: "حدائق الحنفیہ" حدیقۂ پنجم ۵، حدیقۂ ششم ۶، ص۲۱۳- ۲۶۹، ملتقطاً۔

مُّقْتَدِرٍ﴾[۱] اور ﴿دَنَا فَتَدَلّٰى ۙ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى﴾[۲] کے مقام (یعنی قُربِ الٰہی) میں ہے، وہ میرا محبوب ہے، اور میرے محبوب محمد ﷺ کا بھی محبوب ہے، وہ قیامت تک اہلِ زمین کے لیے حجت ہوگا، سوائے صحابۂ کرام اور ائمۂ کرام کے، تمام اَوّلین وآخِرین کی گردنوں پر اس کا قدم ہوگا۔ یہ سن کر حضرت سیّدنا اُویس قَرنی نے کہا کہ میں نے اُن کی ولایت کو تسلیم کیا، اور اُن کے آگے گردن جھکائی، اور ولایت کی تصدیق اور شُکر ادا کیا"[۳]۔

جواب: یہ واقعہ کسی بھی مستند کتاب میں مذکور نہیں، اور ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى﴾ کا مقام حضور نبئ کریم ﷺ کے لیے ہے، کسی بھی مفسّر نے یہاں حضور غوثِ اعظم کی ذات مُراد نہیں لی۔

نیز ہم اہلِ سنّت کا عقیدہ ہے کہ کوئی عام ولی کسی تابعی سے افضل نہیں ہو سکتا؛ کیونکہ تابعی کا تعلق قُرونِ ثلاثہ سے ہے، جن کی فضیلت بیان کرتے ہوئے خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «لا تَزَالُونَ بِخَيْرٍ مَادَامَ فِيكُمْ مَنْ رَآنِي وَصَاحَبَنِي. وَاللهِ! لا تَزَالُونَ بِخَيْرٍ مَادَامَ فِيكُمْ مَنْ رَأَى مَنْ رَآنِي، وَصَاحَبَ مَنْ صَاحَبَنِي. وَاللهِ! لا تَزَالُونَ بِخَيْرٍ مَادَامَ فِيكُمْ مَنْ رَأَى مَنْ رَأَى مَنْ رَآنِي، وَصَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَنِي»[٤] "تم لوگ اُس وقت تک خیر

---

(١) پ ٢٧، القمر: ٥٥.

(١) پ ٢٧، النجم: ٨، ٩.

(٣) انظر: "تفريح الخاطر" المنقبة ٢٦، صـ٣٤، ٣٥.

(٤) "مصنَّف ابن أبي شَيبة" كتاب الفضائل، ما ذكر في الكفّ عن أصحاب =

سے رہوگے، جب تک تم میں وہ شخص رہے گا جس نے مجھے دیکھا اور میری صحبت پائی (یعنی صحابی)۔ اللہ کی قسم! تم لوگ اُس وقت تک خیر سے رہوگے، جب تک تم میں وہ شخص رہے گا، جس نے میرے صحابی کو دیکھا اور اُس کی صحبت پائی (یعنی تابعی)۔ خدا کی قسم! تم لوگ اُس وقت تک خیر سے رہوگے، جب تک تم میں وہ شخص موجود ہے جس نے کسی تابعی کو دیکھا اور اس کی صحبت پائی (یعنی تبع تابعی)"۔

حضرت سیّدنا جَعْدہ بن ہُبیرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «خَيْرُ الْقُرُونِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ»[1] "تمام زمانوں میں سب سے بہتر میرا زمانہ ہے، پھر اُن (صحابۂ کرام) کا زمانہ جنہوں نے مجھے دیکھا، پھر اُن (تابعین) کا زمانہ جنہوں نے مجھے دیکھنے والوں کو دیکھا"۔

ایک اَور مقام پر فرمایا: «أَكْرِمُوا أَصْحَابِي؛ فَإِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ!»[2] "میرے اصحاب کی عزّت وتعظیم کرو؛ کیونکہ وہ تم میں سے بہترین لوگ ہیں، پھر وہ جو اُن کے بعد ہیں!" یعنی تابعین کِرام۔

=

النبي صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ر: ٣٢٤١٧، ٦/ ٤٠٥. "فتح الباري" لابن حجر، قوله: باب فضائل أصحاب رسول الله صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ر: ٣٦٤٩، ٧/ ٥. [قال ابن حجر:] "أخرجه ابن أبي شَيبة، وإسنادُه حَسن".

(١) "جامع المسانيد والسُنن" لابن كثير، حرف الجيم، ٢٦٤- جَعْدَة بن هُبَيْرة بن أبي وهب، ر: ١٨٤٠، ٢/ ١٨٦.

(٢) "السنن الكُبرى" للنَّسائي" كتاب عشرة النساء، ذكر اختلاف ألفاظ الناقلين لخبر عمر فيه، ر: ٩١٨٢، ٨/ ٢٨٧. "هداية الرُّواة" لابن حجر،

=

نیز اس واقعہ میں شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو سیّدنا اُویس قَرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمیت تمام تابعین پر فضیلت پر دی گئی ہے، جبکہ وہ افضلِ تابعین میں سے ہیں۔ ایسی صورت میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے، کہ کیا کوئی قُطب الاَقطاب یا غوث الاَغواث بھی کسی تابعی سے افضل نہیں؟

اس بارے میں امام اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی استفتاء کیا گیا، کہ سیّدنا امام ابو حنیفہ (تابعی) اور حضرت سیّدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سے کون افضل ہے؟ امام اہلِ سنّت نے باہم تفضیل سے منع کرتے ہوئے جواباً فرمایا کہ "امام عبدالوہاب شَعرانی "میزان الشریعۃ الکبری" میں فرماتے ہیں: "الإمام أبو حنيفة رضي الله تعالى عنه سُئلَ عن الأسوَد والعطاء وعَلقمة أيّهم أفضل؟ فقال: واللهِ! ما نحن بأهلٍ أن نذكرَهم، فكيف نُفاضِل بينَهم؟"[1] یعنی "ایک روز امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا، امام علقمہ وامام اَسوَد شاگردانِ حضرت سیّدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، وامام عطاء ابن ابی رباح استاذِ امامِ اعظم -رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین- میں کون افضل تھا؟ فرمایا کہ ہم ان کا ذکر کرنے کے قابل بھی نہیں، نہ کہ ان میں ایک کو دوسرے سے افضل بتائیں!"۔

=

كتاب المناقب، باب مناقب الصحابة، ر: ٥٩٥٧، ٥/ ٣٨٩. [قال ابن حجر:] "عن عمر بسندٍ صحيح".

(١) "الميزان الكبرى" فصل في تضعيف قول من قال: إنّ الأدِلّة ...إلخ، الجزء ١، صـ٦٨، ملتقطاً.

حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد تواضُعاً تھا، اور یہاں قطعًا حقیقتِ امر ہے۔ حاش للہ! ہمارے منہ اس قابل نہیں کہ حضور سیّدنا امامِ اعظم یا حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا نام پاک اپنی زبان سے لیں! یہ بھی رحمتِ الٰہیّہ ہے کہ اس نے ہمیں اپنے محبوبوں کے ذکر کی اجازت دی ہے! ہم کس منہ سے ان میں تفاضُل بیان کریں! وہ ہماری شریعت کے امام، اور یہ ہماری طریقت کے امامِ مفرَد! ع

عہد ما با لَب شیریں دہناں بست خدائے

ماہمَہ بندہ وایں قوم خداوند انند!

"اللہ عزّ وجلّ نے شیریں دَہنوں کے لبوں سے ہمارا عہد باندھ دیا ہے

ہم سب بندے ہیں اور یہ حضرات ہمارے آقا ہیں"

اور یہاں اسی "میزان" میں انہی امام شَعرانی کا یہ قول: "اعتقادُنا أنّ أكابرَ الصحابة والتابعين والأئمة المجتهدين، كان مقامُهم أكبرَ من مقام باقي الأولياء بيقين"[1] وارد ہے، کہ حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلا شبہ واصلانِ عین الشریعۃ الکبری کے سرداروں میں سے ہیں، اور اس کے واصلوں کو یہی امام شَعرانی اسی "میزان" میں فرماتے ہیں: "مَن أشرفَ على عين الشريعة الأُولى، يُشارِك المجتهدين في الاغتراف من عين الشّريعة؛ فإنّه ما ثَمّ أحدٌ حُقّ له قدمُ الولاية المحمديّة، إلّا ويصير بأخذ أحكام شرعِه صلى الله تعالى عليه وسلم مِن حيث أخذَها المجتهدون، ويَنفكّ عنه التقليدُ لجميع العلماء

(۱) "الميزان الكبرى" للشَعراني، باب صفة الصّلاة، الجزء ۱، صـ۱۵۷.

إلّا لرسول الله ﷺ. ثمّ إن نُقل عن أحدٍ من الأولياء أنّه كان شافعيّاً أو حنيفيّاً مثلاً، فذلك قبل أن يصلَ مقامَ الكمال"(١).

"جو عینِ شریعت کے چشمۂ صافی پر پہنچ جاتا ہے، وہ اس نہرِ حقیقت سے چلّو لینے میں مجتہدین کا شریک وسہیم (حصہ دار) ہوتا ہے، اور جو شخص ولایتِ محمدیّہ کے درجۂ عظمی پر فائز ہو جاتا ہے، وہ وہیں سے اَحکام حاصل کرتا ہے جہاں سے ائمۂ مجتہدین -رحمہم اللہ تعالی علیہم اجمعین- [کرتے ہیں]، اس کے لیے رسول اللہ ﷺ کے سوا تمام علمائے اُمّت کی تقلید سے آزادی ہے، اور بعض اَولیاء کے بارے میں جو یہ آیا ہے کہ یہ حنفی یا شافعی تھے وغیرہ، تو یہ اُن حضرات کے مقامِ کمال تک پہنچنے سے پہلے کی بات ہے"۔

حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ محی الدین ہیں، اِحیائے دین کے لیے قائم کیے گئے، اور مذہبِ حنبلی اسلام کا رُبع ہے، حضور سیّد المرسلین ﷺ نے سیّدنا امام احمد ابن حنبل رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا: "جعلتُك رُبعَ الإسلام"(٢) "ہم نے تمہیں اسلام کا چہارُم کیا"۔ یہ مذہب قریبِ اِندراس (مٹنے کے قریب) تھا، لہذا اس کے اِحیاء کے لیے اس پر اِفتاء فرماتے۔ ہاں حضور سیّدنا امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے لیے حضراتِ عالیہ امام مالک و امام شافعی و امام احمد ومَن بعدَهم من الأئمّة الكرام رضي الله تعالى عنهم پر

---

(١) المرجع نفسه، فصل: إن قال قائل كيف الوصول ...إلخ، الجزء ١، صـ٢١، ملتقطاً.

(٢) انظر: "الإشارات في علم العبارات" لخليل بن شاهين الظاهري، فصل في فوائد من بعض الأصول تدلّ على ما ...إلخ، صـ٨٧٦.

فضلِ تابعیت ہے، امامِ اعظم تابعی[۱] ہیں؛ رأى أنساً رضي الله عنه[۲] "انہوں نے سیّدنا اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کی زیارت کی"[۳] اور باقی حضرات میں اَور کوئی تابعی نہیں!۔

وما وقع من القاري في "المرقاة"[٤] مِن تابعيّة الإمام مالك رضي الله عنه فسهوٌ ظاهرٌ لا يُلتفَت إليه. "اور ملّا علی قاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے "مرقات" میں جو یہ سَہو واقع ہوا، کہ حضرت امام مالک تابعی ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہ، قابلِ اِلتفات نہیں"۔

گدائے قادری عرض کرتا ہے: ع

---

(۱) سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالٰی مشہور اور اکابر تابعین میں سے ہیں، آپ کو متعدّد صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ملاقات اور سماعت وروایتِ حدیث کا شرف حاصل ہے، آپ رحمہ اللہ تعالٰی کی تابعیت پر جُمہور محدِّثین کا اتفاق ہے، لہذا آپ کی تابعیت اور فضیلت روزِ رَوشن کی طرح عیاں ہے، امام اعظم کو متعدّد صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی زیارت اور اُن سے سماعت وروایتِ حدیث کا شرف حاصل ہے، اُن میں سے بعض صحابہ کے اسمائے گرامی حسبِ ذیل ہیں: (۱) حضرت اَنَس بن مالک (۲) حضرت عبد اللہ بن انیس جُہنی (۳) حضرت سَہل بن سعد (۴) حضرت سائب بن خلّاد (۵) حضرت سائب بن یزید (٦) حضرت عبد اللہ بن بُسر (۷) حضرت سیّدنا محمود بن ربیع رضی اللہ تعالٰی عنہم۔[انظر: "الخيرات الحِسان" الفصل ٦، صـ٦٣- ٦٨، ملتقطاً].

(٢) انظر: "تهذيب التهذيب" حرف النون، من اسمه النعمان، تحت ر: ٧٤٣٣، ٨/ ٥١٦.

(۳) امام اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالٰی نے یہاں حضرت سیّدنا اَنَس بن مالک رحمہ اللہ تعالٰی کا اسمِ گرامی خاص طَور پر اس لیے لکھا، کہ اُن کی زیارت اور اسمِ گرامی پر علماء کا اتفاق ہے، ورنہ سیّدنا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالٰی نے متعدّد صحابۂ کرام کی زیارت کا شرف پایا، جن میں سے بعض کے اسمائے گرامی گذشتہ سُطور میں ذکر ہو چکے۔

(٤) "المرقاة" شرح مقدّمة المشكاة، ١/ ٦١.

صحابیت ہوئی پھر تابعیت
بس آگے قادری منزل ہے یاغَوث!

ہزاروں تابعی سے تُو فزوں ہے
وہ طبقہ مجملاً فاضِل ہے یاغَوث![1]

والله تعالى أعلم[2].

مختصراً یہ کہ حضرت سیّدنا اُویس قَرنی اور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہما سے منسوب اس واقعہ کو ہرگز بیان نہ کیا جائے، اور جو اس واقعہ کو حضور غوثِ پاک کی کرامت قرار دینے پر بضد اور مُصِر ہوں، اُن پر لازم ہے کہ پہلے اس واقعہ کی مکمل تحقیق کریں، اور کسی مستند ماخِذ سے اس کا حوالہ پیش کریں!۔

حضور غوثِ اعظم کا حنبلی مذہب اختیار کرنا

(۸) حضور غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالی سے جو واقعات غلط طَور پر مشہور ہیں، اُن میں ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ ایک رات آپ (غوثِ پاک) نے خواب دیکھا، کہ حضرت سیّدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالی عنہ بارگاہِ رسالت میں اپنی داڑھی پکڑے ہوئے عرض کر رہے ہیں، کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم! اپنے نواسے سے فرمائیے کہ اس بوڑھے (امام احمد بن حنبل) کی حمایت کرے، تو سرکارِ دو جہاں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

---

(۱) "حدائقِ بخشش" بدل یا فرد جو کامل ہے یاغوث، حصّہ ۲، ص۲۵۹۔
(۲) دیکھیے: "فتاوی رضویہ" "کتاب العقائد والکلام، ۱۸/ ۴۴، ۴۵۔

اے عبد القادر اس بزرگ کی عرض قبول کرلو، توارشادِ نبوی پر عمل کرتے ہوئے سیّدنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے نمازِ فجر حنبلی مصلّی پر (بطور امام) کھڑے ہو کر ادا فرمائی!۔

اُس دن امام کے علاوہ کوئی مقتدِی (نمازی) نہ تھا کہ جماعت کرائی جا سکے، مگر حضور غوثِ پاک کے تشریف لاتے ہی لوگوں کا اس قدر ہُجوم ہو گیا، کہ پاؤں رکھنے کی جگہ تک نہیں تھی۔ راوی کا بیان ہے کہ اگر اُس دن سیّدنا غوث اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ حنبلی مصلّی پر نماز نہ پڑھاتے، تو مذہبِ حنبلی کا کوئی پیَرو کار نہ رہتا!"[1]۔

جواب: یہ واقعہ بھی حقیقت سے دُور ہے؛ کیونکہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کبھی اپنا مسلک و مذہب تبدیل نہیں کیا۔ امام اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "حضور ہمیشہ سے حنبلی تھے، اور بعد کو جب عین الشریعۃ الکبریٰ تک پہنچ کر منصبِ اجتہادِ مطلق حاصل ہوا، مذہبِ حنبل کو کمزور ہوتا ہوا دیکھ کر اس کے مطابق فتوی دیا؛ کہ حضور محی الدین ہیں، اور دِینِ متین کے یہ چاروں سُتون ہیں، لوگوں کی طرف سے جس سُتون میں ضعف (کمزوری) آتا دیکھا، اس کی تقویت فرمائی"[2]۔

جنّت ودوزخ کو جلانے کی دھمکی

(۹) "تفریح الخاطر" میں مذکور ہے کہ حضور غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک مرید وفات پا گیا، منکَر نکیر کے سوالوں کے جواب دینے میں ناکام رہا، تو حضور غوثِ اعظم پردۂ غیب سے نمودار ہوئے اور فرشتوں سے کہا کہ اسے عذاب نہ دو، میری خاطر اسے چھوڑ دو، اور اس کی طرف سے میں جواب دیتا ہوں! لیکن بارگاہِ الٰہی سے پھر بھی

---

(۱) انظر: "تفریح الخاطر" المنقبة ٤١، صـ٤٩، ملخصاً.

(۲) دیکھیے: "فتاوی رضویہ" کتاب الرد والمناظرۃ، تاریخ وتذکرہ، ۵۵۱/۲۰۔

عذاب کا حکم آیا، جب فرشتے اس شخص کو عذاب دینے لگے، تو سیّدنا غوث پاک نے فرشتوں کے ہاتھوں سے ہتھوڑے لے لیے، اور انہیں خبردار کرتے ہوئے کہا کہ "اس شخص کے قریب نہ جانا؛ کیونکہ میرے اندر اس وقت عشقِ الٰہی کی آگ بھڑک رہی ہے، جو عقل وقیاس سے باہر ہے، لہذا مناسب یہی ہے کہ اس شخص سے الگ ہو جاؤ، ورنہ اس آگ سے جنّت اور دوزخ کو جلادُوں گا" اتنے میں منکَر نکیر کو اللہ رب العزّت کی طرف سے حکم ہوتا ہے، کہ میں نے اس شخص کو غوثِ پاک کے صدقے مُعاف کیا، اور اس کی مغفرت فرمادی"[1]۔

جواب: یہ کرامت بھی حضور غوثِ پاک سے غلط طَور پر منسوب ہے؛ کیونکہ اس میں کہا گیا ہے کہ بارگاہِ خداوندی سے حکم آجانے کے باوُجود، شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے کام میں رکاوٹ ڈالتے ہیں، انہیں اللہ کے حکم کے بجائے اپنا حکم ماننے پر مجبور کرتے ہیں، اور انہیں جنّت ودوزخ جلانے کی دھمکی دیتے ہیں۔ یہ چیز اسلامی تعلیمات کے خلاف اور دائرۂ قطبیت سے باہر ہے، نیز سرکار غوثِ اعظم کی شانِ والا صفات ایسی باتوں سے بہت بلند وبالا ہے! لہذا اسے کسی طَور پر بھی دُرست قرار نہیں دیا جاسکتا!۔

قدیم مؤلفین کی کتب میں ایسے واقعات کیوں مذکور ہیں؟

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قدیم مؤلِّفین کی کتب میں بعض مَن گھڑت اور خلافِ شریعت واقعات کیوں مذکور ہیں؟ اس کی متعدّد وُجوہات ہو سکتی ہیں، ان میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

---

(۱) انظر: "تفريح الخاطر" المنقبة ٤٨، صـ٥٤، ٥٥، ملخصاً.

(۱) قُرونِ ثلاثہ تک احادیثِ مبارکہ، واقعات، یہاں تک کہ اَشعار بیان کرنے کے لیے بھی، باقاعدہ سَند کا اہتمام کیا جاتا، لیکن بعد میں تاریخی واقعات، بزرگانِ دین کے حالات اور اَشعار وغیرہ کی تحقیق کے سلسلے میں پہلے جیسا اہتمام نہیں رہا، چنانچہ صحیح وغلط اور مستند وغیر مستند واقعات وروایات میں امتیاز مشکل ہوگیا، لہذا بعض خلافِ شریعت واقعات اور خلافِ واقعِ باتیں، غیر اِرادی طَور پر قدیم مؤلِّفین کی کتب کا حصہ بن گئیں۔

(۲) بہترین مؤرِّخ اور راوی وہ ہوتا ہے جو صحیح العقیدہ ہو، اور جو کچھ لکھے وہ حقائق کے عین مطابق ہو، نہ کسی بات کو چُھپائے، نہ کوئی غلط بات یا مَن گھڑت قصہ اپنی طرف سے بڑھائے۔ مگر بدقسمتی سے بعض مؤرِّخین اور راوی حضرات، اس معیار پر پورا نہ اُتر سکے، بلکہ انہوں نے اپنی مسلکی وابستگی اور بزرگوں سے عقیدت کی بنا پر، حددرجہ مُبالغہ آرائی سے کام لیا، یا پھر کسی شخص نے مسلکی تعصُّب کی بِنا پر حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کیا، اور اَولیائے کرام سے متنفر اور بدظن کرنے کے لیے، ان کتابوں میں خلافِ واقع باتوں کا اِضافہ کردیا۔

(۳) قدیم زمانے میں کتابوں کو محفوظ کرنے کے لیے اُن کے متعدّد قلمی نسخے (Manuscripts) تیار کیے جاتے تھے، اس کے لیے مختلف کاتب حضرات (Scribe) کا تعاوُن بھی حاصل کیا جاتا، اسی میں بسااَوقات بعض کاتب حضرات مصنِّف کی اجازت ورضا کے بغیر، محض اپنی عقیدت یا مسلکی تعصُب کی بنا پر، حاشیہ لگاکر کسی ایسی بات کا اِضافہ کردیتے، جو واقع کے خلاف ہوتی، مگر اس بات کا علم اُس وقت ہوتا تھا جب اُس قلمی نسخے کی متعدّد کاپیاں بناکر، مختلف بلاد میں پھیل چکی ہوتیں۔

چونکہ یہ کتب بھی سینکڑوں سال قدیم ہیں، چنانچہ عین ممکن ہے کہ اُن میں ایسے ہی اِلحاقات ہوئے ہوں، اور لوگوں نے اپنی مرضی کی باتیں ان کتابوں میں داخل کردی ہوں، ورنہ اُن بزرگوں اور اہلِ علم حضرات سے ایسی توقُّع ہرگز نہیں کی جاسکتی، کہ علمی اعتبار سے ایسی ہلکی اور بے بنیاد باتیں اپنی کتب میں درج کرلیں!۔

ستم بالائے ستم یہ کہ بعد کے ناشرین نے بھی بنا تحقیق کیے، قلمی نسخوں کے حواشی میں مذکور ایسی خلافِ شریعت باتوں کو متن کا حصہ بنا کر شائع کردیا، جس سے صحیح وغلط باہم خلط ملط ہو گئے، اور بعض مَن گھڑت واقعات بزرگوں سے منسوب ہو گئے!۔

باب ۴
غوثیتِ کُبریٰ سیّدنا غوثِ اعظم کو حاصل ہے
فصلِ اوّل: فضائل ومَناقب سیّدنا غوثِ اعظم

اللہ تعالی نے حضور غوثِ اعظم کی مانند کوئی ولی ظاہر نہیں فرمایا

سرکار غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیگر اَولیاء پر فضیلت حاصل ہے، اور تا قیامت جتنے ولی ہوں گے سب اُن کا ادب کریں گے، اس بارے میں امام ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر لخمی شَطنُوفی -قدّس سرّہ العزیز- نے کتاب مستطاب "بہجۃ الاَسرار" میں بسندِ مسلسل دو ۲ اکابر اَولیاء اللہ، مُعاصرینِ حضور غوثِ اعظم: حضرت سیّدی احمد ابن ابی بکر حریمی، اور حضرت ابو عمرو عثمان صریفینی -قدّس اللہ اَسرارہما- سے دو ۲ روایتیں بیان کیں:

پہلی روایت کی سَند: "أخبرَنا أبو المَعالي صالح بن أحمد بن علي البغدادي المالكي -سنةَ إحدَى وسبعين وستّمئة ٦٧١م- قال: أخبرَنا الشيخُ أبو الحسن البغدادي، المعروف بالْمُطَرِّز، قال: أخبرَنا شيخُنا الشيخ أبو السعود أحمد بن أبي بكر الحريمي به، سنةَ ثمانين وخمسمئة ٥٨٠م"[1].

دوسری روایت کی سَند: "أخبرَنا أبو المَعالي قال: أخبرَنا الشيخ

(١) "بهجة الأسرار" ذكر فصول من كلامه مرصَّعاً بشيءٍ من عجائب أحواله مختصراً، صـ٥٧، ملتقطاً.

أبو محمد عبد اللطيف البغدادي، المعروف بالمُطَرِّز ببغداد -سنة خمس وعشرين وستّمئة ٦٢٥م- قال: أخبرَنا شيخُنا أبو عَمرو عثمان الصريفيني"[1].

ان دونوں روایتوں کا متن یہ ہے کہ دونوں نے فرمایا: "واللهِ! ما أظهرَ اللهُ تعالى ولا يُظهِر إلى الوُجود، مثلَ الشيخ محيى الدِّين عبد القادر رضي الله تعالى عنه"[2] یعنی "خدا کی قسم! اللہ تعالی نے حضور غوثِ اعظم کے مثل، نہ کوئی ولی عالَم میں ظاہر کیا نہ کرے گا"۔

حضور غوثِ اعظم کو جُمہور اَولیاء پر سبقت حاصل ہے

امام ابو الحسن علی بن یوسف بن جریر لخمی شَطنُوفی -قدّس سرّہ العزیز- "بَہجۃ الاَسرار" میں حضرت سیّدی ابو محمد بن عبد بصری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ انہوں نے حضرت سیّدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے سنا: "ما أوصلَ اللهُ تعالى وَليّاً إلى مقام، إلّا وكان الشيخُ عبد القادر أعلاَه، ولا سقَى اللهُ حبيباً كأساً من حُبِّه، إلّا وكان الشيخُ عبد القادر أهناَه، ولا وهبَ اللهُ لمقرَّبٍ حالاً، إلّا وكان الشيخُ عبد القادر أجَلَّه، وقد أودعَه اللهُ تعالى سِرّاً مِن أسرارِه سبقَ به جُمهورَ الأولياء، وما اتخذَ اللهُ وليّاً كان أو يكون، إلّا وهو متأدِّبٌ معه إلى يوم القيامة"[3].

---

(١) المرجع نفسه، قـ٣٢.

(٢) المرجع السابق، صـ٥٧.

(٣) المرجع السابق، ذكر أبي محمد القاسم بن عبد البصري، صـ٣٢٦.

"اللہ تعالی نے جس ولی کو کسی مقام تک پہنچایا، شیخ عبد القادر جیلانی کا مقام اُس سے اعلیٰ ہے، اور جس پیارے کو اپنی محبت کا جام پلایا، شیخ عبد القادر کے لیے اُس سے بڑھ کر خوشگوار جام ہے، اور جس مقرَّب کو کوئی حال عطا فرمایا، شیخ عبد القادر کا حال اُس سے اعظم ہے، اللہ تعالی نے اپنے اَسرار سے وہ راز اِن میں رکھا ہے، جس کے سبب اِن کو جُمہور اَولیاء پر سبقت حاصل ہے، اور اللہ تعالی کے جتنے ولی ہوئے یا ہوں گے قیامت تک، سب شیخ عبد القادر کا اَدب کریں گے!" ؏

بقسم کہتے ہیں شاہانِ صریفین وحریم
کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا[۱]

تمام سعید وشقی (نیک وبد) سیّدنا غوثِ اعظم پر پیش کیے جاتے ہیں

امامِ اجلّ سیّدی نور الدین ابو الحسن علی شَطنوفی -قدّس سرّہ الروفی- (جنہیں امامِ جلیل عارف باللہ سیّدی عبد اللہ بن اسعد مکّی یافعی شافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے "مرآۃ الجنان"[۲] میں، الشیخ الامام الفقیہ العالم المُقرِی سے وصف کیا) کتابِ مستطاب "بَہجۃ الاَسرار" میں بعینہ خود روایت فرماتے ہیں: "أخبرَنا أبو محمّد عبدُ السّلام ابن أبي عبد الله محمّد بن عبد السّلام بن إبراهيم بن عبد السّلام البَصري الأصل،

(۱) "حدائقِ بخشش" وصل سوم ۳ در حُسنِ مُفاخرت اَز سرکار قادریت، حصّہ اوّل، ص۲۳، ۲۴۔
(۲) "مرآة الجنان" سنة ٥٦١، ٣/ ٢٦٨.

البغدادي المَولِد والدار -بالقاهرة سنةَ إحدَى وسبعين وستّمئة ٦٧١م- قال: أخبرَنا الشّيخ أبو الحسن علي بن سليمان البغدادي الخَبّاز- ببغداد سنة ثلاثٍ وثلاثين وستِّمئة ٦٣٣م- قال: أخبرَنا الشّيخان: الشيخ أبو القاسم عمر بن مسعود البزّارُ، والشيخ أبو حَفص عمر الكيماتي -ببغداد سنة إحدَى وتسعين وخمسمئة ٥٩١م- قالَا: كان شيخُنا الشيخ عبد القادر ﷛ يَمشي في الهواء على رُؤوس الأشهاد في مجلسه. ويقول: ما تطلع الشّمسُ حتّى تسلِّم عليَّ، وتَجيء السَّنةُ إليَّ وتسلِّم عليَّ وتُخبرني ما يَجري فيها، ويَجيء الشّهرُ ويسلِّم عليَّ ويُخبرني بما يَجري فيه، ويَجيء الأسبوعُ ويسلِّم عليَّ ويُخبرني بما يَجري فيه، ويَجيء اليومُ ويسلِّم عليَّ ويُخبرني بما يَجري فيه، وعِزّةِ رَبِّي! إنّ السُّعداءَ والأشقياءَ ليُعرَضونَ علَيَّ! عينِي في اللَّوح المحفوظ، أنا غائصٌ في بِحار علم الله ومُشاهَدتِه، أنا حجّةُ الله عليكم جميعِكم، أنا نائبُ رسولِ الله ﷺ ووارثُه في الأرض"[1].

"امام اجلّ حضرت ابو القاسم عمر بن مسعود، برادرِ حضرت ابو حفص عمر کیماتی ﷭ فرماتے ہیں: ہمارے شیخ حضور سیّدنا عبد القادر ﷛ اپنی مجلس میں بر ملا زمین سے بلند کُرۂ ہَوا پر مَشی فرماتے (چلا کرتے) اور ارشاد فرماتے کہ آفتاب طُلوع نہیں کرتا یہاں تک کہ مجھے سلام کرلے، نیا سال جب آتا ہے مجھے سلام کرتا، اور مجھے خبر دیتا ہے اس بارے میں جو کچھ اُس میں ہونے والا ہے، نیا ہفتہ جب آتا ہے مجھے سلام

---

(١) "بهجة الأسرار" ذكر كلمات أخبر بها عن نفسه ...إلخ، صـ٥٠.

کرتا، اور مجھے خبر دیتا ہے اس بارے میں جو کچھ اُس میں ہونے والا ہے، نیا دن جو آتا ہے مجھے سلام کرتا، اور خبر دیتا ہے اس بارے میں جو کچھ اُس میں ہونے والا ہے، مجھے اپنے رب کی عزّت کی قسم! کہ تمام سعید وشقی (خوش بخت وبدبخت) مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں! میری آنکھ لَوحِ محفوظ پر لگی ہے، یعنی لَوحِ محفوظ میرے پیشِ نظر ہے! میں اللہ کے علم ومُشاہدہ کے دریاؤں میں غَوطہ زَن ہوں! میں تم پر حجتِ الٰہی ہوں! میں رسول اللہ ﷺ کا نائب اور زمین میں حضور کا وارِث ہوں!"۔

صدقتَ يا سيِّدي والله! فإنّما أنتَ كلّمتَ عن يقين، لا شكَّ فيه ولا وَهمَ يَعتريه! إنّما تُنطَق فتَنطِق، وتُعطَى فتفرِّق، وتؤمَر فتَفعَل، والحمد لله ربّ العالمين![1].

دِل کے اندیشوں اور اَفکار پر حضور غوثِ اعظم کا تصرُّف

مولانا علی قاری -علیہ رحمۃ الباری- کتابِ مستطاب "نزهة الخاطِر الفاتِر في ترجمة سيِّدي الشريف عبد القادر" رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں: "روَى الشّيخُ الجليل أبو صالح المغربي رحمہ اللہ تعالیٰ أنّه قال: قال لي سيِّدي الشيخ شعَيب أبو مَديَن قدس سرہ: يا أبا صالح! سافِر إلى بغداد وأتِ الشيخَ محيي الدّين عبد القادر؛ لِيعلِّمَكَ الفَقرَ، فسافرتُ إلى بغداد، فلمّا رأيتُه رأيتُ رجلاً ما رأيتُ أكثرَ هَيبةً منه! -فسَاقَ الحديثَ[2] إلى آخره إلى

(۱) دیکھیے: "فتاوی رضویہ" "کتاب المناقب والفضائل، رسالہ "الأمن والعُلى" ۱۹/۲۱۳، ۲۱۴۔

(۲) اس کتاب میں جہاں جہاں بزرگانِ دین کے فرامین کے شروع یا آخر میں لفظ "الحديث" مذکور ہے، وہاں اُس سے مراد رسولِ اکرم ﷺ کا فرمانِ مبارک نہیں، بلکہ اس سے مراد =

أن قال-: قلتُ: يا سيِّدي! أريدُ أن تمدَّني منك بهذا الوصفَ، فنظرَ نظرةً فتفرّقتْ عن قَلبي جَواذِبُ الإرادات، كما يتفرّق الظّلامُ بهُجوم النَّهار، وأنا الآنَ أُنفِق من تلك النّظرةِ"[۱].

"شیخ جلیل ابو صالح مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کی، کہ مجھ سے میرے شیخ حضرت شعیب ابو مدیَن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے ابو صالح! سفر کرکے بغداد حضرت شیخ محی الدین عبد القادر کی بارگاہ میں حاضر ہو؛ تاکہ وہ تمہیں فقر (تصوُف) تعلیم فرمائیں، میں بغداد شریف گیا، جب حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا، میں نے اِس ہیبت وجلال کا کوئی بندۂ خدا نہیں دیکھا تھا، حضور نے مجھ کو ایک سو بیس ۱۲۰ دن، یعنی تین ۳ چلّے خلوَت میں بٹھایا، پھر میرے پاس تشریف لائے اور قبلہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: اے ابو صالح اِدھر کو دیکھو! تمہیں کیا نظر آتا ہے؟ میں نے عرض کی: کعبۂ معظّمہ۔ پھر مغرب کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: اِدھر کو دیکھو! تمہیں کیا نظر آتا ہے؟ میں نے عرض کی: میرے پیر ابو مدیَن۔ فرمایا: کدھر جانا چاہتے ہو، کعبہ کو یا اپنے پیر کے پاس؟ میں نے عرض کی: اپنے پیر کے پاس، فرمایا: ایک قدم میں جانا چاہتے ہو یا جس طرح آئے تھے ویسے؟ میں نے عرض کی: بلکہ جس طرح آیا تھا۔ فرمایا: یہ افضل ہے! پھر فرمایا: اے ابو صالح! اگر تم فقیری (تصوُف) چاہو تو ہرگز اس تک بے زینہ نہیں پہنچ سکتے! اور اس کا زینہ توحید ہے، اور توحید کا مدار یہ ہے کہ عینُ السِّر کے ساتھ دل سے ہر

=

سیدّنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بزرگانِ دین کے وہ اقوال وفرامین ہیں، جو مکمل سَند اور صحت کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔

(۱) "نزهة الخاطر" صـ٤٧.

خطرہ (اندیشہ وفکر) کو مٹادو، لَوحِ دل بالکل پاک صاف کرلو، میں نے عرض کی: اے میرے آقا! میں چاہتا ہوں کہ حضور اپنی مدد سے یہ صفت مجھے عطا فرما دیں! یہ سن کر حضور نے ایک نگاہِ کرم مجھ پر فرمائی، کہ اِرادوں کی تمام کششیں میرے دل سے ایسے کافُور ہوگئیں، جیسے دن کے آنے سے رات کی اندھیری غائب ہوجاتی ہے، اور میں آج تک حضور کی اُسی ایک نگاہ سے سارے کام چلا رہا ہوں!"۔

دیکھیے! خاطر پر اس سے بڑھ کر اَور کیا قبضہ ہوگا؟ کہ ایک نگاہ میں دل کو تمام خطرات سے پاک فرما دیا! اور نہ فقط اسی وقت، بلکہ ہمیشہ کے لیے![1]۔

اسی روایتِ جلیلہ میں ہے کہ حضرت صالح یہ روایت فرما چکے، تو حضرت سیّد عمر بزّاز قدّس سرّہ نے فرمایا: "وأنا أيضاً كنتُ جالساً بين يدَيه في خلوَته، فضربَ بيدِه في صدري، فأشرقَ في قلبي نورٌ على قدرِ دائرةِ الشّمس، ووجدتُ الحقَّ من وقتِي، وأنا إلى الآنَ في زيادةٍ من ذلك النّور"[2]. "یونہی میں بھی ایک روز حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے سامنے حضور کی خلوَت میں حاضر تھا، حضور نے اپنا دستِ مبارک میرے سینے پر مارا، فوراً ایک نُور دائرۂ آفتاب کے برابر میرے دل میں چمک اٹھا، اور اُسی وقت سے میں نے حق کو پالیا، اور آج تک وہ نُور ترقی کر رہا ہے!"۔

---

(۱) دیکھیے: "فتاوی رضویہ" "کتاب المناقب والفضائل، رسالہ "فقهُ شَهَنشَاهْ وأنّ القلوبَ بيدِ المحبوب بعطاء الله" ۱۹/۴۳۷، ۴۳۸۔

(۲) "بهجة الإسرار" ذكر فصول من كلامه مرصّعاً ...إلخ، صـ۱۰۵، ملتقطاً.

حق وباطل میں تمیز کی معرفت

امامِ ممدوح شیخ ابو الحسن علی شَطنوفی رحمۃ اللہ تعالی "بہجۃ الاَسرار" میں روایت کرتے ہیں: "حدّثنا الشّيخُ أبو الفتوح محمّد ابن الشيّخ أبي المَحاسن يوسف بن إسماعيل التَّيمي البكري البغدادي قال: أخبرَنا الشّيخُ الشّريف أبو جعفر محمّد ابن أبي القاسم العَلَوي قال: أخبرَنا الشّيخُ العارف أبو الخير بشر بن محفوظ ببغداد بمنزله" ...الحديث.

یعنی "ہم سے شیخ ابو الفتوح محمد صدّیقی بغدادی نے روایت کی، کہ ہم کو سیّد ابو جعفر محمد عَلَوی نے خبر دی، کہ ہم سے شیخ عارف باللہ ابو الخیر بشر بن محفوظ بغدادی نے اپنے دَولت خانے پر بیان فرمایا، کہ ایک روز میں اور بارہ ۱۲ اَصحاب دیگر (جن کے نام روایت میں مفصَّل مذکور ہیں) خدمتِ اقدس حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ میں حاضر تھے، کہ حضور نے فرمایا: "لِيطلبَ كلُّ مِنكم حاجةً أُعطِيها له!". "تم میں سے ہر ایک اپنی ایک ایک مراد مانگے؛ تاکہ ہم عطا فرمائیں!" (اس پر دس ۱۰ صاحبوں نے دینی حاجتیں متعلقِ علم ومعرفت، اور تین ۳ شخصوں نے دنیوی عہدہ ومنصب کی مرادیں مانگیں، جو بتفصیل مذکور ہیں) حضور پُرنور رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: "كُلًّا نمدُّ هؤلاء وهؤلاء من عطاءِ ربِّك، وما كان عطاءُ ربِّك محظوراً!". "ہم ان اہلِ دِین اور ان اہلِ دنیا سب کی مدد کرتے ہیں تیرے رب کی عطا سے، اور تیرے رب کی عطا پر کوئی روک نہیں!"۔

خدا کی قسم! جس نے جو مانگا تھا پایا، میں نے یہ مراد چاہی تھی کہ ایسی معرفت مل جائے کہ وارِداتِ قلبی میں مجھے تمیز ہو جائے، کہ یہ وارِد اللہ تعالی کی طرف سے ہے

اور یہ نہیں (اَوروں کو اُن کی مرادیں ملنے کی تفصیل بیان کر کے فرماتے ہیں): "وأمّا أنا، فإنّ الشيخَ رضي الله تعالى عنه وضعَ يدَه على صدرِي، وأنا جالسٌ بين يدَيه في مجلسِه ذلك، فوجدتُ في الوقت العاجِل نوراً في صدرِي، وأنا إلى الآنَ أفرِّق به بين مَوارِد الحقّ والباطل، وأميِّزُ به بين أحوال الهُدى والضَّلال، وكنتُ قبل ذلك شديدَ القَلق؛ لالتباسِها عليَّ"[1] "میری یہ کیفیت ہوئی کہ میں حضور کے سامنے حاضر تھا، حضور نے اُسی مجلس میں اپنا دستِ مبارک میرے سینے پر رکھا، فوراً ایک نُور میرے سینے میں چمکا کہ آج تک میں اُسی نور سے تمیز کرلیتا ہوں، کہ یہ وارِدِ حق ہے اور یہ باطل، یہ حالِ ہدایت ہے اور یہ گمراہی۔ اس سے پہلے مجھے تمیز نہ ہوسکنے کے باعث سخت قَلَق رہا کرتا تھا"۔

آپ کو علمِ لدُنی عطا ہونا

امام ممدوح شیخ ابوالحسن علی شَطنوفی رحمہ اللہ تعالیٰ کتابِ جلیل "بَہجۃ الاَسرار" میں اس سَندِ عالی سے راویت کرتے ہیں کہ "أخبرَنا أبو محمّد الحسن ابن أبي عمران القرشي، وأبو محمّد سالم بن علي الدمياطي قال: أخبرَنا الشيخُ العالم الربّاني شِهابُ الدّين عمر السُهروَردي" ...الحديث. "ہمیں ابو محمد قرشی وابو محمد دمیاطی نے خبر دی، دونوں نے فرمایا کہ ہمیں حضرت شیخ الشُیوخ شِہاب الحق والدین عمر سُہرَوَردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ "سردارِ سلسلۂ سُہرَوَردیّہ نے خبر دی، کہ مجھے جوانی میں علمِ کلام (عقائدِ فلسفیہ) کا بڑا شَوق تھا، میں نے اس کی کتابیں اَزبر (حفظ) کررکھی تھیں، اور اس علم میں خُوب ماہر ہوگیا تھا، میرے عمِّ مکرَم (چچا جان) پیرِ معظّم حضرت سیّدی

---

(۱) المرجع نفسه، صـ٦٨.

نجیب الدین عبد القاہر سُہروَردی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ مجھے منع فرماتے اور میں باز نہ آتا تھا، ایک روز مجھے ساتھ لے کر بارگاہِ غوثیت پناہ میں حاضر ہوئے، راہ میں مجھ سے فرمایا: اے عمر! ہم اس وقت اُن کے حضور حاضر ہونے کو ہیں، جن کا دل اللہ تعالی کی طرف سے خبر دیتا ہے، دیکھو! ان کے سامنے باحتیاط حاضر ہونا؛ تاکہ ان کے دیدار سے برکت پاؤ!۔

جب ہم حاضرِ بارگاہ ہوئے، میرے پیر صاحب نے حضور سیّدنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے عرض کی: اے میرے آقا! یہ میرا بھتیجا علمِ کلام میں آلودہ ہے، میں منع کرتا ہوں مگر نہیں مانتا۔ حضور نے مجھ سے فرمایا: اے عمر! تم نے علمِ کلام میں کونسی کتاب حفظ کی ہے؟ میں نے عرض کی کہ فُلاں فُلاں کتابیں "فأمرَّ يدَه على صدرِي، فوالله! ما نزعَها وأنا أحفَظُ من تلك الكتب لفظةً، وأنسَاني اللهُ جميعَ مَسائلَها، ولكن وفّرَ اللهُ في صدري العلمَ اللّدُني في الوقت العاجِل، فقمتُ من بين يدَيه وأنا أنطقُ بالحكمة، وقال لي: يا عمر! أنتَ آخِرُ المشهورِين بالعراق. قال: وكان الشّيخُ عبد القادر رضي الله تعالى عنه سلطانَ الطّريق، والمتصرّفَ في الوُجود على التحقيق "[1].

"حضور نے دستِ مبارک میرے سینے پر پھیرا، خدا تعالی کی قسم! ہاتھ ہٹانے نہ پائے تھے کہ مجھے اُن کتابوں میں سے ایک لفظ بھی یاد نہ رہا، اور اُن کے تمام مَطالب اللہ تعالی نے مجھے بُھلا دیے! ہاں اللہ تعالی نے میرے سینے میں فوراً علمِ لدُنی بھر دیا، تو میں حضور کے پاس سے علمِ الٰہی کا گویا ہو کر اُٹھا۔ اور حضور نے مجھ سے فرمایا کہ ملکِ عراق میں سب سے آخری ناموَر شخصیت تم ہوگے، یعنی تمہارے بعد عراق

---

(١) المرجع السابق، صـ٦٩، ٧٠، ملتقطاً.

بھر میں کوئی اس درجۂ شہرت کو نہ پہنچے گا!۔ اس کے بعد امام شیخ الشُّیوخ سُہرَوردی فرماتے ہیں، کہ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادشاہِ طریقت ہیں، اور تمام عالَم میں یقیناً تصرُّف فرمانے والے ہیں" رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

امام ابو الحسن علی بن یوسف شافعی لخمی بسندِ خود حضرت شیخ نجم الدین تفلیسی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت فرماتے ہیں کہ "میرے شیخ حضرت شیخ الشُّیوخ (شِہاب الحق والدین عمر سُہرَوردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے مجھے چالیسویں ۴۰ روز بغدادِ مقدّس میں چلّے میں بٹھایا تھا، کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ الشُّیوخ ایک بلند پہاڑ پر تشریف فرما ہیں، اور ان کے پاس بکثرت جَواہر ہیں، اور پہاڑ کے نیچے انبوہِ کثیر جمع ہے، حضرت شیخ پیمانے بھر بھر کروہ جَواہر خَلق پر پھینکتے ہیں اور لوگ لُوٹ رہے ہیں، جب جَواہر کمی پر آتے ہیں خود بخود بڑھ جاتے ہیں، گویا چشمے سے اُبل رہے ہیں، دن ختم کر کے میں خلوَت سے باہر نکلا، اور حضرت شیخ الشُّیوخ کی خدمت میں حاضر ہوا؛ تاکہ جو دیکھا تھا عرض کروں! ابھی میں کہنے نہ پایا تھا کہ حضرت شیخ نے فرمایا کہ تم نے جو دیکھا وہ حق ہے، اور اس جیسے کتنے ہی اَور بھی ہیں!۔ یعنی صرف اتنے ہی جَواہر نہیں جو تم نے دیکھے، بلکہ اتنے اتنے اَور بہت سے ہیں۔ یہ وہ جَواہر ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علمِ کلام کے بدلے میرے سینے میں بھر دیے"[1] رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اس سے بڑھ کر دِلوں پر قابو اَور کیا ہوگا؟ کہ ایک ہاتھ مار کر تمام حفظ کی ہوئی کتابیں یکسر مَحو فرمادیں! کہ نہ ان کا ایک لفظ یاد رہے، نہ اس علم کا کوئی مسئلہ، اور ساتھ ہی علمِ لدُنی سے سینہ بھر دیں![2]۔

---

(۱) المرجع السابق، صـ۷۰، ۷۱.

(۲) دیکھیے: "فتاویٰ رضویہ" "کتاب المناقب والفضائل، رسالہ "فقہُ شَہنشَاہْ" ۱۹/۴۴۲، ۴۴۳۔

آنِ واحد میں اکابر علماء کو عُمر بھر کا پڑھا لکھا بُھلا دینا اور پھر واپس عطا فرمانا

امام ابو الحسن علی شَطنوفی رحمۃ اللہ علیہ کتابِ جلیل الفُتوح "بَہجۃ الاَسرار" میں اِس سندِ عالی سے راویت کرتے ہیں: "حدّثنا الشّیخُ الصّالح أبو عبد الله محمّد بن كامل ابن أبي المعالي الحسيني قال: سمعتُ الشيخَ العارف أبا محمّد مفرج بن نبهان بن ركاف الشَيباني". "ہم سے شیخ صالح ابو عبداللہ محمد حسینی نے بیان کیا، کہ میں نے شیخ عارف باللہ ابو محمد مفرج کو فرماتے سنا، کہ جب حضور پُر نور شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شہرہ ہوا، فقہائے بغداد سے سو ۱۰۰ فقہاء جو فقاہت میں سب سے اعلیٰ اور نہایت ذہین تھے، اس بات پر متفق ہوئے کہ اَنواعِ علوم میں سے سو ۱۰۰ مختلف مسئلے حضور سے پوچھیں، ہر فقیہ اپنا جُدا مسئلہ پیش کرے؛ تاکہ وہ جواب نہ دے پائیں! یہ مشورہ گانٹھ کر سو ۱۰۰ مسئلے الگ الگ چھانٹ کر حضورِ اقدس کی مجلسِ وعظ میں آئے، حضرت شیخ مفرج فرماتے ہیں کہ میں اُس وقت مجلسِ وعظ میں حاضر تھا، جب وہ فقہاء آکر بیٹھ لیے، حضور پُر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر مبارک جھکایا، اور سینۂ انور سے نُور کی ایک بجلی چمکی، جو کسی کو نظر نہ آئی سوائے اس کے جسے خدا نے چاہا، اس بجلی نے ان سب فقہاء کے سینوں پر دَورہ کیا، جس جس کے سینے پر گزرتی ہے وہ حیرت زدہ ہو کر تڑپنے لگتا ہے، پھر وہ سب فقہاء ایک ساتھ چلّانے لگے اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے، اور سر ننگے ہو کر منبرِ اقدس پر گئے، اور اپنے سر حضور پُر نور کے قدموں پر رکھے، تمام مجلس سے ایک شور اٹھا، جس سے میں نے سمجھا کہ بغداد پھر سے ہل گیا ہے، حضور پُر نور اُن فقہاء کو ایک ایک کر کے اپنے سینۂ مبارک سے لگاتے اور فرماتے: تیرا سوال یہ ہے اور اُس کا جواب یہ ہے، یونہی اُن سب کے مسائل اور اُن کے جواب ارشاد فرمادیے۔

جب مجلس مبارک ختم ہوئی تو میں اُن فقہاء کے پاس گیا اور ان سے کہا، کہ یہ تمہارا حال کیا ہوا تھا؟ بولے: "لما جلسنا فقدنا جميعَ ما نعرفه من العلم، حتّى كأنّه نسخَ منّا فلم يَمُرّ بنا قطّ، فلمّا ضمَّنا إلى صدره رجعَ إلى كلٍّ منّا ما نزعَ عنه من العلم، ولقد ذكرَنا مسائلَنا الّتي هيّأناها له، وذكرَ فيها أجوبتَه"[۱] "جب ہم وہاں بیٹھے، جتنا آتا تھا دفعۃً سب ہم سے گم ہو گیا، ایسا مٹ گیا کہ گویا کبھی ہمارے پاس سے ہو کر نہ گزرا تھا، جب حضور نے ہمیں اپنے سینہ مبارک سے لگایا، ہر ایک کے پاس اُس کا چھینا ہوا علم پلٹ آیا، ہمیں وہ اپنے مسئلے بھی یاد نہ رہے تھے جو حضور کے لیے تیار کر کے لے گئے تھے، حضور نے وہ مسائل بھی ہمیں یاد دلائے، اور ان کے وہ جواب ارشاد فرمائے جو ہمارے وَہم و گمان میں بھی نہیں تھے!"۔

اس سے زیادہ قلوب پر اَور کیا قبضہ درکار ہے؟ کہ ایک آن میں اکابر علماء کو تمام عمر کا پڑھا لکھا سب بُھلا دیں، اور پھر ایک آن میں عطا فرما دیں![۲]۔

تمام اَولیاء کے قُلوب واَحوال پر تصرُّف

امام ابو الحسن علی شَطنوفی رحمہ اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ "أخبرَنا الشيخُ أبو الحسن علي بن عبد الله الأبهَري، وأبو محمّد سالم الدمياطي الصُوفي قالَا: سمعنا الشيخَ شِهاب الدّين السُهروَردي" ...الحديث. "ہمیں شیخ ابو الحسن اَبہری اور ابو محمد سالم الدمیاطی الصُوفی نے خبر دی، دونوں نے فرمایا کہ ہم نے حضرت شیخ الشُیوخ شِہاب الدّین سُہرَوردی کو فرماتے سنا، کہ

(۱) "بهجة الإسرار" ذكر وعظه رضي الله تعالى عنه، صـ۱۸۵.

(۲) دیکھیے: "فتاویٰ رضویہ" "کتاب المناقب والفضائل، رسالہ "فقهُ شَهنشَاه" ۱۹/۴۴۳۔

میں ۵۶۰ھ میں اپنے شیخ معظّم وعمِّ مکرّم حضرت سیّدی نجیب الدین عبد القاہر سُہرَوردی کے ہمراہ حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے حضور حاضر ہوا، میرے شیخ نے حضور کے ساتھ عظیم ادب برتا، اور حضور کے ساتھ ہمہ تن گوش بے زبان ہو کر بیٹھے رہے، جب ہم مدرسۂ نظامیہ کو واپس آئے تو میں نے اِس ادب کا حال پوچھا؟ فرمایا: "كيف لا أتأدّبُ مع مَن صرفَه مالِكي في قلبي وحالي، وقلوبِ الأولياء وأحوالِهم، إن شاء أمسكَها وإن شاء أرسلَها"[1] "میں کیونکر اُن کا ادب نہ کروں؟ جن کو میرے مالک (رب تعالی) نے میرے دل اور میرے حال، اور تمام اَولیاء کے قلوب واَحوال پر تصرُّف بخشا ہے! چاہیں تو روک لیں، چاہیں چھوڑ دیں!"۔

کہیے قُلوب پر کیسا عظیم قبضہ ہے[2]؟!

لوگوں کے دل حضور غوثِ اعظم کی مٹھی میں ہیں

امام ابو الحسن علی شَطنوفی قدس سرہ سندِ صحیح سے روایت فرماتے ہیں: "حدّثنا الشّيخُ أبو محمّد القاسم بن أحمد الهاشمي الحرمي الحنبلي قال: أخبرَنا الشيخ أبو الحسن علي الخَبّاز قال: أخبرَنا الشّيخ أبو القاسم عمر بن مسعود البزّاز" ...الحديث. "شیخ ابو محمد ہاشمی ساکنِ حرم محترم نے ہم سے بیان کیا، کہ انہیں عارف باللہ حضرت ابو الحسن علی خَبّاز نے خبر دی، کہ انہیں امامِ اَجلّ عارفِ اکمل سیّدی عمر بزّاز نے خبر دی، کہ میں ۱۵ جُمادَی الآخرہ ۵۵۶ھ بروز جمعہ

---

(۱) "بهجة الإسرار" ذكر الشيخ أبو النجيب عبد القاهر السُهروردي، صـ۴۳۸، ۴۳۹، ملتقطاً.

(۲) دیکھیے: "فتاوی رضویہ" "کتاب المناقب والفضائل، رسالہ "فقهُ شَهَنشَاهْ" ۱۹/۴۴۴۔

حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ جامع مسجد کو جارہا تھا، راستے میں کسی شخص نے حضور کو سلام نہیں کیا، میں نے اپنے جی میں کہا کہ سخت تعجب ہے! ہر جمعہ کو تو خلائق کا حضور پر وہ اِزدِحام ہوتا ہے، کہ ہم مسجد تک بمشکل پہنچ پاتے ہیں، آج کیا ماجرا ہے کہ کوئی سلام تک نہیں کرتا؟! یہ بات ابھی میرے دل میں پوری آنے بھی نہ پائی تھی کہ حضور پُرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبسّم فرماتے ہوئے میری طرف دیکھا، اور فوراً لوگ سلام ونیاز کے لیے چاروں طرف سے دَوڑ پڑے، یہاں تک کہ میرے اور حضور کے بیچ میں حائل ہوگئے، میں اِس ہُجوم میں حضور سے دُور رہ گیا، میں نے اپنے جی میں کہا کہ اِس حالت سے تو وہی پہلا حال اچھا تھا! یعنی دَولتِ قُرب تو نصیب تھی! یہ خطرہ میرے دل میں آتے ہی معًا حضور نے میری طرف پھر کر دیکھا اور تبسُّم فرمایا، اور ارشاد فرمایا کہ اے عمر تم ہی نے اس کی خواہش کی تھی!"أوَ ما علمتَ أنّ قلوبَ النّاس بيدِي، إن شئتُ صرفتُها عنّي، وإن شئتُ أقبلتُ بها إليَّ"[1]. "کیا تمہیں نہیں معلوم کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں، چاہوں تو اپنی طرف سے پھیر دُوں، اور چاہوں تو اپنی طرف متوجّہ کر لُوں" رضي الله تعالى عنه ورحمنا به، وجعلنا له وبه وإليه، ولم يقطعنا بجاهِه لدَيه، آمين![2].

سیّدنا غوثِ اعظم کی بات کو جھٹلانا تمہارے دین کے حق میں زہرِ ہلاہل ہے

امام ابو الحسن علی شَطنوفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "حدّثنا الشّيخ الفقيه

---

(۱) "بهجة الإسرار" ذكر فصول من كلامه مرصَّعاً بشيء ...إلخ، صـ۱۴۸، ۱۴۹، ملتقطاً.

(۲) دیکھیے: "فتاویٰ رضویہ" "کتاب المناقب والفضائل، رسالہ "فقهُ شَهَنشَاه" ۱۹/۴۴۴، ۴۴۵۔

أبو الحسن علي بن الشيخ أبي العبّاس أحمد بن المبارك البغدادي الحريمي، قال: أخبرنا الفقيه أبو محمد عبد القادر بن عثمان التيمي الحنبلي، قال: أخبرنا الشّيخ محمّد بن عبد اللطيف التّرمسي البغدادي الصّوفي، قال: كان شيخُنا الشيخ محيّ الدّين عبد القادر رضي الله تعالى عنه إذا تكلّم بالكلام العظيم يقول عقيبه: بالله قُولوا! "صدقتَ" وإنّما أتكلَّمُ عن يقين لا شكَّ فيه، إنّما أُنطَق فأَنطق، وأُعطَى فأُفرِّق، وأُومَر فأفعَل، والعهدةُ على مَن أمرَني، والدِيةُ على العاقلة، تكذيبُكم لي سمٌّ ساعةً لأديانكم، وسببٌ لذَهاب دُنياكم وأُخراكم! أنا سيّافٌ، أنا قتّالٌ ويحذّركم الله نفسَه، لولا لجامُ الشريعة على لساني، لأخبرتُكم بما تأكلون وما تدّخِرون في بُيوتكم! أنتم بين يدَيّ كالقوارير يُرى ما في بُطونكم وظواهركم، لولا لجامُ الحكم على لساني، لَنطقَ صاعُ يوسفَ بما فيه، لكن العلمَ مستجيرٌ بذَيل العالم؛ كَيلا يُبدِئَ مكنونَه"[1].

"حضور پُر نور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کوئی عظیم بات فرماتے، اس کے بعد ارشاد فرماتے: تم پر اللہ عزّوجلّ کا عہد ہے کہ کہو: "حضور نے سچ کہا!" میں اس یقین سے کلام فرماتا ہوں جس میں اصلاً کوئی شبہ نہیں، میں کہلوایا جاتا ہوں تو کہتا ہوں، اور مجھے عطا کیا جاتا ہے تو میں تقسیم کرتا ہوں، اور مجھے حکم ہوتا ہے تو کلام کرتا ہوں، اور ذمّہ داری اُس پر ہے جس نے مجھے حکم دیا، اور خون بہا مددگاروں پر، تمہارا میری بات کو جھٹلانا تمہارے دین کے حق میں زہرِ ہلاہل ہے جو فوراً ہلاک کردے، اور اس

(١) "بهجة الأسرار" ذكر كلمات أخبر بها عن نفسه ...إلخ، صـ٥٤، ٥٥، ملتقطاً.

میں تمہاری دنیا وآخرت کی بربادی ہے، میں تیغ زَن ہو، میں سخت کش ہوں، اور اللہ تعالی تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے، اگر میری زبان پر شریعت کی روک نہ ہوتی، تو میں تمہیں بتا دیتا جو تم کھاتے ہو، اور جو کچھ اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو! تم سب میرے سامنے شیشے کی طرح ہو، تمہارے صرف ظاہر نہیں، بلکہ جو کچھ تمہارے دلوں کے اندر ہے، وہ سب بھی ہمارے پیشِ نظر ہے! اگر میری زبان پر حکمِ الٰہی کی روک نہ ہوتی، تو یوسف کا پیمانہ خود بول اٹھتا کہ اس میں کیا ہے! مگر بات یہ ہے کہ عالم کے دامن سے علم لپٹا ہوا پناہ مانگ رہا ہے، کہ راز کی باتیں فاش نہ کرے!" انتہی۔

صدقتَ يا سيِّدي! والله أنت الصّادقُ المصدوقُ مِن عند الله، وجليُّ لسانِ رسولِ الله، صلّى الله تعالى عليه وعليك وبارَك وسلَّم وشرّف ومجّد وعظَّم وكرَّم[1].

سرکارِ غوثیت کی عطا سے شیخ خلیل صرصری کا مرتبۂ قطبیت پر فائز ہونا

"بَہجۃ الاَسرار" میں شیخ ابو الحسن علی شَطنوفی رحمہ اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ

"أخبرَنا الشيخُ الشّريف أبو جعفر محمّد ابن أبي القاسم العَلَوي الحسَني قال: أخبرَنا الشيخُ العارف أبو الخير محمّد بن محفوظ قال: كنتُ أنا (وفُلانٌ وفُلانٌ عدَّ عشرةَ أنفُس من طالبِي الآخِرة، وثلاثةً من أهل الدّنيا) حاضرين عند شيخنا الشيخ محيِّ الدّين عبد القادر الجيلي رضي الله تعالى عنه فقال: لِيطلبَ كلٌّ منكم حاجةً أعطيها له (فذكر حوائجَهم منها) قال الشّيخُ خليل بن الصرصري: أُريدُ أن لا أموتَ

(۱) دیکھیے: "فتاوی رضویہ" "کتاب المناقب والفضائل، رسالہ "فقهُ شَهَنشَاهْ" ۴۴۶/۱۹۔

حتّى أنالَ مقامَ القُطبيّة، قال: فقال الشيخُ عبد القادر ﷺ: كُلًّا نمدُّ هؤلاء وهؤلاء من عطاءِ ربّك، وما كان عطاءُ ربِّك محظوراً! قال: فوالله لقد نالوا كلُّهم ما طلبوا!"[1].

"ہمیں شیخ شریف ابو جعفر محمد ابن ابی القاسم عَلَوی حسنی نے بحوالہ شیخ ابو الخیر خبر دی، کہ ایک روز عارف باللہ ابو الخیر محمد بن محفوظ، اور دیگر دس ۱۰ حضرات طالبانِ آخرت، اور تین ۳ شخص طالبانِ وزارت وغیرہا مَناصبِ دنیا، حاضرِ بارگاہِ عالَم پناہ سرکارِ غوثیت تھے، حضور نے ارشاد فرمایا کہ ہر ایک اپنی حاجت عرض کرے؛ تاکہ میں اسے عطا فرماؤں! سب نے اپنی اپنی دینی ودُنیوی مُرادیں عرض کیں، ان میں شیخ خلیل صرصری کی عرض یہ تھی کہ میں اپنی زندگی میں مرتبۂ قُطبیت پاؤں! حضور نے فرمایا: ہم اِن کی اور اُن سب کی مدد کرتے ہیں رب کی عطا سے! اور تیرے رب کی عطا پر کوئی روک نہیں! عارف موصوف فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم جس نے جو مانگا تھا پالیا!"۔

اسی کتاب میں حضرت سیّد ابو عَمرو عثمان بن یوسف، حضرت علی بن سلیمان خَبّاز، اور حضرت ابو الغیث ابنِ جمیل یمنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے کہ ان سب نے فرمایا: "قطبَ رجلٌ ببغداد يقال له: الشيخ خليل الصرصري رحمہ اللہ تعالیٰ، قبل موته بسبعةِ أيّام"[2] "حضرت خلیل صرصری اپنی وفات سے سات ۷ دن پہلے، بغداد میں قُطب بنائے گئے"۔

---

(۱) "بهجة الأسرار" ذكر فصول من كلامه مرصَّعاً بشيء ...إلخ، صـ٦٦، ٦٧، ملتقطاً.

(۲) المرجع نفسه، صـ٦٩، ملتقطاً.

شہنشاہِ بغداد شیخ عبد القادر جیلانی کا وسیلہ حاجت بَر آری کا ذریعہ ہے

شہنشاہِ بغداد شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا وسیلہ حاجت بَر آری کا سبب ہے۔

اس بارے میں امام اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ "فاضل (ملّا) علی قاری "نزہۃ الخاطر"، اور امام شَطنوفی "بَہجۃ الاَسرار"، اور امام یافعی اپنی بعض تالیفات میں، اور شیخ محقِق عبد الحق محدِّث دہلوی "اَخبار الاَخیار" میں، اس جنابِ ملائک رکاب سے روایت کرتے ہیں کہ حضور فرماتے ہیں: "مَن توسّلَ بي في شدّةٍ فُرجتْ عنه، ومَن استغاثَ بي في حاجةٍ قُضيتْ له، ومَن صلّى بعد المغرب ركعتَين ثمّ يصلّي ويسلّم على النّبي، ثمّ يَخطُو إلى جهةِ العراق إحدَى عشرةَ خُطوَةً يذكر فيها اسمِي، قَضَى اللهُ حاجتَه!"[۱].

"جو کسی سختی میں مجھ سے توسُّل کرتا ہے، اُس کی وہ سختی دُور ہو جاتی ہے، اور جو کسی حاجت میں مجھ سے فریاد کرتا ہے، اُس کی وہ حاجت بَر آتی (پوری ہوتی) ہے، اور جو بعد نمازِ مغرب دو ۲ رکعتیں پڑھے، پھر نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر دُرود وسلام بھیجے، پھر عراق کی طرف گیارہ ۱۱ قدم چلے، ہر قدم پر میرا نام لیتا جائے، اللہ تعالی اُس کی حاجت رَوا فرمائے!""[۲]۔

---

(۱) المرجع السابق، ذكر فضل أصحابه وبُشراهم، صـ۱۹۷، ملخّصاً.

(۲) "فرمود ہرگاہ اَز خدا چیزے خواہیدہ بوسیلۂ مَن خواہید تا خواہش شما باجابت رسد، وفرمود ہر کہ استعانت کند بمن در کربتے کشف کردہ شود آن کربت ازو، ہر کہ مُنادی کند بنام مَن در شدّتی کشادہ شود آن شدّت ازو، ہر کہ وسیلہ کند بمن بسوئے خدا در حاجتے قضا کردہ شود آن حاجت مرا ورا، فرمود کسے کہ دو ۲ رکعت نماز گزارد وبخواند در ہر رکعت بعد اَز فاتحہ سورۂ اِخلاص یازدہ ۱۱ بار بعد ازاں درود بفرستد بر پیغمبر صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بعد از سلام یازدہ بار بخواند آن سرور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم را بد ازاں یازدہ گام بجانبِ عراق برود ونام مرا بگیرد وحاجت خود را از درگاہِ خداوندی بخواہد حق تعالی آں حاجت او را =

سچ ہے سچ ہے، اے مصطفیٰ کے بیٹے ہم تیرے ارشاد پر یقین لائے! الغیاث الغیاث! یا سیِّدي الغیاث! ع

غوثِ اعظم بمَنِ بے سر وسامان مددے

قبلۂ دِیں مددے، کعبۂ ایمان مددے(۱)

اے عزیز! ساداتِ صُوفیائے کرام کہ ائمۂ باطن، وحُضار مَواطن ہیں، ان اُمور کو اپنے مُشاہدے سے بیان فرماتے ہیں، اور علمائے شریعت ان سے بتسلیم وتائید پیش آتے ہیں! آنکھوں والوں نے دیکھ کر جانا، ماننے والوں نے سن کر مانا، حرمانِ نشانہ وہ جسے نہ یہ ملا نہ وہ! اے مدّعیٔ کج فہم! کہنہ تختۂ مشق وَہم! کیوں بچشمِ خشم نگراں ہے؟ چھوڑ کہ تیرا دستِ تعنُّت میرے دامن پر گراں ہے! سمجھا نہ سمجھا عبث اُلجھا! بے وجہ جھگڑا ناحق بگڑا! خدا کو مان! رُوئے سخن اپنی طرف نہ جان! بے گانہ وار اِدھر نہ گزر!

=

اِقضاء گرداند بمنہ وکرمہ"۔ ("اَخبار الأخیار" فضائل سیّدنا عبدالقادر جیلاني، ص۱۹، ۲۰)
"شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا فرمان ہے کہ "جب بھی اللہ تعالی سے کوئی چیز مانگو تو میرے وسیلے سے مانگو؛ تاکہ تمھاری مراد پوری ہو"۔ اور فرمایا کہ "جو کسی مصیبت میں میرے وسیلہ سے مدد چاہے، تو اُس کی مصیبت دُور ہو، اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر پکارے، اُسے کُشادگی حاصل ہو، اور جو میرے وسیلہ سے اللہ تعالی کے سامنے اپنی مُرادیں پیش کرے، تو وہ پوری ہوں"۔ اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا کہ "جو شخص دو ۲ رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد گیارہ ۱۱ بار سورۂ اِخلاص پڑھے، اور سلام کے بعد رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر دُرود وسلام بھیجے، اور میرا نام لے کر اللہ تعالی سے دعا مانگے، تو اللہ عزوجل اپنے فضل وکرم سے اُس کی حاجت پوری فرمائے گا!"۔

(۱) "تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ "نورسی وپنجم ۳۵- حضرت سیّد شاہ حمزہ، غزل، ص۳۸۹۔

مجلسِ یاراں مُنَغَّض (ناخوشگوار و بے قرار) نہ کر! اُٹھ کہ اس باطنی دفتر میں لِمَ، ولا نُسلِّم کا قصہ نہیں! ہمارے گرم تر ساغر میں فقیہِ سرد وزاہدِ خشک کا حصہ نہیں! غوثِ اعظم کا ارشاد ہمارا دین ہے، اور مُشاہداتِ صُوفیہ پر کامل یقین! مورِ ناتواں تھے پرِ ہُدہُد سے لپٹ گئے، قسمت میں ہے تو سلیمان تک پہنچ ہی جائیں گے، ورنہ پامالیوں سے تو نَجات پائیں گے! تجھے اگر یہ روِش ناپسند ہے تو جا! انہی بُوعلی واَفلاطون کے کھودے ہوئے کنوؤں میں گر! یا تیرہ ۱۳ صدی کی تازہ بدعتوں کے بارہ ۱۲ باٹ راستوں میں پھر! ہمارا وقت پریشان کرنے سے کیا فائدہ؟! ع

بہرِ خدا مطربِ شیریں نواز   ساز کن آہنگ مقامِ حجاز!

"نا واقفانِ راز کے منہ کہاں تک لگیے!

تفریحِ قلب کو کوئی منقبت سراپا برکت چھیڑیے![1]"

سیّدنا غوثِ اعظم بعطائے الٰہی مالکِ نفع وضرر ہیں

بعض لوگ عقیدت میں محبوبِ سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مالکِ نفع وضرر مانتے ہیں، اور بعض اس عقیدہ کو شرک قرار دیتے ہیں۔ امامِ اہل سنّت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ کی بارگاہ میں اس بارے میں ایک سوال پیش ہوا، تو آپ نے جواباً "عقیدۂ اہلِ سنّت" واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ "حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بعطائے الٰہی عزّوجلّ مالکِ نفع وضرر کہنے میں حرج نہیں، مسلمان جب ایسا لفظ کہتا ہے تو اس کی مراد یہی ہوتی ہے، نہ یہ کہ (معاذ اللہ) بذاتِ خود بے عطائے الٰہی، مالکِ نفع

(۱) "فتاوی رضویہ" "کتاب الرد والمُناظرۃ، ۲۱/ ۱۰۷، ۱۰۸۔

وضر ر جانے؛ کہ یہ کفرِ خالص ہے، اور کوئی مسلمان اس قصد سے نہیں کہتا"[۱] ع

مُحیِ دیں غوث ہیں، اور خواجہ معین الدین ہے

اے حَسن کیوں نہ ہو محفوظ عقیدہ تیرا[۲]

شبِ معراج حضور غوث پاک کی حاضری

حضور غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالی کو ایک فضیلت یہ بھی حاصل ہے، کہ معراج پر تشریف لے جاتے وقت، حضور نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالی کی گردن مبارک پر قدمِ اقدس رکھ کر بُراق پر سوار ہوئے، جیسا کہ سیّد عبد القادر قادری ابن شیخ محی الدین اربلی نے "تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبد القادر رضی اللہ تعالی عنہ" میں تحریر فرمایا کہ "جامع شریعت و حقیقت شیخ رشید بن محمد جنیدی رحمہ اللہ تعالی علیہ کتاب "حرز العاشقین" میں فرماتے ہیں: "إنّ ليلةَ المعراج جاء جبريلُ عليه السلام ببُراقٍ إلى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم أسرَع من البَرق الخاطِف الظاهر، ونعلُ رجلِه كالهلال الباهِر، ومِسمارُه كالأنجُم الظواهِر، ولم يأخذه السّكونُ والتمكينُ ليركبَ عليه النبيُّ الأمين، فقال له النبيُّ صلى الله تعالى عليه وسلم: «لِمَ لم تسكن يا بُراق حتّى أركبَ على ظهرك؟» فقال: رُوحِي فداء لتُراب نعلِك يارسول الله! أتمنّى أن تُعاهدَني أن لا تركبَ يومَ القيامة على غيري، حين دُخولِك الجنّةَ! فقال النبيُّ صلى الله تعالى عليه وسلم: «يكون لك ما تمنَّيتَ!» فقال

---

(۱) "فتاوی رضویہ" "کتاب العقائد والکلام، ۱۸/۱۰۳۔

(۲) "ذوقِ نعت" ۲۹۔

البراقُ: ألتمسُ أن تضربَ يدَك المباركةَ على رَقَبتِي؛ ليكونَ علامةً لي يومَ القيامة! فضرب النبيُّ ﷺ يدَه على رَقَبة البُراق، ففرحَ البراقُ فَرحاً حتّى لم يسع جسدُه رُوحَه، ونمَى أربعين ذراعاً من فرحِه، وتوقّف في رُكوبه لحظةً لحكمةٍ خفيّةٍ أزَليّة، فظهرتْ روحُ الغَوث الأعظم رضي الله تعالى عنه وقال: يا سيّدي! ضَعْ قدمَك على رَقَبتِي واركبْ! فوضعَ النبيُّ ﷺ قدمَه على رَقَبته وركبَ، فقال: قدمِي على رَقَبتِك، وقدمُك على رَقَبةِ كلِّ أولياء الله تعالى، انتهى"[1].

"شبِ معراج جبریلِ امین علیہ الصلوۃ والسلام خدمتِ اقدس حضور پُرنور ﷺ میں بُراق حاضر لائے، کہ چمکتی اُچک لے جانے والی بجلی سے زیادہ شتاب (تیز) رُو تھا، اور اس کے پاؤں کا نعل آنکھوں میں چکاچوندڈالنے والا ہلال، اور اس کی کیلیں جیسے رَوشن تارے، حضور پُرنور ﷺ کی سواری کے لیے اُسے قرار وسُکون نہ ہوا، سیّدِ عالَم ﷺ نے اس سے سبب پوچھا؟ بولا: میری جان حضور کی خاکِ نعل پر قربان! میری آرزُو یہ ہے کہ حضور مجھ سے وعدہ فرمالیں، کہ روزِ قیامت مجھ ہی پر سوار ہوکر جنّت میں تشریف لے جائیں! حضور معلّٰی -صلوات اللہ تعالی وسلامہ علیہ- نے فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا! بُراق نے عرض کی کہ میں چاہتا ہوں حضور میری گردن پر دست مبارک لگادیں؛ کہ وہ روزِ قیامت میرے لیے علامت ہو! حضور اقدس ﷺ نے قبول فرمالیا، دستِ اقدس لگتے ہی براق کو وہ فرحت وشادمانی ہوئی، کہ رُوح اِس مقدار

---

(۱) انظر: "تفريح الخاطر" المنقبة الأُولى في وضع قدم المصطفى ﷺ على رقبته رضي الله تعالى عنه، صـ۱۲، ۱۳.

جسم میں نہ سمائی، اور طرب سے پھُول کر چالیس ۴۰ ہاتھ اونچا ہوگیا، حضور پُرنور ﷺ کو ایک حکمت نہانی اَزلی کے باعث ایک لحظہ سواری میں توقُف ہوا، کہ حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رُوحِ مطہّر نے حاضر ہوکر عرض کی: اے میرے آقا حضور اپنا قدم پاک میری گردن پر رکھ کر سوار ہوں! سیّدِ عالَم ﷺ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گردن مبارک پر قدمِ اقدس رکھ کر سوار ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ "میرا قدم تیری گردن پر، اور تیرا قدم تمام اَولیاء اللہ کی گردنوں پر!"۔

اس کے بعد فاضل عبد القادر اربلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "فإيّاك يا أخي! أن تكونَ من المنكِرين المتعجّبين من حضور رُوحه ليلةَ المعراج؛ لأنّه وقعَ من غيره في تلك اللّيلة، كما هو ثابتٌ بالأحاديث الصّحيحة، كرُؤيته ﷺ أرواحَ الأنبياء في السّماوات، وبلالاً في الجنّة، وأوَيساً القَرني في مقعد الصِّدق، وامرأةَ أبي طلحة في الجنّة، وسماعِه ﷺ خشخشةَ الغميصاء بنت ملحان في الجنّة، كما ذكرنا قبل هذا"[1].

"اے برادر بچ اور ڈر اس سے کہ کہیں تُو انکار کر بیٹھے! اور شبِ معراج حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری پر تعجب کرے! کہ یہ امر توصحیح حدیثوں میں اَوروں کے لیے بھی وارِد ہوا ہے! مثلاً حضورِ اقدس ﷺ نے آسمانوں میں اَرواحِ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام[2] کو

(۱) المرجع نفسه، صـ۱۳.

(۲) دیکھیے: "الشفا" القسم ۱، الباب ۳، فصل في تفضيله ﷺ بالإسراء، الجزء ۱، صـ۱۱۵-۱۱۹.

ملاحظہ فرمایا، اور جنّت میں بلال رضی اللہ تعالی عنہ[1] کو دیکھا، اور مقعدِ صدق میں اُوَیسِ قَرنی، اور بہشت میں زوجۂ ابو طلحہ[2] کو، اور جنّت میں غمیصاء بنتِ ملحان کی پہچل[3] سُنی،

---

(۱) حدیث شریف میں ہے: قال رسول الله ﷺ لبلالٍ صلاةَ الغداة: «يا بلال! حدِّثني بأرجَى عمل عملتَه، عندك في الإسلام منفعةً؛ فإنّي سمعتُ الليلةَ خشفَ نعلَيك بين يدَي في الجنّة» ...الحديث. ["صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل بلال، ر: ٦٣٢٤، صـ١٠٨١].

ایک اَور حدیث میں یوں ہے: عن ابن عباسٍ قال: «ليلة أُسريَ برسول الله ﷺ دخل الجنّةَ، فسمعَ في جانبها خشفاً فقال: يا جبريل مَن هذا؟ فقال: هذا بلالُ المؤذِّن، فقال: قد أفلحَ بلالٌ، رأيتُ له كذا وكذا». ["كنز العمّال" كتاب الفضائل من قسم الأفعال، باب فضائل النّبي ...إلخ، المعراج، ر: ٣٥٤٤٩، ١٢/ ١٨٧].

حضرت ابو اُمامہ کی روایت میں مرفوعًا ہے: «فقيل: هذا بلالٌ يَمشي أمامَك». ["الكامل" لابن عدي، حرف الياء، من اسمه يحيى، تحت ر: ٢١١٢- يحي بن أبي حية ...إلخ، ٩/ ٥٣].

مذکورہ روایات اور احادیث کا مفہوم یہ ہے، کہ شبِ معراج حضورِ اقدس ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ کو جنّت میں ملاحظہ فرمایا۔

(۲) حدیث میں ہے: عن جابر بن عبد الله أنّ رسول الله ﷺ قال: «أُرأيتُ الجنّةَ فرأيتُ امرأةَ أبي طلحة» ...الحديث. ["صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أم سلَيم ...إلخ، ر:٦٣٢١، صـ١٠٨٠].

(۳) حدیث شریف میں ہے: عن أنس عن النّبي ﷺ قال: «دخلتُ الجنّةَ فسمعتُ خشفةً فقلتُ: مَن هذا؟ قالوا: هذه الغميصاءُ بنت ملحان أُم أنس بن
=

جیساکہ ہم اس سے قبل ذکر کرچکے ہیں"[۱]۔

عمدۃ المحدثین امام نجم الدین غیطی "کتاب المعراج" میں فرماتے ہیں: "ثمّ رفعَ إلى سدرة المنتهى فغشيَه سحابةٌ فيها من كلِّ لَونٍ فتأخّر جبريلُ عليه السلام، ثمّ عُرج لمستوٍ سمع فيه صريفَ الأقلام، ورأى رجلاً مغيباً في نورِ العرش، فقال: «مَن هذا؟ أ مَلَكٌ؟» قيل: لا، قال: «أ نبيٌّ؟» قيل: لا، ذا رجلٌ كان في الدّنيا لسانُه رطبٌ من ذكر الله تعالى، وقلبُه معلَّقٌ بالمساجد، ولم يتسبّب لوالدَيه قطّ"[۲].

"جب حضور معلّی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سدرۃ المنتہٰی تک تشریف لے گئے، اس پر ایک اَبر

=

مالك». ["صحيح مسلم" كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أُم سلَيم ...إلخ، ر:٦٣٢٠، صـ١٠٨٠].

ایک اَور روایت میں یوں بیان ہوا: عن أنس بن مالك قال: قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم: «دخلتُ الجنّةَ فسمعتُ خشخشةً بين يدَي، فإذا هي الغميصاءُ بنت ملحان أُمّ أنس بن مالك». ["مُسند الإمام أحمد" مسند أنس بن مالك، ر: ١١٩٥٥، ٤/ ١٩٩].

"مُسند احمد" کی دوسری روایت یُوں ہے: عن أنس قال: قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم: «دخلتُ فسمعتُ بين يدَيّ خشفةً، فإذا أنا بالغميصاء بنت ملحان». ["مُسند الإمام أحمد" مسند أنس بن مالك، ر: ١٢٠٣٥، ٤/ ٢١٣، ملتقطاً].

ان روایات کا مفہوم یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حضرت انس بن مالک کی والدہ: حضرت غمیصاء بنت ملحان (زوجۂ ابو طلحہ) رضی اللہ تعالی عنہا کی جنّت میں پہچل سُنی۔

(۱) "فتاوی رضویہ" کتاب العقائد والکلام، فتاوی کراماتِ غوثیہ، ۱۸/۵۰۱- ۵۰۳۔

(٢) "قصّة المعراج" للغَيْطي، صـ٢٢، ٢٣.

چھایا جس میں ہر قسم کا رنگ تھا، جبریل امین علیہ الصلوۃ والسلام پیچھے رہ گئے، سیّد عالَم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مستویٰ پر جلوہ فرما ہوئے، وہاں قلموں کے لکھنے کی آواز گوشِ اقدس میں آئی، اور ایک شخص کو ملاحظہ فرمایا کہ نورِ عرش میں چُھپا ہوا ہے، حضور نے دریافت فرمایا: "کیا یہ فرشتہ ہے؟" جواب ہوا: نہیں، پوچھا: کیا یہ نبی ہے؟ کہا: نہیں، بلکہ یہ ایک مَرد ہے کہ دنیا میں اس کی زبان یادِ خدا میں تر رہتی، اور دل مسجدوں میں لگا رہتا، کبھی کسی کے ماں باپ کو بُرا کہہ کر اپنے والدین کو بُرا نہ کہلوایا" انتہی۔

یہ دلائل نقل کرنے کے بعد امام اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ "جب معراج میں اتنے لوگوں کی اَرواح کا حاضر ہونا، احادیث واقوالِ علماء واَولیاء سے ثابت ہے، تو رُوحِ اقدس حضور پُرنور سیّد الاَولیاء غوث الاَصفیاء رضی اللہ تعالی عنہ کی حاضری کیا جائے تعجب واِنکار ہے؟! بلکہ ایسی حالت میں حاضر نہ ہونا ہی محلِ استعجاب ہے، **اک ذرا انصاف واندازۂ قدرِ قادریت دَر کار ہے!**"[1]۔

نیز رُوحِ مقدّس کا شبِ معراج کو حاضر ہونا، اور حضورِ اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا حضرتِ غوثیت کی گردن مبارک پر قدمِ اکرم رکھ کر بُراق یا عرش پر جلوہ فرمانا، اور سرکارِ اَبد قرار سے فرزندِ اَرجمند کو اس خدمت کے صِلہ میں یہ انعامِ عظیم عطا ہونا، ان میں سے کوئی بھی چیز ایسی نہیں جو عقلی و شرعی طَور پر متروک ونا ممکن ہو! علماء ومشایخ کے اس بارے میں متعدّد اقوال وروایات مَوجود ہیں! اور اگر یہ کہا جائے کہ "کتبِ اَحادیث میں اس بات کا ذکر نہیں" تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس بات کا کہیں اَور ذکر مَوجود ہی نہیں، نیز اللہ تعالی ایسا کرنے پر بالکل قادر ہے، اور سیّدنا غوثِ اعظم

---

(۱) "فتاوی رضویہ" "کتاب العقائد والکلام"، ۱۸/۵۰۴۔

رضی اللہ تعالی عنہ کے بلند مقام و مرتبہ کو دیکھتے ہوئے ایسا ہونا بعید بھی نہیں، تو پھر رَدّ و اِنکار کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہتی، اور نہ ہی ایسا کرنا ادب وشُعور کا تقاضا ہے![1]۔

دو مختلف روایتوں میں تطبیق

امام اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ "* اس حدیث[2] میں کہ بُراقِ بَرق رفتار زمین سے لپٹ گیا، * اور اس روایت میں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم گردنِ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ پر قدم رکھ کر زَیب پشتِ براق ہوئے، بظاہر تنافی ہے!۔

اقول: اصلاً مُنافات نہیں، بلکہ جب اسی روایت میں مذکور کہ بُراق فرطِ فرحت سے چالیس ۴۰ ہاتھ اونچا ہوگیا، اور پُر ظاہر کہ جو مرکَب اس قدر بلند ہو، وہ کیسا ہی زمین سے مُلصق ہو جائے، تاہم قامتِ انسان سے بہت بلند رہے گا، اور اس پر سواری کے لیے ضرور حاجتِ نَردبان (سیڑھی) ہوگی! اب ایک چھوٹے سے جانور فِیل (ہاتھی) ہی کو دیکھیے، کہ جب ذرا بلند وبالا ہوتا ہے، اسے بٹھا کر بھی بے زینہ سواری قدرے دِقّت رکھتی ہے، تو اگر بُراق بوجہ حیاء وتذلُّل حضورِ اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی سواری کے لیے زمین سے لپٹ گیا ہو، اور پھر بھی بوجہِ طُولِ اِرتفاع حاجتِ زینہ ہو، جس کے لیے رُوحِ

---

(۱) دیکھیے: "فتاوی رضویہ" "کتاب العقائد والکلام، ۱۸/ ۵۰۵، ملخصاً۔

(۲) بُراق کا حیاء کے سبب براہِ تذلُّل واِنقیاد پست ہو کر لپٹ جانا بھی حدیث میں وارد ہے۔ ففي روايةٍ عند ابن إسحاق رفعاً إلى النّبي ﷺ قال: «فارتعشتْ حتّى لصقتْ بالأرض، فاستوَيتُ عليها». [انظر: "فتح الباري" كتاب مناقب الأنصار، باب المعراج، تحت ر: ۳۸۸۷، ۷/ ۲۳۷، نقلاً عن ابن إسحاق]. "اور ایک روایت میں ابن اسحاق سے مرفوعًا روایت ہے، حضور پُر نور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جب جبریل نے اس سے کہا تو براق تھرّا گیا، اور کانپ کر زمین سے چِسپاں ہوگیا، پس میں اس پر سوار ہوگیا"۔

سرکار غوثیت مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہوکر، اپنے مہربان باپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زیرِ قدمِ اکرم اپنا شانہ مبارک رکھا ہو، کیا جائے استعجاب ہے!"[۱]۔

سرکارِ غوثِ اعظم کی ذات تجلّئ جمال وجلال کی مظہر ہے

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "تجلّئ جمال کے آثار سے لُطف ونرمی وراحت وسُکون ونَشاط واِنبساط ہے، جب یہ قلبِ عارف پر واقع ہوتی ہے دل خود بخود ایسا کِھل جاتا ہے، جیسے ٹھنڈی نسیم سے تازی کلیاں، یا بہار کے مینہ سے درختوں کی کنپچھیاں۔ اور تجلّئ جلال کے آثار سے قہروگرمی وخَوف وتَعب، جب اس کا وُرود ہوتا ہے، قلب بے اختیار مُرجھا جاتا ہے، بلکہ بدن گھلنے لگتا ہے، بلکہ اگر طاقت سے زیادہ واقع ہوتی ہے فنا کردیتی ہے۔ انہیں دونوں تجلیوں کا اثر تھا کہ ایک روز وعظ میں بر سرِ منبر حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم، قُطبِ عالَم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا گیا، کہ حضور کا جسمِ اقدس سمٹ کر ایک چڑیا کے برابر ہوگیا، اور اسی وقت یہ بھی مُشاہدہ ہوا کہ تنِ مبارک پھیل کر ایک بُرج کی مثل ہوگیا، اور دیکھا گیا کہ حضور (سیّدنا غوثِ اعظم) رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر سے گرنے لگے، یہاں تک کہ حضور سیّد المرسَلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دستِ اقدس کے سہارے روک لیا، یہ وہ عظیم تجلّی تھی جس کا تحمُّل بے قوّتِ نبوّت ناممکن تھا، لہٰذا حضورِ اقدس سیّدِ عالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قوّتِ مصطفویّہ سے مدد فرما کر اس کا تحمُّل کرادیا۔

اسی شانِ جلال کا اثر ہے جو حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم -صلّی اللہ تعالیٰ علیٰ جدّہ الکریم وعلیہ وسلّم- کے ایک مرید پر حضور (سیّدنا غوثِ اعظم) کے پیچھے نماز میں واقع ہوئی، کہ سجدہ میں جاتے ہی جسم گھلنے لگا، گوشت، پوست، استخواں سب فنا ہوگیا، صرف

---

(۱) "فتاوی رضویہ" "کتاب العقائد والکلام، ۱۸/۵۰۵، ۵۰۶۔

ایک قطرۂ آب باقی رہا، حضرت غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد نماز رُوئی کے پارہ میں اٹھا کر دفن کر دیا، اور فرمایا کہ سبحان اللہ! ایک تجلّی میں اپنی اصل کی طرف عَود کر گیا"(۱)۔

(۱) "فتاوی رضویہ" کتاب الحظر والاِباحۃ، ۱۷/۷۶، ۷۷۔

فصل ۲: شیخ عبد القادر جیلانی کا مقامِ غوثیت

سرکارِ غوثِ اعظم سب اَولیاء سے افضل ہیں

سرکارِ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سب اولیاء سے افضل ہیں۔ اس بارے میں امام اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "سائرَ اَولیائے عشرہ کہ اِحیائے موتیٰ فرماتے تھے، خواہ حضور سے متقدّم ہوں جیسے حضرت معروف کرخی، وبایزید بسطامی، وسیّد الطائفہ جنید، وابو بکر شِبلی، وابو سعید خزّار، اگرچہ وہ خود حضور کے مشایخ ہیں، اور جو حضور کے بعد ہیں جیسے حضرت خواجہ غریب نواز سلطان الہند، وحضرت شیخ الشُیوخ شِہاب الدین سُہرَوردی، وحضرت سیّدنا بہاء الملّۃ والدین نقشبند، اور ان اکابر کے خلفاء ومشایخ وغیرہم –قدّس الله تعالى أسرارَهم، وأفاض علينا بركاتهم وأنوارَهم– حضور سرکارِ غوثیت مَدار بلااِستثناء اُن سب سے اعلیٰ واکمل وافضل ہیں، اور حضور کے بعد جتنے اکابر ہوئے، اور تا زمانۂ سیّدنا امام مَہدی ہوں گے، کسی سلسلہ کے ہوں یا سلسلہ سے جُدا اَفراد ہوں، غوث، قُطب، اِمامین، اَوتادِ اَربعہ، بُدلائے سبعہ، اَبدالِ سبعین، نُقَباء، نُجَباء، ہر دَور کے عُظَماء، کُبَراء، سب حضور سے مستفیض اور حضور کے فیض سے کامل و مکمل ہیں! ع

یک چراغ ست دریں خانہ کہ اَز پرتوآں ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

یہ چشتی نقشبندی سُہرَوردی ہر اِک تیری طرف آئل ہے یا غوث[1]

---

(۱) "حدائقِ بخشش" وصل سوم ۳ تفضیلِ حضور ورغم ہر عدو مقہور، حصہ دُوم ۲، ص۲۵۹۔

ملائک کے، بَشَر کے، جن کے حلقے — تیری ضوءِ ماہ ہر منزل ہے یا غوث
بُخارا وعراق وچشت واجمیر — تیری لَوِ شمع ہر محفل ہے یا غوث[1]

شجرِ سر وسہی، کس کے اُگائے؟ تیرے — معرفت پُھول سہی، کس کا کھلایا؟ تیرا
تو ہے نَوشاہ، براتی ہے یہ سارا گلزار — لائی ہے فصلِ سمن گوندھ کے سہرا تیرا
کس گلستاں کو نہیں فصلِ بہاری سے نیاز — کونسے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا
نہیں کس چاند کی منزل میں تیرا جلوۂ نُور — نہیں کس آئینہ کے گھر میں اُجالا تیرا
راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خُدّام — باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا
مَزرِعِ چشت وبُخارا وعراق واجمیر — کونسی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا[2]

حضور غوثِ اعظم جنّات واِنس سب کے شیخ ہیں

یہ ضرور ہے کہ ہر شخص اپنی سرکار کی بڑائی چاہتا ہے، مگر مَن وتُو، زَید وعَمرو کے چاہے کچھ نہیں ہوتا! چاہنا اُس کا ہے جس کے ہاتھ میزانِ فضل ہے، غلبۂ شَوق اَور چیز ہے، اور ثبوتِ دلائل اَور! ہم جو کہتے ہیں خود نہیں کہتے، بلکہ اکابر کا ارشاد ہے، اَجلّۂ اَعاظم کا جس پر اعتماد ہے، ایک تو خود حضورِ والا کا وہ فرمان واجبُ الاِذعان کہ "قدمِي هذه على رقبةِ كلِّ وليِّ الله"[3] کہ حضور والا سے متواتر ہوا، اور اکابر اَولیاء نے

---

(۱) ایضاً، وصل اوّل فضائل سرکارِ غوثیت، حصہ دُوم ۲، صـ۲۵۳۔

(۲) ایضاً، وصلِ سوم ۳ در حُسن مُفاخَرت اَز سرکارِ قادریت، حصہ اوّل، صـ۲۴ - ۲۶، ملتقطاً۔

(۳) "بهجة الأسرار" ذكر كلمات أخبرَ بها عن نفسه محدِّثاً بنعمةِ ربِّه ومَنِّه عليه وفضله صـ۵۲.

بحکمِ الٰہی اسے قبول کیا، اور قدمِ اقدس اپنی گردنوں پر لیا!۔

نیز ارشادِ اقدس: "الإنسُ لهم مشايخُ، والجنُّ لهم مشايخُ، والملائكةُ لهم مشايخُ، وأنا شيخُ الكُلّ، لا تقيسُوني بأحدٍ، ولا تقيسُوا عليَّ أحداً!". "آدمیوں کے لیے شیخ ہیں، اور جن کے لیے شیخ ہیں، اور فرشتوں کے لیے شیخ ہیں، اور میں اُن سب کا شیخ ہوں! مجھے کسی پر نہ قیاس کرو، نہ کسی کو مجھ پر قیاس کرو!" رواه الإمامُ الأوحَد أبو الحسن علي بن يوسف بن جرير اللَّخمي الشَّطنوفي، نُور الملّة والدّين أبو الحسن قدس سره في "بهجة الأسرار": "قال: أخبرَنا أبو علي الحسن بن نجم الدّين الحَوراني، قال: أخبرَنا الشّيخ العارف أبو محمد علي بن إدريس اليعقوبي قال: سمعتُ الشيخَ عبد القادر"[1] رضي الله تعالى عنه ...فذكره.

حضور کے زمانۂ اقدس کے دو۲ ولیٔ جلیل: (۱) حضرت سیّد ابوالسعود بن احمد بن ابی بکر حریمی (۲) و حضرت سیّدی ابو عَمرو عثمان الصریفینی فرماتے ہیں: "واللهِ! ما أظهرَ الله تعالى ولا يُظهِر إلى الوُجود، مثلَ الشّيخ محيي الدّين عبد القادر رضي الله تعالى عنه". "خدا کی قسم! اللہ تعالی نے نہ کوئی ولی ظاہر کیا نہ ظاہر کرے، مثل شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالی عنہ کے" رواه أيضاً في "بهجة الأسرار"[2]"[3].

---

(۱) المرجع نفسه، صـ۵۱، ۵۲، ملتقطاً.

(۲) المرجع السابق، ذكر فصول من كلامه مرصَّعاً ...إلخ، صـ۵۷.

(۳) "فتاوی رضویہ" کتاب المناقب والفضائل، ۱۹/۳۵ - ۳۶۔

شیخ علی بن ہیتی نے سیِّدنا غوثِ اعظم کا قدمِ مبارک اپنی گردن پر رکھا

حافظ ابوالعزّ عبد المغیث ابن ابو حَرب بغدادی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ "ہم لوگ بغداد میں حضور سیِّدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی بارگاہ میں حاضر تھے، اُس وقت ان کی مجلس میں عراق کے اکثر مشایخ حاضر تھے، اور آپ اُن سب حضرات کے سامنے وعظ فرما رہے تھے، کہ اچانک حضور غوثِ اعظم نے فرمایا: "قدمِي هذه على رَقَبَةِ كلِّ وليِّ الله"، "میرا یہ قدم ہر ولی اُللہ کی گردن پر ہے" یہ سن کر حضرت سیِّدنا شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنی جگہ سے اُٹھے اور منبر شریف کے پاس جاکر شیخ عبد القادر جیلانی کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھ لیا، اور پھر تمام حاضرین نے بھی آگے بڑھ کر اپنی گردنیں جھکادیں"[1] ؏

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اُونچے اُونچوں کے سَروں سے قدم اعلیٰ تیرا

سَر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اَولیاء مَلتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا[2]

سیِّدنا غوثِ اعظم کے طفیل اَولیاء کی رُوحانی ترقی

حضرت شیخ حیات بن قیس حَرّانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "جب حضور پُرنور سیِّدنا غوث اعظم جیلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے "قدمِي هذه على رَقَبَةِ كلِّ وليِّ الله" ارشاد فرمایا، توسب اَولیاء نے اپنے سر جھکادیے، اور اللہ تعالی نے (فرمانِ غوثِ اعظم

---

(۱) "بهجة الأسرار" ذكر من حضر من المشايخ ...إلخ، صـ۲۱، ۲۲، ملتقطاً.

(۲) "حدائقِ بخشش" واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا، صـ۱۹۔

کی تعمیل میں سر جھکانے والے) تمام اَولیاء کے دِلوں میں نُور اور علوم میں برکت بڑھا دی، اور ان کے اَحوال کو (درَجات کی) بلندی سے سرفراز فرمادیا"[۱]۔

کیا امام ابوالحسن شاذلی، سیّدنا غوثِ اعظم سے افضل ہیں؟

بعض حضرات کا خیال ہے کہ امام ابوالحسن شاذلی، مقام ومرتبہ میں سرکار غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ سے افضل ہیں، جیساشیخ شمس الدین محمد حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "میں نے امام ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقام سیّدی عبدالقادر گیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے اعلیٰ پایا"[۲]۔

حالانکہ حضرت امام ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے شیخ عبدالسلام بن مشیش کے خلیفہ ہیں[۳]، اور وہ شیخ ابومدیَن غوث مغربی کے، اور وہ سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خلیفہ ہیں، لہٰذا شاذلی سلسلہ اور اس کے مشایخ بھی حضور پُرنور سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی کے بحرِ غوثیت سے ہی فیضیاب ہیں!۔

علّامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس بارے میں استفتاء کیا گیا، توآپ نے جواباً فرمایا کہ "رہا قُطبِ جیلانی اور ابوالحسن شاذلی میں فضیلت کا مُعاملہ، توہمارے نزدیک ہر ایک کو فضیلت ہے، مگر (امام) یافعی رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ تصریح کرتے ہیں، کہ قطب الاَقطاب کی کرامات حدِ تواتُر کو پہنچ چکی ہیں، اور یہ مرتبہ اُن کے سِوا کسی کو حاصل نہیں، لہٰذا اس

---

(۱) "بهجة الأسرار" ذكر من حنا رأسَه من المشايخ عندما قال ذلك، صـ۳۰.

(۲) انظر: "الطبَقات الكبرى" للشَعراني، ومنهم سيِّدنا: مولانا شمس الدين الحنفي، ۲، ۸۰، ۸۱، ملخصاً. "حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ" سیّدی ابوالحسن شاذلی وسیّدی شمس الدین الحنفی، ۱۹۹-۲۰۱، ملخصاً۔

(۳) "أعلام التصوّف الإسلامي" سيِّدي أبو الحسن الشاذلي، صـ۴۰، ۴۳.

اعتبار سے وہ افضل ہو گئے "(۱)۔

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالی نے بھی ایک ایسے ہی استفتاء کے جواب میں فرمایا کہ "عوام کو ایسے اُمور میں بحث کرنا سخت مضرّت کا باعث ہوتا ہے؛ مُبادا (کہیں ایسا نہ ہو کہ) کسی طرف گستاخی ہو جائے تو (عیاذاً باللہ) سخت تباہی و بربادی، بلکہ اس کی شامت سے زوالِ ایمان کا اندیشہ ہے!۔ حضرت شاہ بدیع الدین مدار -قدّس اللہ سرّہ العزیز- ضرور اکابر اَولیاء سے ہیں، مگر اس میں شک نہیں کہ حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا مرتبہ بہت اعلیٰ و افضل ہے "(۲)۔

اسی طرح ایک اَور مقام پر فرمایا کہ "حضور سیّدنا غوثِ اعظم -علیہ الرضوان- سیّد الاَولیاء ہیں، حضرت شاہ بدیع الدین مدار -قدّس سرّہ العزیز- کو اِن سے افضل کہنا، جہل وطغیان واِفتراء وبہتان ہے "(۳)۔ اور یہی حکم اُن لوگوں کے لیے بھی ہے، جو امام ابوالحسن شاذلی کو سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی سے افضل قرار دیتے ہیں!۔

"اکسیرِ اعظم" میں ہے: ع

بندہ اَت غیرت بَرد گر بردرِ غیرت رَوَد

ور رَود چوں بنگر دہم شاہ آں ایواں تُوئی(۴)

"تمہارے غلام کو غیرت آتی ہے اگر کسی اَور دروازے پر جائے

(۱) انظر: "مجموعة الفتاوى" للكنَوي، كتاب الذكر، ۲/ ۲۷٦، ملخصاً.

(۲) "فتاوی رضویہ" "کتاب الحظر والإباحۃ، ۱۷/ ۴۷۔

(۳) ایضاً، ص۴۲۔

(۴) دیکھیے: "حدائقِ بخشش" حصّہ دُوم ۲، اکسیرِ اعظم، المطلع الرابع فی الاستمداد، ص۱۱۴۔

اور اگر جائے تو یہی دیکھے گا کہ اس محل کے بادشاہ بھی تمہی ہو! "

پرنالے کا پانی آخر آتا کہاں سے ہے؟!

امام اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ نے "مجیرِ اعظم" میں اس شعر کی شرح کرتے ہوئے فرمایا کہ "یہ مقامِ غوثیت کا لازِمہ ہے؛ اس لیے کہ تمام اَولیاء ان کے ماتحت ہیں، ان کے اِذن (اجازت) کے بغیر کوئی کام نہیں کر سکتے، جو فیض اللہ تعالی کے خلیفۂ اعظم محمد ابو القاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بار گاہ سے، سرکار کے وزیر جناب حیدرِ کرّار کی وَساطت سے آتا ہے، پہلے در گاہِ غَوثیت پر پہنچتا ہے، پھر حسبِ مَناصب اَقطاب اور اصحابِ خدمات پر تقسیم ہوتا ہے۔ نہر سے پانی لینے والا در اصل دریا ہی سے پانی لیتا ہے، نادان یہ سمجھتا ہے کہ پرنالہ برس رہا ہے، اور اس بات سے غافل ہے کہ پرنالہ کہاں سے آ رہا ہے![1]"۔

شیخ ابو البرکات رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حق تعالی کا عہد ہے، کہ کوئی ولی اِس سیّد الاَولیاء (شیخ عبد القادر جیلانی) کے اِذن کے بغیر ظاہر وباطن میں تصرُف نہیں کرے گا، انہیں بعد انتقال بھی (اُس طرح) تصرُفِ عام عطا فرمایا، جیسے قبلِ رحلت تھا"[2]۔

شیخ ابو مدیَن مغربی کا فرمان

شاذلی حضرات کے بڑے پیر صاحب شیخ ابو مدیَن مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "میں حضرت سیّدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تین ۳ سال تک ملتا رہا، ایک روز میں نے مشرق ومغرب کے مشایخ سے متعلق گفتگو کی، اس سلسلے میں سیّدنا شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ تعالیٰ کا ذکر

---

(۱) دیکھیے: "مجیرِ اعظم شرح اکسیرِ اعظم" (مترجم اردو) چوتھا مطلع: استمداد پر مشتمل، ص۱۶۱۔

(۲) ایضاً۔

آیا، حضرت سیّدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ "اَولیائے کِرام کے درمیان ایک بھی ایسا نہیں جس کا مقام شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے بلند ہو، میں بھی جناب غوثِ پاک کے بلند مقام کی تصدیق کرتا ہوں"۔ شیخ ابو مدیَن مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "میں نے حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبانی، اس سے زیادہ تعریف کسی اَور ولی کی نہیں سُنی"[۱]۔

شاذلی حضرات کے بڑے پیر صاحب شیخ ابومدیَن نے بھی غوثِ اعظم کے فرمان پر اپنی گردن جھکادی

حضرت شیخ ابومدیَن بن شعیب مغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن ملکِ مغرب میں اپنے رُفقاء کے درمیان اپنی گردن کو جھکا کر فرمایا کہ "میں بھی اُن میں سے ہوں، اے اللہ میں تجھے اور تیرے ملائکہ کو گواہ بناتا ہوں، کہ یقیناً میں نے سُنا اور اِطاعت کی!" آپ کے رُفقاء نے آپ سے اس بارے میں عرض کی، تو فرمایا کہ "شیخ عبدالقادر نے ابھی ابھی بغداد شریف (Baghdad) میں فرمایا ہے کہ "میرا یہ قدم تمام اَولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے"۔ ہم نے اُس دن کی تاریخ کو یاد رکھا، پھر عراق (Iraq) سے ہمارے مسافر رُفقاء آئے تو انہوں نے ہمیں خبر دی، کہ شیخ عبد القادر نے بغداد شریف (Baghdad) میں اُسی تاریخ اور وقت کو یہ بات ارشاد فرمائی تھی، جو تاریخ ہم نے ملکِ مغرب میں یاد (نوٹ کر) رکھی تھی[۲]۔

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے برادرِ اصغر، شہنشاہِ سخن، استادِ زَمَن، حضرت مولانا حسَن رضا خان علیہ الرحمۃ اسے اپنے ایک شعر میں یوں بیان کرتے ہیں: ع

(۱) "زُبدۃ الآثار" حضرت غوثِ اعظم کی نگاہِ جلال کے اثرات، صـ۴۰۔
(۲) "بهجة الأسرار" الشيخ شعيب أبو مَدين المغربي، صـ۳۸.

سَروں پر جسے لیتے ہیں تاج والے
تمہارا قدم ہے وہ یا غوثِ اعظم[۱]

شیخ عبد السلام مشیش کی ولادت پر سیّدنا غوثِ اعظم کی تشریف آوری

اسی طرح "سلسلۂ شاذلیہ" کے شیخ اور امام ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ تعالی کے پیر و مرشد، شیخ عبد السلام مشیش رحمۃ اللہ تعالی کی ولادت پر سرکار غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالی اُن کی رہائش گاہ "جبلِ اَعلام" پر تشریف لے گئے، اور حضرت عبد السلام بن مشیش رحمۃ اللہ علیہما کو اپنی گود میں لے کر اپنا دستِ ولایت پھیرا، اور اُن کے لیے دعا فرمائی[۲]۔ لہذا شیخ عبد السلام مشیش بھی سرکار غوثیت مآب سے مستفید و فیض یافتہ ہیں!!

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کا گردن جھکانا

جس وقت حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی نے بغداد شریف میں ارشاد فرمایا کہ "قدمِي هذه على رَقَبةِ كلِّ وليِّ الله"، "میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے" تو اُس وقت حضرت خواجہ غریب نواز سیّدنا معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالی خُراسان کے دامنِ کوہ میں مشغولِ عبادت تھے، جس وقت بغداد شریف میں حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالی نے یہ بات ارشاد فرمائی، اُس وقت حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالی نے اپنا سر مبارک اتنا جھکایا کہ زمین تک جا پہنچا، اور فرمایا: "بل على رأسي"[۳] "بلکہ آپ کا قدم مبارک میرے سر پر ہے!" ع

---

(۱) "ذَوقِ نعت" "اَسیروں کے مشکل کشا غوثِ اعظم"، صـ۱۸۳۔

(۲) "الفُتوحات الرَّبّانية في تفضيل الطريقة الشاذليّة" صـ۸۹ من المخطوط، ملتقطاً.

(۳) "تفريح الخاطر" المنقبة ۱۱، صـ۲۵.

نہ کیونکر سلطنت دونوں جہاں کی اُن کو حاصل ہو
سَروں پر اپنے لیتے ہیں جو تلوا غوثِ اعظم کا[1]

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند کا گردن جھکانا

حضرت سیّدنا خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمہ اللہ تعالیٰ سے حضور سیّدنا غوثِ اعظم جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے قولِ مبارک: "قدمِي هذه على رَقَبةِ كلِّ وليِّ الله" سے متعلق پوچھا گیا، تو آپ نے ارشاد فرمایا: "بل على عينِي"[2] "(حضور غوثِ اعظم کا قدم مبارک میری گردن ہی پر نہیں) بلکہ میری آنکھوں پر (بھی) ہے!"۔

حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر کا گردن جھکانا

حضرت سیّد آدم نقشبندی "نِکات الاَسرار" میں لکھتے ہیں کہ ایک بار حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمہ اللہ تعالیٰ کی مجلس میں اَولیائے کرام کی گردنوں پر حضور غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے قدم مبارک کا ذکر ہوا، تو حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر نے فرمایا کہ "اگر میں اُس زمانے میں ہوتا تو خود حضور غوثِ اعظم کا قدم مبارک اپنی گردن پر رکھتا، اور بڑے فخر سے عرض کرتا کہ "یا غوث! آپ کا قدم (گردن تو کیا بلکہ) میری آنکھوں پر ہے"؛ کیونکہ میرے مرشد کریم ان مشایخ میں سے ہیں جنہوں نے حضور غوثِ اعظم کا قدم شریف اپنی گردن پر رکھا، تو میرا منصب یہی ہے کہ میں کہوں کہ "على حدقةِ عينِي"[3] "سرکار غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا قدم میری آنکھوں پر ہے!"۔

---

(۱) دیکھیے: "سفینۂ بخشش" خدا کے فضل سے ہم پر ہے سایہ غوثِ اعظم کا، ص۹۶۔
(۲) "تفريح الخاطر" المنقبة ۱۰، صـ۲۵.
(۳) المرجع نفسه، المنقبة ۱۱، صـ۲٦.

فصل ۳: قاسمِ ولایت حضور غوث اعظم ہیں

اللہ کی عطا سے ولایت کی تقسیم سیّدنا غوث اعظم کے ہاتھ میں ہے

قاسمِ ولایت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، اور ہر غوث، قُطب، اَبدال سمیت جمیع سلاسل کے تمام اَولیائے کرام کو ولایت کی خَلعت، سرکارِ غوثِ اعظم کے دستِ مبارک اور تصدیق سے عنایت کی جاتی ہے۔ لیکن بعض شاذلی حضرات نے جُمہور اُمّتِ مسلمہ سے جُداگانہ مَوقِف اپنایا، سینکڑوں علماء، مشائخ اور اکابرِ اُمّت کے اقوال وفرامین کو نظر انداز کیا، اور اپنی تحریروں اور تقریروں میں کہا، کہ قاسمِ ولایت سیّدنا امام ابوالحسن شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں[۱]۔ جبکہ صدیوں سے عالمِ اسلام کی اکثریت اس بات پر متفق ہے، کہ سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی مَوجودہ زمانے میں "غَوثیتِ کُبری" کے منصب پر فائز ہیں، اور وہی قاسمِ ولایت بھی ہیں!۔

نیز اُمّت کی اکثریت سے الگ ہوکر، ایک جُداگانہ شاذّ مَوقِف لانا، ہمارے شاذلی اکابر واَسلاف کی اعلی شان اور اَرفع مقام سے بھی بعید ہے؛ کیونکہ یہ کوشش اُمّت کو ایک نئے فتنے اور فُضول بحث ومُباحثہ میں مبتلا کرنے کے مترادِف ہے!۔

حضرت مجدِّد الف ثانی کا اعتقاد

(۱) اس بارے میں حضرت مجدِّد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اعتقاد یہ ہے کہ "اس راہ میں تمام اَقطاب ونُجباء کو فُیوض وبرکات، شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے وسیلہ سے

---

(۱) انظر: "الفُتوحات الربّانية في تفضيل الطريقة الشاذليّة" السابعة، صـ٥ من المخطوط، ملخصاً.

ملتے ہیں؛ کیونکہ یہ مقام آپ کے سِوا کسی اَور کو حاصل نہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ؏

أفلتْ شُموسُ الأوّلين وشمسُنا

أبداً على الأُفُق العُلى لا تغرب[1]

"اگلوں کے آفتاب ڈُوب گئے

لیکن ہمارا سورج بلندی کے اُفق پر ہمیشہ چمکتا رہے گا، کبھی غروب نہیں ہو گا"۔

سرکار غوثِ اعظم کے دستِ مبارک سے خَلعتِ ولایت کا عطا کیا جانا

(۲) "تفريح الخاطر" میں شیخ ہاشم رحمۃ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے مذکور ہے کہ "جب اللہ تعالیٰ کسی کو ولایت کا مرتبہ عطا کرنا چاہتا ہے، تو حکم دیتا ہے کہ اُسے میرے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرو، جب وہ بارگاہِ رسالت میں حاضر کیا جاتا ہے، تو وہاں سے حکم ہوتا ہے کہ اسے میرے نواسے عبدالقادر جیلانی کے پاس لے جاؤ؛ تاکہ وہ تصدیق کرے کہ یہ شخص منصبِ ولایت کے لائق ہے یا نہیں! پھر سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تصدیق پر اُس شخص کو سرکارِ غوثِ اعظم کے دستِ مبارک سے ولایت کی خَلعت عطا کی جاتی ہے، پھر وہ شخص عالَمِ غیب اور عالَمِ شہادت میں مقبول ہو جاتا ہے!"[2]۔

سلسلۂ قادریہ تمام سلاسل سے افضل ہے

(۳) جس طرح سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام ومرتبہ تمام اَولیاء میں بلند وبالا ہے، اسی طرح آپ سے منسوب "سلسلۂ قادریہ" بھی تمام سلاسل سے افضل واعلی

---

(۱) "مکتوباتِ امام ربّانی" دفترسوم ۳، مکتوب: ۱۲۳، ۲/ ۲۰۵۔

(۲) انظر: "تفريح الخاطر" المنقبة الأربعون، صـ٤٨، ملخصاً.

ہے، لہذا بعض شاذلی حضرات کی جانب سے ولایت کی تکمیل کے لیے "شاذلی سلسلہ" کو اپنانا[۱] اور حُصولِ ولایت کے لیے شرط قرار دینا[۲] دُرست نہیں! بلکہ جس کتاب "الفتوحات الربّانية في تفضيل الطريقة الشاذليّة" میں یہ بات مذکور ہے، خود اس کے مصنِّف شیخ محمد بن محمد ابن عقبہ مدغری شاذلی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے، اپنی اسی کتاب کے آخر میں "سلسلۂ شاذلیہ" کی دیگر سلاسل پر فضیلت کی نفی کی ہے، اور لکھا ہے کہ "وأعتذرُ لإخواننا وأهل طريقتنا من السَادة الشاذليّة وغيرهم من أهل الطُرق، حيث سمّيتُ هذه الرسالةَ بـ"تفضيل الطريقة الشاذليّة" وليس مُرادي بتفضيل الطريقة الشاذليّة على أنّها أفضلُ من جميع الطُرق، حاشا وكلّا! وإنّما مُرادي على أنّ بعضَ الطُرق شدّوا إلى الغاية، وبعضهم رخّصوا، وأمّا الطريقةُ الشاذليّة فإنّ سيدِي أبا الحسن الشاذلي رضي الله تعالى عنه وطريقُه توسّط فيهما"[۳].

"میں اپنے قُصور و تقصیر کا اِعتراف کرتا ہوں، اور معذرت چاہتا ہوں ہمارے بھائیوں اہلِ طریقتِ شاذلیہ اور دیگر طریقت والوں سے، کہ میں نے اپنے اس رسالے کا نام "تفضيل الطريقة الشاذليّة" رکھا ہے! لیکن اس سے میری مراد یہ ہرگز نہیں کہ شاذلی طریقت دیگر تمام طریقوں سے افضل ہے، بلکہ میری مراد یہ

---

(۱) انظر: "الفُتوحات الربّانية في تفضيل الطريقة الشاذليّة" السابعة، صـ۵ من المخطوط.

(۲) المرجع نفسه، الحادية عشر ۱۱، صـ ۱۰.

(۳) المرجع السابق، صـ۱۱۲.

ہے کہ بعض سلاسِل نے بہت شدّت کی، اور بعض نے بہت زیادہ رخصت دی ہے، جبکہ شاذلی سلسلے میں امام ابوالحسن علی شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درمیانی راستہ اختیار کیا ہے"۔

سب سے افضل سلسلۂ قادریہ ہے، اس بارے میں شیخ سیّد عبد القادر اربلی رحمہ اللہ تعالیٰ "تفریح الخاطر" میں لکھتے ہیں کہ "حضرت خواجہ نظام الدین اَولیاء رحمہ اللہ تعالیٰ مکّہ مکرّمہ کے لیے عازمِ سفر ہوئے، تو راستے میں بغداد شریف میں بھی قیام فرمایا، اُس وقت سیّدنا غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی مَسند پر شیخ عمر رحمہ اللہ تعالیٰ جلوہ افروز تھے، حضرت خواجہ صاحب شیخ عمر کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے آپ کو خلافت عطا کی اور خَرقہ شریف پہنایا!۔

شیخ الاسلام حضرت خواجہ نظام الدین اَولیاء نے شیخ عمر کی خدمت میں بیعت کے لیے عرض کی تو انہوں نے فرمایا کہ "آپ کو کس سلسلہ میں بیعت کیا جائے؟" حضرت خواجہ صاحب نے عرض کی کہ "اُس سلسلہ میں بیعت فرمائیں جو تمام سلاسل سے افضل ہو" تب آپ نے فرمایا کہ "سب سے افضل سلسلہ قادریہ ہے" پھر شیخ عمر رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضور خواجہ نظام الدین اَولیاء رحمہ اللہ تعالیٰ کو سلسلۂ قادریہ میں بیعت فرمایا(۱)۔

(۱) انظر: "تفریح الخاطر" المنقبة ۲۵، صـ۳٤، ملخصاً.

فصل ۴

سرکار غوثِ اعظم کے فرمان پر اَولیائے کرام کا اپنی گردنیں جھکانا

غوثیتِ عظمیٰ تا ظُہورِ امام مَہدی، شیخ عبد القادر جیلانی کے لیے ہے

منصبِ غَوثیت کُبری سیّدنا امام مَہدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے ظُہور تک، سیّدنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے پاس ہے، اس بارے میں امام اہلِ سنّت امام احمد رضا رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ فرماتے ہیں کہ "ہمارے حضور (سیّدنا غوثِ اعظم) امام حَسن عسکری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے بعد سے سیّدنا امام مَہدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی تشریف آوری تک، تمام عالَم کے غوث اور سب غوثوں کے غوث، اور سب اَولیاء اللہ کے سردار ہیں، اور اُن سب (اولیاء) کی گردن پر اِن (سرکار غوثِ اعظم) کا قدمِ پاک ہے"[۱]۔

حضور غوث اعظم پر دیگر بزرگوں کو تفضیل دینا ہوَسِ باطل ونقصانِ دینی ہے

امام اہلِ سنّت امام احمد رضا رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ فرماتے ہیں کہ "غوث الاَغواث کہ دَوروں (زمانوں) کے غَوثوں کا غوث ہو، غَوثوں کو غَوثیت اِس کی عطا سے ملتی ہو، اور غوث اپنے اپنے دَورے میں اس کی نَیابت سے غَوثیت کرتے ہوں، وہ سیّدنا امام حَسن [عسکری] رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے بعد، حضور پُرنور محی الشریعہ والطریقہ والحقیقہ والدِین، ابو محمد ولیُ الاَولیاء، امام الاَفراد، غوث الاَغواث، غوث الثقلین، غوث الکُل، غوثِ اعظم، سیّد شیخ

---

(۱) دیکھیے: "فتاوی رضویہ" کتاب الحظر والاِباحۃ، ۱۷/۴۲۔

عبد القادر حَسنی حسینی جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، اور تا ظُہورِ سیّدنا امام مَہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ مرتبۂ عظمیٰ اسی سرکارِ غَوثیت بار کے لیے رہے گا! حضرت رِفاعی[1] اور ان کے اَمثال قَبل وبَعد کے قُطبوں کو، حضور پر تفضیل دینی ہوَسِ باطل ونقصانِ دینی ہے (والعیاذ باللہ تعالی)۔ اس کے بیان کو ہم چند احادیث[2] مرفوعۃُ الاَسانید، امامِ اجلّ اَوحد، سیّدی نور الملّۃ والدین ابو الحسن علی شَطنوفی -قدّس سرّہ الشریف- کی کتابِ مستطاب "بَہجۃ الاَسرار ومعدِن الاَنوار" سے ذکر کرتے ہیں"[3]:

---

(۱) اور امام ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۲) اس کتاب میں جہاں جہاں بزرگانِ دین کے فرامین کے شروع یا آخر میں لفظ "حدیث" مذکور ہے، وہاں مراد رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان نہیں، بلکہ اس سے مراد سیدِنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بزرگانِ دین کے وہ اقوال وفرامین ہیں، جو مکمل سَند اور صحت کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ نیز امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ نے بزرگانِ دین کے اقوال کو "احادیث" کیوں لکھا؟ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے امامِ اہلِ سنّت رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "یہ کتابِ مستطاب (بَہجۃ الاَسرار) معتبر ومعتمَد کہ اکابر ائمہ نے اس سے اِستناد کیا، اور کتبِ حدیث کی طرح اس کی اجازتیں دیں۔ کتبِ مَناقب سرکارِ غوثیت میں باعتبار علوِّ اَسانید اس کا وہ مرتبہ ہے، جو کتبِ حدیث میں "موَطّائے امام مالک" کا، اور کتبِ مناقبِ اَولیاء میں باعتبار صحتِ اَسانید اس کا وہ مرتبہ ہے، جو کتبِ حدیث میں "صحیح بخاری" کا، بلکہ "صحاح" میں بعض شاذّ بھی ہوتی ہیں، اور اس میں کوئی حدیث شاذّ بھی نہیں؛ امام بخاری نے صرف صحت کا اِلتزام کیا، اور ان امامِ جلیل نے صحت وعدمِ شُذوذ دونوں کا، اور بشہادتِ علّامہ عمر حلَبی وہ التزام تامّ ہوا؛ کہ اس کی ہر حدیث کے لیے متعدّد متابع موجود ہیں، والحمدللہ ربّ العالمین!۔ [دیکھیے: "فتاوی رضویہ" کتاب المناقب والفضائل، رسالہ "طَردُ الأفاعي" ۱۹/۴۸۹]۔

(۳) "فتاوی رضویہ" "کتاب المناقب والفضائل، رسالہ "طَردُ الأفاعي" ۱۹/۴۸۴۔

فرمانِ غوثِ اعظم : "میرا یہ قدم ہر وَلی کی گردن پر ہے"

اس کے بعد امام اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ "ایسے امامِ اَجلّ اَوحد نے ایسی کتابِ جلیل معتمَد میں، جو احادیثِ صحیحہ اس باب میں روایت فرمائیں ہیں، یہاں عددِ مبارک قادریت سے تبرّک کے لیے، ان سے گیارہ ۱۱ حدیثیں ذکر کر کے -باذنہٖ تعالی- برکاتِ دارَین لیں، وباللہ التوفیق!:

حدیثِ اوّل: قال رضي الله تعالى عنه: أخبرَنا أبو محمّد سالم بن علي الدّمياطي قال: أخبرَنا الأشياخُ الصُلحاء قدوةُ العراق الشيخ أبو طاهر بن أحمد الصرصري، والشيخ أبو الحسن الخفاف البغدادي، والشيخ أبو حفص عمر البريدي، والشّيخ أبو القاسم عمر الدّرداني، والشيخ أبو الوليد زيد بن سعيد، والشيخ أبو عَمرو عثمان بن سليمان، قالوا: أخبرَنا (الشّيخانِ): (۱) أبو الفرَج عبد الرحيم (۲) وأبو الحسن علي، ابنَا أخت الشيخ القُدوة أحمد الرّفاعي رضي الله تعالى عنه قالَا: كنّا عند شيخنا الشيخ أحمد بن الرّفاعي بزاويته بأمّ عبيدة، فمدَّ عنقَه وقال: "على رقبتِي" فسألناه عن ذلك؟ فقال: قد قال الشيخُ عبد القادر الآنَ ببغداد: "قدمِي هذه على رَقَبةِ كلِّ وليِّ الله"[۱].

فرمانِ غوثِ اعظم پر شیخ احمد کبیر رِفاعی نے بھی گردن جھکادی

"مصنّف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم سے ابو محمد سالم بن علی دمیاطی نے بیان کیا، کہ ہم کو چھ ۶ مشایخِ کرام پیشوایانِ عراق: (۱) حضرت ابو طاہر صرصری (۲) وابو الحسن خفاف

---

(۱) "بهجة الأسرار" ذكر مَن حنَا رأسَه من المشايخ ...إلخ، صـ۳۳، ملتقطاً.

(۳) وابو حفص بریدی (۴) وابوالقاسم عمر (۵) ابوالید زَید (۶) اور ابو عَمرو عثمان بن سلیمان نے خبر دی، ان سب نے فرمایا کہ ہم کو حضرت سیّدی احمد رِفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں بھانجوں: (۱) حضرت ابوالفرَج عبدالرحیم (۲) اور ابوالحسن علی نے خبر دی، کہ ہم اپنے شیخ حضرت رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اُن کی خانقاہ مبارک میں جو اُمِ عبیدہ[1] (عراق) میں ہے حاضر تھے، حضرت رفاعی نے اپنی گردن مبارک بڑھائی اور فرمایا: "على رقبتِي"، "میری گردن پر!" ہم نے اس کا سبب پوچھا؟ فرمایا کہ اسی وقت حضرت شیخ عبدالقادر نے بغداد میں فرمایا ہے کہ "میرا یہ قدم تمام اَولیاء اللہ کی گردن پر [ہے]"۔

حدیثِ دُوم ۲: (قال قُدِّسَ سِرُّہٗ:) أخبرَنا الشّريفُ الجليل أبو عبد الله محمّد بن الخضر بن عبد الله بن يحيى بن محمّد الحسيني المُوصِلي قال: أخبرَنا أبو الفرَج عبد المحسن، ويسمَّى حسن بن محمد بن أحمد بن الدويرة، المُقرِئ الحنبلي البصري قال: الشّيخُ أبو بكر عتيق ابن أبي الفضل محمّد بن عثمان ابن أبي الفضل البندلجي الأصل، البغدادي المَولد والدار، والأزجي -المعروف بمعتوق-: زُرتُ الشيخَ سيّدي أحمد ابن أبي الحسن الرفاعي رضي الله تعالى عنه بأمّ عبيدة، فسمعتُ أكابرَ أصحابه وقُدماء مُريدِيه يقولون: كان الشيخُ يوماً جالساً في هذا المَوضَع، فحنا رأسَه وقال: "على رقبتِي" فسألُوه عن ذلك؟ فقال: قد

---

(۱) اس قصبہ (اُمِ عبیدہ) کا مَوجودہ نام "ناحیہ سیّد احمد رِفاعی" ہے، جو جنوب مشرقی عراق میں بغداد شریف (Baghdad) سے تین سو پچاس ۳۵۰ کلومیٹر، اور بصرہ (Basrah) سے دو سو بیس ۲۲۰ کلومیٹر کی مَسافت پر واقع ہے، اس قصبے کا نام شیخ احمد کبیر رفاعی رحمہ اللہ کے نام پر رکھا گیا ہے۔

قال الشيخُ عبد القادر الآنَ ببغداد: "قدمِي هذه على رَقَبَةِ كلِّ وليِّ الله". فأرّخنا ذلك الوقتَ، فكان كما قال في ذلك الوقت بعَينه"[1].

شیخ احمد کبیر رِفاعی کے اکابر اصحاب ومریدین کا بیان

"مصنّف قدّس سرّہٗ نے کہا کہ ہم سے شریف جلیل ابو عبد اللہ محمد بن خضر بن عبد اللہ بن یحییٰ بن محمد حسینی مُوصلی نے حدیث بیان کی، کہ ہم کو شیخ ابوالفرج عبدالمحسن حسن بن محمد بن احمد بن دوَیرہ مُقرِی حنبلی نے خبر دی، کہ شیخ ابو بکر عتیق ابن ابوالفضل محمد بن عثمان ابوالفضل بندلجی الاصل، بغدادیُ المولد، اَزَجی المعروف بمعتوق نے کہا، کہ میں نے شیخ احمد ابن ابوالحسن رِفاعی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی اُمّ عبیدہ (عراق) میں زیارت کی، تو میں نے آپ کے اکابر اصحاب اور قدیم مریدوں کو کہتے سنا، کہ آج شیخ اس جگہ (برآمدے کی طرف انہوں نے اشارہ کیا) تشریف فرما تھے، کہ اپنا سر جھکا دیا اور فرمایا کہ "میری گردن پر" جب آپ سے لوگوں نے اس کے بارے میں پوچھا؟ تو فرمایا کہ ابھی ابھی بغداد میں شیخ سیّد عبدالقادر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا ہے کہ "میرا یہ قدم ہر ولیُ اللہ کی گردن پر ہے"۔ ہم نے اُس تاریخ کو محفوظ رکھا، تو جیسا آپ نے کہا بعینہٖ وہ اُسی وقت رُونما ہوا تھا!"۔

حدیثِ سوم ۳: أخبرَنا الشيخُ الصالح أبو حفص عمر ابن أبي المَعالي نصر بن محمّد بن أحمد القرشي الهاشمي الطفسونجي المولد والدّار، الشّافعي قال: أخبرَنا الشيخُ الأصل الصالح أبو عبد الله محمد ابن أبي الشيخ الصالح أبي حفص عمر بن الشيخ القُدوة أبي محمّد عبد الرّحمن الطفسونجي قال: أخبرَنا أبو عمر قال:

---

(۱) "بهجة الأسرار" ذكر مَن حنَا رأسَه من المشايخ ...إلخ، صـ۳۳، ملتقطاً.

حنَا أبي يوماً عُنقَه بين أصحابه بطفسونج وقال: "على رأسِي" فسألناه؟ فقال: قد قال الشيخُ عبد القادر الآنَ ببغداد: "قدمِي هذه على رَقَبةِ كلِّ وليِّ الله". فأرّخناه عندنا، ثمّ جاء الخبرُ من بغداد أنّه قال ذلك في اليوم الذي أرّخناه"[۱].

غوثیتِ کُبری کا اعلان

"ہمیں شیخ صالح ابو حفص عمر ابن ابو المعالی نصر بن محمد بن احمد قرشی ہاشمی طفسونجی شافعی نے خبر دی، کہ ہم سے شیخ اصل صالح ابو عبداللہ محمد ابن ابو الشیخ صالح ابو حفص عمر بن شیخ قُدوۃ ابو محمد عبدالرحمن طفسونجی نے بیان کیا، کہ ہم سے ابو عمر نے حدیث بیان کی کہ ایک دن طَفْسُونَج[۲] (عراق) میں میرے والد نے اپنے مریدوں کے درمیان گردن جھکائی اور کہا کہ "میرے سَر پر!" ہمارے پوچھنے پر فرمایا کہ ابھی شیخ سیّد عبدالقادر علیہ الرحمۃ نے بغداد میں فرمایا ہے کہ "میرا یہ قدم ہر ولیُ اللہ کی گردن پر ہے"۔ ہم نے اپنے پاس تاریخ نوٹ کرلی، پھر بغداد سے خبر موصول ہوئی کہ شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بالکل اُسی دن یہ اعلان فرمایا تھا جو تاریخ ہم نے نوٹ کر رکھی تھی!"۔

---

(۱) المرجع نفسه، صـ۳٤، ملتقطاً.

(۲) اس علاقے (طَفْسُونَج) کا موجودہ نام "سلمان پاک (Salman Pak) ہے، جو بغداد شریف (Baghdad) اور واسط شہر (wasit City) کے درمیان "نعمانیہ" (Numaniyah) کے بالمقابل، دریائے دجلہ کے مشرق میں ایک بڑا گاؤں ہے، اور اس میں قدیم کھنڈرات کے آثار آج بھی موجود ہیں، یہ گاؤں بغداد شریف سے پینتالیس ۴۵ کلومیٹر دُوری پر واقع ہے۔ [انظر: "مجلّة لغة العرب العراقيّة" بابُ المكاتبة والمذاكرة، ۹/ ۱۳۸].

حدیثِ چہارُم ۴:[1] "أخبرَنا الفقيهُ أبو علي إسحاق بن علي بن عبد الله بن عبد الدائم بن صالح الهَمداني الصّوفي الشّافعي المحدِّث قال: أخبرَنا الشيخُ الجليل الأصل أبو محمّد عبد اللطيف ابن الشيخ أبي النجيب عبد القاهر بن عبد الله بن محمد بن عبد الله السُهروَردي ثمّ البغدادي، الفقيه الشافعي الصُوفي قال: حضرَ أبي أبو النجيب ببغداد بمجلس الشيخ عبد القادر رضي الله تعالى عنهما فقال الشيخ عبد القادر: "قدمِي هذه على رَقَبَةِ كلِّ وليِّ الله" فطأطأَ أبي رأسَه حتّى كادت تبلغ الأرضَ، وقال: "على رأسي، على رأسي، على رأسي!" يقولها: ثلاثاً"[2].

فرمانِ غوثِ اعظم پر
شیخ ابو نجیب عبد القاہر بن عبد اللہ سُہرَوَردی نے بھی گردن جھکائی

"ہم سے فقیہ ابو علی اسحاق بن علی بن عبد اللہ بن عبد الدائم بن صالح ہمدانی

---

(۱) **نوٹ:** اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے تصریح فرمائی کہ یہاں ہم "بَہجۃ الاَسرار" سے گیارہ ۱۱ حدیثیں ذکر کریں گے، مگر حدیثِ دُوم ۲، سوم ۳ اور چہارُم ۴، تین حدیثیں اصل ("فتاوی رضویہ" قدیم، جلد ۱۲) میں موجود نہیں ہیں، بلکہ ان کی جگہ بیاض ہے۔ حدیثِ دُوم ۲ کی سند کا ابتدائی حصّہ اصل میں مذکور ہونے کی وجہ سے اس کی نشان دہی ہوگئی، مگر حدیثِ سوم ۳ وچہارُم ۴ کے بارے میں معلوم نہیں ہوسکا کہ وہ کونسی تھیں! تاہم احادیثِ مذکورہ کے مضمون کو دیکھتے ہوئے، حدیثِ دُوم ۲ کے متّصل بعد والی دو ۲ حدیثیں ہم نے "بَہجۃ الاَسرار" سے نقل کردی ہیں، جن کا مضمون کافی حد تک احادیثِ مذکورہ سے یگانگت رکھتا ہے، اس طرح گیارہ ۱۱ اَحادیث پوری ہوگئیں، والله تعالى أعلم بحقيقة الحال!. [علّامہ حافظ عبد السّتّار سعیدی]

(۲) "بهجة الأسرار" ذكر مَن حنَا رأسَه من المشايخ ...إلخ، صـ٣٤، ملتقطاً.

صوفی شافعی محدّث نے بیان کیا، کہ ہم سے شیخ جلیلُ الاصل ابو محمد عبداللطیف ابن شیخ ابونجیب عبد القاہر بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ سُہرَوَردی ثم بغدادی، فقیہِ شافعی صُوفی نے بیان کیا، کہ میرے والد ماجد ابوالنجیب بغداد میں شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حاضر تھے، شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجلس میں فرمایا: "میرا یہ قدم ہر ولیُ اللہ کی گردن پر ہے" تو میرے والد نے اِس حد تک سر جھکایا کہ وہ زمین کے قریب جا پہنچا، اور تین ۳ بار کہا: "میرے سر پر، میرے سر پر، میرے سر پر!"۔

حدیثِ پنجم ۵: "أخبرَنا الفقيهُ الجليل أبو غالب رزق الله ابن أبي عبد الله محمّد بن يوسف الرَقّي قال: أخبرَنا الشيخُ الصالح أبو إسحاق إبراهيم الرَقّي قال: أخبرَنا منصور قال: أخبرَنا القُدوةُ الشيخ أبو عبد الله محمّد بن ماجد الرَقّي، ح وأخبرَنا علي أبو الفُتوح نصر الله بن يوسف بن خليل البغدادي المحدِّث قال: أخبرَنا الشيخ أبو العبّاس أحمد بن إسماعيل بن حمزة الأزجي قال: أخبرَنا الشيخان: أبو المظفّر منصور بن المبارك، والإمام أبو محمّد عبد الله ابن أبي الحسن ابن أبي الفضل الشّامي، الحباري الأصل، البغدادي الدار، ثمّ الأصبهاني، قالوا: سمعنا السيِّدَ الشريف الشيخ القُدوةَ أبا سعيد القيلوي رضي الله تعالى عنه يقول: لمّا قال الشيخُ عبد القادر: "قدمِي هذه على رَقَبةِ كلِّ وليِّ الله" تجلّي الحقُّ عزّ وجلّ على قلبه، وجاءتْه خلعةٌ من رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم على يدِ طائفةٍ من الملائكة المقرَّبين، وألبسَها بمحضر من جميع الأولياء، مَن تقدّم منهم ومَن تأخّر، الأحياء بأجسادهم،

والأموات بأرواحهم، وكانت الملائكةُ ورِجالُ الغَيب حافِين بمَجلسه، واقِفين في الهواء صُفوفاً، حتّى استدّ الأُفقُ بهم، ولم يبقَ وليٌّ في الأرض إلّا حَنَا عُنقَه"(۱).

فرمانِ غوثِ اعظم کی تعمیل میں رُوئے زمین کے تمام اَولیاء نے گردن جھکائی

"مصنّف قدّس سرّہٗ نے کہا کہ ہم سے فقیہ جلیل القدر رزق اللہ ابن ابی عبد اللہ محمد بن یوسف رَقّی نے بیان کیا، کہ ہم کو شیخ صالح ابو اسحاق ابراہیم رَقّی نے خبر دی، کہ ہم کو شیخ امام ابو عبد اللہ محمد بن ماجد رَقّی نے خبر دی، **نیز** ہمیں سندِ عالی سے ابو الفتح نصر اللہ بن یوسف بن خلیل بغدادی محدِّث نے خبر دی، کہ ہم کو شیخ ابو العباس احمد بن اسماعیل بن حمزہ اَزجی نے خبر دی، کہ ہم کو شیخ ابو المظفر منصور بن مبارک وامام ابو محمد عبد اللہ ابن ابی الحسن ابن ابی الفضل شامی حباری بغدادی، ثم اصفہانی نے خبر دی، ان سب حضرات نے فرمایا کہ ہم نے سیّد شریف شیخ امام ابو سعید قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا، کہ جب حضرت شیخ عبد القادر نے فرمایا کہ **"میرا یہ قدم ہر ولیُ اللہ کی گردن پر"** اُس وقت اللہ عزّوجلّ نے ان کے قلب مبارک پر تجلّی فرمائی، اور حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک گروہِ ملائکۂ مقرّبین کے ہاتھ ان کے لیے خلعت بھیجی، اور تمام اَولیائے اوّلین وآخِرین کا مجمع ہوا، جو زندہ تھے وہ بدن کے ساتھ حاضر ہوئے، اور جو انتقال فرماگئے تھے ان کی اَرواحِ طیّبہ آئیں، ان سب کے سامنے وہ خلعت حضرت غَوثیت کو پہنایا گیا، ملائکہ اور رِجالُ الغیب کا اس وقت ہُجوم تھا، ہَوا میں پَرے باندھے کھڑے تھے، تمام اُفُق ان

(۱) المرجع نفسه، ذكر إخبار المشايخ بالكشف عن هيئة الحال ...إلخ، صـ۲۳، ۲٤، ملتقطاً.

سے بھر گیا تھا، اور رُوئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہ تھا جس نے گردن نہ جھکا دی ہو"
والحمد لله ربّ العالمین! ع

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اُونچے اُونچوں کے سَروں سے قدم اعلیٰ تیرا

سَر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اَولیاء مَلتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا[1]

تاجِ فرقِ عُرفا کِس کے قدم کو کہیے
سَر جسے باج دیں وہ پاؤں ہے کس کا؟ تیرا[2]

گردنیں جھک گئیں، سَر بچھ گئے، دل لَوٹ گئے
کشفِ ساق آج کہاں؟ یہ تو قدم تھا تیرا[3]

حدیثِ ششم ۶: "قال -أعلى الله تعالى مَقاماتِه-: أخبرَنا أبو محمّد الحسن بن أحمد بن محمّد، وخلَف بن أحمد بن محمّد الحريمي قال: أخبرَنا جدِّي محمّد بن دنف قال: أخبرَنا الشّيخُ أبو القاسم ابن أبي بكر بن أحمد قال: سمعتُ الشيخَ خليفة رضي الله تعالى عنه وكان كثيرَ الرؤيا لرسول الله

(۱) "حدائقِ بخشش" وصل ۲، دَر منقبت آقائے اکرم غوثِ اعظم، حصہ اوّل، ۱۹۔
(۲) ایضًا، وصل ۳ دَر حُسن مُفاخَرت اَز سرکارِ قادریت، ۲۷۔
(۳) ایضًا، ۲۶۔

ﷺ يقول: رأيتُ رسولَ الله ﷺ فقلتُ له: يا رسولَ الله! لقد قال الشيخُ عبد القادر: "قدمِي هذه على رَقَبَةِ كلِّ وليِّ الله" فقال: صدقَ الشيخُ عبد القادر! وكيف لا؟ وهو القُطبُ وأنا أرعاه!"(۱).

عبد القادر نے سچ کہا، اور کیوں نہ ہو؟ کہ وہی قُطب ہیں اور میں ان کا نگہبان

"مصنّف نے کہا-اللہ تعالیٰ اُن کا مرتبہ بلند فرمائے- کہ ہم کو ابو محمد حسن بن احمد بن محمد، اور خلَف بن احمد بن محمد حریمی نے خبر دی، کہ ہم کو میرے جَد محمد بن دنف نے خبر دی، کہ ہم کو شیخ ابوالقاسم ابن ابی بکر احمد نے خبر دی، کہ میں نے شیخ خلیفہ اکبر ملکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا، اور وہ حضور اقدس ﷺ کے دیدار مبارک سے بکثرت مشرَّف ہوا کرتے تھے، فرمایا کہ خدا کی قسم بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا! عرض کی: یارسول اللہ! شیخ عبد القادر نے فرمایا کہ "میرا یہ قدم ہر ولیُ اللہ کی گردن پر" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "عبد القادر نے سچ کہا! اور کیوں نہ ہو؟ کہ وہی قُطب ہیں اور میں اُن کا نگہبان ہوں!"۔

سیّدنا غوثِ اعظم کو رِجالُ الغیب نے سلامی دی

الحمدللہ! اللہ نے ہمارے آقا کو اِس کہنے کا حکم دیا، کہتے وقت اُن کے قلبِ مبارک پر تجلّی فرمائی، نبی ﷺ نے خَلعت بھیجا، تمام اَولیائے اوّلین وآخِرین جمع کیے گئے، سب کے مُواجہ میں پہنایا گیا، ملائکہ کا جمگھٹ ہوا، رِجالُ الغیب نے سلامی دی، تمام جہان کے

---

(۱) "بهجة الأسرار" ذكر أخبار المشايخ بالكشف عن هيئة الحال ...إلخ، صـ۲۷، ملتقطاً.

اَولیاء نے گردنیں جھکا دیں! اَب جو چاہے راضی ہو جو چاہے ناراض، جو راضی ہو اُس کے لیے رضا! جو ناراض ہو اُس کے لیے ناراضی! جس کا جی جلے اس سے کہو: قُل: مُوتُوا بغَيظكم! إنّ الله عليمٌ بذات الصُدور، ولله الحجّةُ البالغة!(۱).

حدیثِ ہفتم ۷: "قال -بيّض الله تعالى وجهَه-: أخبرَنا الحسنُ بن نجَيم الحَوراني قال: أخبرنا الشّيخُ العارف علي بن إدريس اليعقوبي، قال: سمعتُ الشّيخَ عبد القادر رضي الله عنه يقول: الإنسُ لهم مشايخ، والجنُّ لهم مشايخ، والملائكةُ لهم مشايخ، وأنا شيخُ الكلّ. قال: وسمعتُه في مرض موتِه يقول لأولادِه: بيني وبينكم وبين الخَلق كلِّهم، بُعد ما بين السّماء والأرض، لا تقيسُوني بأحدٍ، ولا تقيسُوا عليَّ أحداً!"(۲).

غوثِ پاک کا فرمان کہ "میں ان سب کا پیر ہوں"

"مصنّف (شیخ علی بن یوسف شَطنوفی) رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا -اللہ تعالی اُن کے چہرے کو رَوشن کرے- کہ ہم سے حَسن بن نجَیم حَورانی نے بیان کیا، کہ ہم کو ولیٔ جلیل حضرت علی بن ادریس یعقوبی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے خبر دی، کہا کہ میں نے حضرت سرکارِ غوثیت رضی اللہ تعالٰی عنہ کو سنا کہ فرماتے تھے کہ "آدمیوں کے لیے پیر ہیں، قَومِ جن کے لیے پیر ہیں، فرشتوں کے لیے پیر ہیں، اور میں سب کا پیر ہوں"۔ اور میں نے حضور کو اس

---

(۱) "فتاوی رضویہ" "کتاب المناقب والفضائل، رسالہ "طَردُ الأفاعي" ۱۹/۴۸۹- ۴۹۲۔

(۲) "بهجة الأسرار" ذكر كلمات أخبر بها عن نفسه ...إلخ، صـ۵۱، ۵۲، ملتقطاً.

مرض مبارک میں جس میں وصال اقدس ہوا، سُنا کہ اپنے شاہزادگانِ کرام سے فرماتے تھے کہ "مجھ میں اور تم میں اور تمام مخلوقاتِ زمانہ میں، وہ فرق ہے جو آسمان وزمین میں ہے! مجھ سے کسی کو نسبت نہ دو، اور مجھے کسی پر قیاس نہ کرو!"۔

حدیثِ ہشتم ۸: "قال -طيّبَ الله تعالى ثَراه-: أخبرَنا أبو المعالي صالح بن أحمد المالكي قال: أخبرَنا الشيخُ أبو الحسن البغدادي، المعروف بالخفاف، والشيخُ أبو محمّد عبد اللطيف البغدادي -المعروف بالمُطَرِّز- قال أبو الحسن: أخبرَنا شيخُنا الشيخ أبو السعود أحمد ابن أبي بكر الحريمي -سنةَ ثمانين وخمسمئة ٥٨٠م- وقال أبو محمد: أخبرَنا شيخُنا عبد الغني بن نقطة قال: أخبرَنا شيخُنا أبو عَمرو عثمان الصَّرِيفيني، قالَا: والله! ما أظهرَ الله تعالى ولا يُظهِر إلى الوُجود، مثلَ الشيخ مُحيّ الدين عبد القادر رضي الله تعالى عنه"(۱).

اللہ تعالیٰ نے شیخ عبد القادر جیلانی کا مثل نہ پیدا کیا نہ کبھی کرے

"مصنّف -اللہ تعالیٰ اُن کی قبر کو خوشبودار بنائے- نے کہا، کہ ہم کو ابوالمعالی صالح بن احمد مالکی نے خبر دی، کہ ہم کو دو ۲ مشایخ کِرام نے خبر دی: ایک شیخ ابوالحسن بغدادی، معروف بہ خفاف، دوسرے شیخ ابو محمد عبد اللطیف بغدادی، معروف بہ مُطرِّز۔ اوّل نے کہا کہ ہمارے پیرو مرشد حضرت شیخ ابوالسعود احمد ابن ابی بکر حریمی قدّس سرّہٗ نے ہمارے سامنے ۸۵۰ھ میں فرمایا، اور دُوم نے کہا کہ ہم کو ہمارے

---

(۱) المرجع نفسه، ذكر فصول من كلامه مرصَّعاً بشيء من عجائب أحواله، صـ٥٧، ملخّصاً.

مرشد حضرت عبدالغنی بن نقطہ نے خبر دی، کہ ان کے سامنے ان کے مرشد حضرت شیخ ابو عَمرو عثمان صریفینی قدس سرہ نے فرمایا کہ "خدا کی قسم! اللہ عزوجل نے اَولیاء میں حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مثل نہ پیدا کیا، نہ کبھی پیدا کرے!" ع

بقسم کہتے ہیں شاہانِ صریفین وحریم
کہ ہُوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا[1]

حدیثِ نہم۹: "قال -رفع الله تعالى كتابَه في علّيين-: أخبرَنا الشيخ أبو المَحاسن يوسف بن أحمد البصري قال: سمعتُ الشيخَ العالم أبا طالب عبد الرحمن بن محمد الهاشمي الواسطي قال: سمعتُ الشيخَ القُدوةَ جمالَ الدّين أبا محمد بن عبد البصري بها يقول: وقد سُئل عن الخضر عليه الصلاة والسلام: أحيٌّ هو أم ميّتٌ؟ قال: اجتمعتُ بأبي العبّاس الخضر عليه الصلاة والسلام وقلتُ: أخبِرْني عن حال الشيخ عبد القادر! قال: هو فردُ الأحباب، وقطبُ الأولياء في هذا الوقت، وما أرسَلَ اللهُ تعالى وليّاً إلى مقام، إلّا وكان الشيخُ عبد القادر أعلاه، ولا سقَى اللهُ حبيباً كأساً مِن حُبّه، إلّا وكان الشيخُ عبد القادر أهنَاه، ولا وهبَ اللهُ لمقرَّبٍ حالاً، إلّا وكان الشيخُ عبد القادر أجلَّه. وقد أودعَه اللهُ تعالى سِرّاً من أسرارِه سبقَ به جُمهورَ الأولياء، وما اتّخذ اللهُ وليّاً كان أو يكون، إلّا وهو متأدِّبٌ معه إلى يوم القيامة"[2].

---

(۱) "حدائقِ بخشش"، فصل ۳، در حُسنِ مُفاخرت اَز سرکارِ قادریت، حصہ اوّل، ص۲۴۔
(۲) "بهجة الأسرار" ذكر احترام المشايخ والعلماء له وثنائهم عليه، الشيخ =

اوّلین وآخِرین تمام اَولیاء، شیخ عبد القادر کا ادب کرتے ہیں

"مصنّف -اللہ تعالی اُن کے نامۂ اعمال کو علیین میں بلند کرے- نے کہا کہ ہم کو شیخ ابوالمحاسن یوسف بن احمد بصری نے خبر دی، کہ میں نے شیخ ابو طالب عبدالرحمن بن محمد ہاشمی واسطی سے سنا، کہتے تھے کہ میں نے شیخ امام جمال الملۃ والدین حضرت ابو محمد بن عبد بصری رضی اللہ تعالی عنہ سے بصرہ میں سنا، ان سے سوال ہوا تھا کہ حضرت خضر علیہ الصلوۃ والسلام زندہ ہیں یا انتقال ہوا؟ فرمایا کہ میں حضرت خضر علیہ الصلوۃ والسلام سے ملا اور عرض کی کہ مجھے حضرت شیخ عبدالقادر کے حال سے خبر دیجیے! حضرت خضر نے فرمایا کہ وہ آج تمام محبوبوں میں یکتا، اور تمام اَولیاء کے قُطب ہیں، اللہ تعالی نے کسی ولی کو کسی مقام تک نہ پہنچایا، جس سے اعلی مقام شیخ عبدالقادر کو نہ دیا ہو! نہ کسی حبیب کو اپنا جامِ محبت پلایا، جس سے خوشگوار تر شیخ عبد القادر نے نہ پیا ہو! نہ کسی مقرّب کو کوئی حال بخشا کہ شیخ عبدالقادر اُس سے بزرگ تر نہ ہوں! اللہ نے ان میں اپنا وہ راز وَدیعت رکھا ہے، جس سے وہ جُمہور اَولیاء پر سبقت لے گئے! اللہ تعالی نے جتنوں کو ولایت دی اور جتنوں کو قیامت تک دے، سب شیخ عبدالقادر کے حضور ادب کیے ہوئے ہیں!" ؏

جو ولی قبل تھے، یا بعد ہوئے، یا ہوں گے

سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا[1]

حدیثِ دہم ۱۰: "قال -رفعَ الله تعالى درجاتِه في الفردَوس-:

=

أبو محمّد القاسم بن عبد البصري، صـ۳۲۵، ۳۲۶، ملتقطاً.

(۱) "حدائقِ بخشش" فصل ۳، در حسنِ مُفاخَرت اَز سرکارِ قادریت، حصہ اوّل، ص۲۳۔

أخبرَنا الشّريف أبو عبد الله محمد بن الخضر الحسَيني الموصلي قال: سمعتُ أبي يقول: كنتُ يوماً جالساً بين يدَي سيِّدي الشيخ محيّ الدين عبد القادر ﷺ، فخطرَ في قلبي زيارةَ الشيخ أحمد الرفاعي ﷺ فقال لي الشيخُ: أتحبُّ زيارةَ الشيخ أحمد؟ قلتُ: نعم، فأطرقَ يسيراً ثمّ قال لي: يا خضرُ ها الشيخ أحمد! فإذا أنا بجانبه، فرأيتُ شيخاً مُهاباً، فقمتُ إليه وسلّمتُ عليه، فقال لي: يا خضرُ! ومَن يَرى مثلَ الشيخ عبد القادر سيِّد الأولياء، يتمنّى رؤيةَ مِثلي؟ وهل أنا إلّا مِن رعيّته! ثمّ غاب. وبعد وفاة الشيخ انحدرتُ من بغداد إلى أمّ عبيدة لأزُورَه، فلمّا قدمتُ عليه إذَن هو الشيخُ الذي رأيتُه في جانب الشيخ عبد القادر ﷺ في ذلك الوقت، لم تُجدِّد رؤيتُه عندي زيادةَ معرفةٍ به، فقال لي: يا خضرُ! ألم تكفِك الأُولى؟"[1].

شیخ احمد کبیر رِفاعی بھی حضور غوثِ اعظم کی رَعیت میں سے ہیں

"مصنّف نے کہا- اللہ تعالی جنّتِ فردَوس میں اُن کے درجے بلند فرمائے- کہ ہم کو سیّد حسینی ابو عبداللہ محمد بن خضر مُوصلی نے خبر دی، کہ میں نے اپنے والد ماجد کو فرماتے سنا، کہ ایک روز میں حضرت سرکارِ غوثیت رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کے حضور حاضر تھا، میرے دل میں خطرہ آیا کہ شیخ احمد رفاعی رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کی زیارت کروں! حضور نے فرمایا کہ کیا شیخ احمد کو دیکھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کی: ہاں حضور! تھوڑی دیر سر مبارک جھکایا پھر مجھ

---

(١) "بهجة الأسرار" ذكر احترام المشايخ والعلماء له وثنائهم عليه، ذكر أحمد بن أبي الحسن الرفاعي، صـ٤٤٣، ملتقطاً.

سے فرمایا: اے خضر! لو یہ ہیں شیخ احمد! اَب جو میں دیکھوں تو اپنے آپ کو حضرت احمد رفاعی کے پہلو میں پایا، اور میں نے اُن کو دیکھا کہ رُعب دار شخص ہیں، میں کھڑا ہوا اور انہیں سلام کیا، اس پر حضرت رفاعی نے مجھ سے فرمایا کہ اے خضر! وہ جو شیخ عبد القادر کو دیکھے، جو تمام اولیاء کے سردار ہیں، وہ میرے دیکھنے کی تمنّا کرے؟! میں تو انہی کی رَعیت میں سے ہوں! یہ فرماکر میری نظر سے غائب ہوگئے۔ پھر حضور سرکارِ غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصالِ اقدس کے بعد بغداد شریف سے، حضرت سیّدی احمد رفاعی کی زیارت کو اُمّ عبیدہ گیا، انہیں دیکھا تو وہی شیخ تھے جن کو میں نے اُس دن حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں دیکھا تھا! اُس وقت کے دیکھنے نے کوئی اَور زیادہ اِن کی شناخت مجھے نہ دی، حضرت رفاعی نے فرمایا کہ اے خضر! کیا پہلی (زیارت) تمہیں کافی نہ تھی؟"۔

حدیثِ یازدہم ۱۱: "قال -جمعنا الله تعالى وإيّاه يومَ الحشر تحت لواءِ الحضرة الغَوثيّة-: أخبرَنا أبو القاسم محمد بن عُبادة الأنصاري الحلَبي قال: سمعتُ الشيخَ العارف أبا إسحاق إبراهيم بن محمود البَعلبكّي المُقرِئ قال: سمعتُ شيخَنا الإمامَ أبا عبد الله محمد البطائحي قال: انحدرتُ في حياة سيِّدي الشيخ محيّ الدين عبد القادر رضي الله تعالى عنه إلى أمّ عبيدة، وأقمتُ برواق الشيخ أحمد رضي الله تعالى عنه أيّاماً، فقال لي الشيخُ أحمد يوماً: اذكرْ لي شيئاً مِن مَناقب الشيخ عبد القادر وصفاتِه، فذكرتُ له شيئاً منها، فجاء رجلٌ في أثناءِ حدِيثي فقال لي: مَه! لا تذكرْ عندنا مَناقبَ غيرِ مناقب هذا! -وأشار إلى الشيخ أحمد- فنظرَ إليه الشيخُ

أحمد مُغضِباً، فرُفع الرجلُ من بين يدَيه ميّتاً، ثمّ قال: ومَن يستطع وصفَ مَناقب الشيخ عبد القادر؟! ومَن يبلغ مَبلغَ الشيخ عبد القادر؟! ذلك رجلٌ بحرُ الشريعة عن يمينه، وبحرُ الحقيقة عن يَساره، مِن أيّهما شاء اغترف! الشيخ عبد القادر لا ثانيَ له في عصرنا هذا!. قال: وسمعتُه يوماً يُوصِي أولادَ أختِه وأكابرَ أصحابه، وقد جاء رجلٌ يُوَدِّعه مسافراً إلى بغداد، قال له: إذا دخلتَ إلى بغداد فلا تقدِّم على زيارة الشيخ عبد القادر شيئاً إن كان حيّاً، ولا على زيارةِ قبرِه إن كان ميِّتاً، فقد أُخذَ له العهدُ: أيّما رجل من أصحاب الأحوال، دخل بغدادَ ولم يزُرْه، سلبَ حالُه، ولو قبَيل الموت. ثمّ قال: والشيخُ محيّ الدين عبد القادر حسرةٌ على مَن لم يرَه رضي الله تعالى عنه"[1].

فرمانِ شیخ احمد کبیر رفاعی: "شیخ عبد القادر کا کوئی ثانی نہیں"

"مصنّف نے کہا- اللہ تعالی ہمیں اور انہیں یومِ حشر غوثِ اعظم کے جھنڈے کے نیچے جمع فرمائے- کہ ہم کو ابو القاسم محمد بن عُبادہ انصاری حلَبی نے خبر دی، کہ میں نے شیخ عارف باللہ ابو اسحاق ابراہیم بن محمود بعلبکی مُقرِی کو فرماتے سنا، کہا کہ میں نے اپنے مرشِد امام ابو عبد اللہ بطائحی کو سنا کہ فرماتے تھے، کہ میں حضور سرکارِ غوثیت رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانے میں اُم عبیدہ گیا، اور حضرت سیّدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالی عنہ کی خانقاہ میں چند روز مقیم رہا، ایک روز حضرت رفاعی نے مجھ سے فرمایا کہ ہمیں حضرت شیخ عبد القادر کے کچھ مَناقب واَوصاف سناؤ! میں نے کچھ مَناقب شریف اُن کے سامنے بیان کیے،

---

(١) المرجع نفسه، صـ٤٤٣، ٤٤٤.

میرے اَثنائے بیان میں ایک شخص آیا اور اُس نے مجھ سے کہا کہ کیا ہے؟! اور حضرت سیّد رفاعی کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ہمارے سامنے ان کے سوا کسی کے مَناقب ذکر نہ کرو! یہ سنتے ہی حضرت سیّد رفاعی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اُس شخص کو ایک غضب کی نگاہ سے دیکھا، کہ فوراً اُس کا دَم نکل گیا، لوگ اُس کی لاش اُٹھا کر لے گئے، پھر حضرت سیّد رفاعی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ "شیخ عبد القادر کے مَناقب کون بیان کر سکتا ہے؟! شیخ عبد القادر کے مرتبہ کو کون پہنچ سکتا ہے؟! شریعت کا دریا اُن کے دَہنے ہاتھ پر ہے، اور حقیقت کا دریا اُن کے بائیں ہاتھ پر، جس میں سے چاہیں پانی پی لیں! ہمارے اس وقت میں شیخ عبد القادر کا کوئی ثانی نہیں!"۔

امام ابو عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے حضرت رفاعی کو سنا، کہ اپنے بھانجوں اور اکابر مریدین کو وصیت فرماتے تھے، ایک شخص بغداد مقدّس کے ارادے سے اُن سے رخصت ہونے آیا تھا، فرمایا: جب بغداد پہنچو تو حضرت شیخ عبد القادر اگر دنیا میں تشریف فرما ہوں تو اُن کی زیارت، اور پردہ فرما جائیں تو اُن کے مزار مبارک کی زیارت سے پہلے کوئی کام نہ کرنا؛ کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اُن سے عہد فرما رکھا ہے کہ "جو کوئی صاحبِ حال بغداد آئے اور اُن کی زیارت کو نہ حاضر ہو، اس کا حال سَلب ہو جائے، اگرچہ اُس کے مرتے وقت"۔ پھر حضرت رفاعی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ شیخ عبد القادر حسرت ہیں اُس پر جسے اُن کا دیدار نہ ملا!"۔

یہ کمینہ بندۂ بارگاہ عرض کرتا ہے: ع

اے حسرت آنانکہ ندیدند جمالت

محروم مَدار ایں سگ خود راز نوالت

"جنہوں نے آپ (سرکار غوثِ اعظم) کا جمال نہ دیکھا اُن پر حسرت ہے
اِس کتے (یعنی حقیر پُر تقصیر) کو اپنی عطا سے محروم نہ رکھیں !"
بحرمة جدِّك الكريم، عليه ثمّ عليك الصّلاةُ والتسليم![1].

حضرت غَوثیت کی شان میں گستاخی سے ڈرو!

امام اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ "مسلمان ان احادیثِ صحیحہ جلیلہ کو دیکھے، اور اس شخص کے مثل اپنا حال ہونے سے ڈرے، جس کا خاتمہ حضرت غَوثیت کی شان میں گستاخی، اور حضرت سیّد رفاعی کے غضب پر ہوا (والعیاذ باللہ ربّ العالمین) اے شخص! ظاہرِ شریعت میں حضرت سرکارِ غَوثیت کی محبت، بایں معنی رُکنِ ایمان نہیں کہ جو اِن سے محبت نہ رکھے شرع اسے فی الحال کافر کہے، یہ تو صرف انبیاء -علیہم الصلاۃ والثناء- کے لیے ہے، مگر واللہ! کہ اِن کے مخالف سے اللہ عزّوجلّ نے لڑائی کا اعلان فرمایا ہے، خصوص کا انکار نُصوص کے انکار کی طرف لے جاتا ہے، عبد القادر کا انکار قادرِ مطلق -عزّ جلالہ- کے انکار کی طرف کیوں نہ لے جائے گا؟! ع

بازِ اَشہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پِھرنی
دیکھ اُڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا

شاخ پر بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے
کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرا تیرا[2]

---

(۱) دیکھیے: "فتاوی رضویہ" "کتاب المناقب والفضائل، رسالہ "طَردُ الأفاعي" ۱۹/ ۴۹۴- ۴۹۷۔

(۲) "حدائقِ بخشش" "وصلِ ۴، در مُنافحتِ اَعداء واِستعانت اَز آقا رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ص۲۹، ۳۰۔

والعياذ بالله القادر ربِّ الشّيخ عبد القادر، وصلّى الله تعالى وبارَك وسلَّم على جدِّ الشيخ عبد القادر، ثمّ على الشيخ عبد القادر، آمين!.

تذییل

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہاں فرماتے ہیں، کہ اخیر میں ہم دو۲ جلیل القدر اَجلّۃ المشاہیر، علمائے کِبار مکّہ معظّمہ کے کلمات ذکر کرتے ہیں، جن کی وفات کو تین سو ۳۰۰ برس سے زائد ہوئے: اوّل: امامِ اَجلّ ابنِ حجر مکّی شافعی، دُوم ۲: علاّمہ علی قاری مکّی حنفی صاحبِ "مرقاۃ شرحِ مشکاۃ" وغیرہا کتبِ جلیلہ؛ دو۲ غرض سے:

اہلِ حرمین طیبین اٹھتے بیٹھتے حضور غوثِ اعظم کا نام ذکر کرتے ہیں

ایک یہ کہ اگر دو۲ مطرودوں، مخذولوں، گمناموں، مجہولوں: واسطی[1] وقرمانی[2] کی طرح کسی کے دل میں کتابِ مستطاب "بَہجۃ الاَسرار شریف" سے آگ ہو، تو اِن سے لاگ کی تو کوئی وجہ نہیں؛ یہ بالاتفاق اَجِلّہ اکابر علماء ہیں!۔

دوسرے یہ کہ دونوں صاحب اکابر مکّہ معظّمہ سے ہیں، تو اس اِفتراء کا جواب ہوگا جو مخالف نے اہلِ عرب پر کیا، حالانکہ غالبًا "تاریخ الحرمین" وغیرہ میں ہے، اور حاضریٔ حرمین طیبین سے مشرّف ہونے والا جانتا ہے، کہ اہلِ حرمین طیبین بعد حضور پُرنور سیّدِ

---

(۱) یہاں عبد الرحمن بن عبد المحسن واسطی مراد ہے، جس نے اپنی کتاب "ترياق المحبين في سيرة سلطان العارفين الإمام الرفاعي رحمہ اللہ تعالیٰ" میں امام علی بن یوسف شطنوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر مختلف اِفتراء باندھے ہیں، اور "بهجة الأسرار" میں مذکور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعدّد فضائل ومناقب اور نسَب وغیرہ کا انکار کیا ہے۔

(۲) "قرمانی" سے مراد کون ہے؟ اس بات کا فی الحال تعیُّن نہیں کیا جاسکا۔

عالَم ﷺ کے اٹھتے بیٹھتے، حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کرتے ہیں، اور حضور کے برابر کسی کا نام نہیں لیتے، ان حضرات کی بھی گیارہ ۱۱ ہی عبارات نقل کریں:

امام ابنِ حجر مکّی اور مُلّا علی قاری کی گیارہ عبارات

(۱) علّامہ علی قاری حنفی مکّی متوفّی ۱۰۱۴ھ کتاب "نزهة الخاطر الفاتر في ترجمة سيِّدي الشّريف عبد القادر" میں فرماتے ہیں: "لقد بلغَني عن بعض الأكابر، أنّ الإمامَ الحَسن ابن سيِّدنا علي رضي الله عنهما لما تركَ الخلافةَ؛ لما فيها من الفتنة والآفة، عوّضَه الله سبحانه وتعالى القُطبيّةَ الكُبرى فيه وفي نسلِه، وكان رضي الله عنه القطبَ الأكبرَ، وسيِّدُنا السيِّد الشيخ عبد القادر هو القطبُ الأوسَط، والمَهديُ خاتمة الأقطاب"[1].

"بے شک مجھے اکابر سے پہنچا کہ سیّدنا امام حَسن مجتبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب بخیال فتنہ وبلا، یہ خلافت ترک فرمائی، اللہ عزّوجلّ نے اس کے بدلے اِن میں اور اِن کی اَولادِ اَمجاد میں غَوثیتِ عظمیٰ کا مرتبہ رکھا، پہلے قُطبِ اکبر خود حضور سیّد امام حَسن ہوئے، اور اَوسط میں حضور سیّدنا سیّد عبد القادر، اور آخر میں حضرت امام مَہدی ہوں گے، رضِی اللہ تعالی عنہم اجمعین۔

جمیع اَولیائے زمانہ میں بے شک امام رِفاعی اور امام شاذلی بھی ہیں

(۲) اسی میں ہے: "مِن مشايخه حمّادُ الدبّاس رضي الله عنه، روى أنّ يوماً كان سيِّدنا عبد القادر عنده في رباطه، ولما غاب مِن حضرته قال: إنّ لهذا الشاب الشّريف قدماً يكون على رقاب أولياء الله، يصير مأموراً

---

(۱) "نزهة الخاطر" صـ۱۹، ملخّصاً.

من عند مولاه بأن يقول: "قدمِي هذه على رقبةِ كلِّ وليِّ الله" ويتواضعُ له جميعُ أولياء الله في زمانه، ويعظِّمونَه؛ لظُهور شأنِه"[1].

"حضرت حمّاد دَبّاس حضور سیّدنا غوث اعظم کے مشائخ سے ہیں -رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین- ایک روز انہوں نے سرکارِ غوثیت کی غَیبت (غیر موجودگی) میں فرمایا، کہ اِن جوان سیّد کا قدم تمام اَولیاء کی گردن پر ہوگا، انہیں اللہ عزّوجلّ حکم دے گا کہ فرمائیں: "میرا یہ قدم ہر ولیُ اللہ کی گردن پر [ہے]" اور ان کے زمانے میں جمیع اَولیاءاللہ ان کے لیے سر جُھکائیں گے، اور ان کے ظُہورِ مرتبہ کے سبب ان کی تعظیم بجالائیں گے!"۔

مامور مِن اللہ ہونا ملحوظ رہے! اور جمیع اَولیائے زمانہ میں بے شک حضرت سیّدی رفاعی[2] رضی اللہ تعالی عنہ بھی داخل!۔

شیخ عبد القادر جیلانی تمام اَقطاب کے قُطب اور غوثِ اعظم ہیں

(۳) اسی میں حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا "قدمِي هذه على رَقَبةِ كلِّ وليِّ الله" فرمانا، اور اَولیائے حاضرین وغائبین کا گردنیں جھکانا، اور قدم مبارک اپنی گردنوں پر لینا، اور ایک شخص کا انکار کرنا، اور اس کی ولایت سَلب ہو جانا، بیان کر کے فرماتے ہیں: "وهذا تنبيهٌ نَبيهٌ على أنّه قُطبُ الأقطاب والغَوثُ الأعظم"[3] "یہ رَوشن دلیلِ قاطع ہے اس پر، کہ حضور تمام قُطبوں کے قطب اور غوثِ اعظم ہیں!"۔

---

(۱) المرجع نفسه، صـ۲٤، ملتقطاً.

(۲) سیّدنا امام ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مشائخِ شاذلیہ بھی اس فرمان میں داخل ہیں۔

(۳) "نزهة الخاطر" صـ۲٥.

حضور غوثِ پاک اور تمام مخلوقاتِ زمانہ میں، زمین وآسمان کا فرق ہے

(۴) اسی میں ہے: "ومِن كلامِه ﷺ تحدُّثاً بنِعَم الله تعالى عليه: "بيني وبينكم وبينَ الخَلق كلِّهم، بُعد ما بين السّماء والأرض! فلا تقيسُوني بأحدٍ، ولا تقيسُوا عليَّ أحداً!" يعني فلا يُقاس الملوكُ بغيرهم، وهذا كلُّه من فُتوح الغيب المُبرَّء من كلِّ عيب"[1]. "حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ عزوجل کی اپنے اوپر نعمتیں ظاہر فرمانے کو جو کلام ارشاد فرمائے، اُن میں سے یہ ہے کہ فرمایا کہ "مجھ میں اور تمام مخلوقاتِ زمانہ میں وہ فرق ہے، جو آسمان وزمین میں! مجھے کسی سے نسبت نہ دو، اور مجھ پر کسی کو قیاس نہ کرو!"۔ (اس پر علّامہ علی قاری فرماتے ہیں:) اس لیے کہ سلاطین کا رَعیت پر قیاس نہیں ہوتا، اور یہ سب غیب کے فُتوحات سے ہے، جو ہر عَیب سے پاک وصاف ہے!"۔

(۵) اسی میں ہے: "وعن عبد الله بن علي بن عصرون التّميمي الشّافعي قال: دخلتُ -وأنا شابٌّ- إلى بغداد في طلب العلم، وكان ابنُ السَقا يومئذٍ رفيقِي في الاشتغال بالنظاميّة، وكنّا نتعبّد ونزور الصّالحين، وكان رجلٌ ببغداد يقال له: الغَوث، وكان يقال عنه: إنّه يَظهَر إذا شاء، ويَختفي إذا شاء، فقصدتُ أنا وابنُ السَّقا والشيخُ عبد القادر الجيلاني -وهو شابٌّ يومئذٍ- إلى زيارته، فقال ابنُ السَقا ونحن في الطريق اليومَ: أسألُه عن مسألةٍ لا يدري لها جواباً! فقلتُ: وأنا أسألُه عن مسألة، فأنظر ماذا يقول فيها! وقال سيِّدي الشّيخُ

---

(۱) المرجع نفسه، صـ۲۷.

عبد القادر -قدّس سرّه الباهر-: معاذ الله أن أسألَه شيئاً وأنا بين يدَيه! إذَن أنظرُ بركاتِ رؤيته. فلمّا دخلنا عليه لم نرَه في مكانه، فمكثنا ساعةً، فإذَن هو جالس، فنظرَ إلى ابن السَّقا مُغضِباً وقال له: وَيلك يا ابنَ السّقا! تسألني عن مسألةٍ لم أردّ لها جواباً؟ هي كذا وجوابها كذا! إنّي لأرَى نارَ الكفر تَلهب فيك! ثمّ نظرَ إليَّ وقال: يا عبدَ الله! تسألني عن مسألةٍ لتنظرَ ما أقول فيها؟ هي كذا وجوابها كذا! لتَخِرَّنَّ عليك الدّنيا إلى شحمتي أذنَيك بإساءةِ أدبك. ثمّ نظرَ إلى السيِّد عبد القادر وأدناه منه وأكرمَه وقال له: يا عبدَ القادر! لقد أرضيتَ الله ورسولَه بأدبك! كأنّي أراك ببغداد وقد صعدتَ على الكرسي متكلِّماً على الملإ، وقلتَ: "قدمِي هذه على رقبةِ كلِّ وليِّ الله" وكأنّي أرَى الأولياءَ في وقتك وقد حنوا رقابِهم؛ إجلالاً لك. ثمّ غاب عنّا لوقته فلم نره بعد ذلك. قال: وأمّا سيِّدي الشّيخ عبد القادر، فإنّه ظهرت أمارةُ قربه من الله ﷻ، واجتمع عليه الخاصُّ والعام، وقال: "قدمِي هذه على رقبةِ كلِّ وليِّ الله" وأقرّت الأولياءُ بفضله في وقته. وأمّا ابنُ السَّقا فرأى بنتاً للمَلِك حسينةً ففتنَ بها وسأل أن يزوّجَها به، فأبى إلّا أن يتنصّرَ، فأجابه إلى ذلك -والعياذ بالله تعالى-. وأمّا أنا فجئتُ إلى دِمشق وأحضرَني السّلطانُ نور الدين الشهيد، وولّاني على الأوقاف، فوُلّيتُها وأقبلتْ عليَّ الدّنيا إقبالاً كثيراً، قد صدقَ كلامُ الغَوث فينا كلِّنا"[1].

---

(١) انظر: "بهجة الأسرار" ذكر أخبار المشايخ عنه بذلك، صـ ١٩، ٢٠.

=

ابنِ سَقا کا انجام

"امام عبداللہ بن علی بن عصرون تمیمی شافعی سے روایت ہے: میں جوانی میں طلب علم کے لیے بغداد گیا، اس زمانے میں ابن السَقا "مدرسہ نظامیہ" میں میرے ساتھ پڑھا کرتا تھا، ہم عبادت اور صالحین کی زیارت کرتے تھے، بغداد میں ایک صاحب کو غَوث کہتے، اور اُن کی یہ کرامت مشہور تھی کہ جب چاہیں ظاہر ہوں، جب چاہیں نظروں سے چُھپ جائیں۔ ایک دن مَیں اور ابن السَقا اور اپنی نَو عمری کی حالت میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اُن غَوث کی زیارت کو گئے، راستے میں ابن السَقا نے کہا: آج اُن سے وہ مسئلہ پُوچھوں گا جس کا جواب انہیں نہ آئے گا۔ میں نے کہا: میں بھی ایک مسئلہ پُوچھوں گا، دیکھوں کیا جواب دیتے ہیں! حضرت شیخ عبدالقادر –قدّس سرّہ الاعلی– نے فرمایا: معاذاللہ کہ میں ان کے سامنے ان سے کچھ پُوچھوں! میں تو اُن کے دیدار کی برکتوں کا نظارہ کروں گا! جب ہم اُن غَوث کے یہاں حاضر ہوئے ان کو اپنی جگہ نہ دیکھا، تھوڑی دیر میں دیکھا تشریف فرماہیں!۔

اَولیاءاللہ کو آزمانا بے ادبی ہے

ابن السَقا کی طرف نگاہِ غضب کی اور فرمایا: تیری خرابی اے ابن السَقا! تُو مجھ سے وہ مسئلہ پُوچھے گا جس کا مجھے جواب نہ آئے؟ تیرا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے! بے شک میں کفر کی آگ تجھ میں بھڑکتی دیکھ رہا ہوں! پھر میری طرف نظر کی اور فرمایا: اے عبد اللہ! تم مجھ سے مسئلہ پُوچھو گے کہ میں کیا جواب دیتا ہوں؟ تمہارا مسئلہ یہ

=

و"نزهة الخاطر" صـ٦٨-٧٠، ملخّصاً.

ہے اور اس کا جواب یہ! ضرور تم پر دنیا اتنا گوبر کرے گی کہ کان کی لُو تک اس میں غرق ہو گے؛ بدلہ تمہاری بے ادبی کا! ۔ پھر حضرت شیخ عبد القادر کی طرف نظر کی، اور حضور کو اپنے نزدیک کیا اور حضور کا اِعزاز کیا اور فرمایا: اے عبد القادر! بے شک آپ نے اپنے حُسنِ ادب سے اللہ و رسول کو راضی کیا، گویا میں اِس وقت دیکھ رہا ہوں کہ آپ مجمعِ بغداد میں کرسئ وعظ پر تشریف لے گئے اور فرمارہے ہیں کہ "میرا یہ قدم ہر ولیُ اللہ کی گردن پر [ہے]" اور تمام اَولیائے وقت نے آپ کی تعظیم کے لیے گردنیں جھکائی ہیں! ۔ وہ غَوث یہ فرما کر ہماری نگاہوں سے غائب ہو گئے، پھر ہم نے انہیں نہ دیکھا۔

اَولیائے زمانہ نے شیخ عبد القادر جیلانی کی غَوثیت کا اقرار کیا

❋ حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تو نشانِ قربِ ظاہر ہوئے، کہ وہ اللہ عزوجل کے قرب میں ہیں، خاص و عام ان پر جمع ہوئے، اور انہوں نے فرمایا: "میرا یہ قدم ہر ولیُ اللہ کی گردن پر [ہے]" اور اَولیائے وقت نے اس کا اُن کے لیے اقرار کیا۔ ❋ اور ابن السَقا ایک نصرانی بادشاہ کی خوبصورت بیٹی پر عاشق ہوا، اس سے نکاح کی درخواست کی، اس نے نہ مانا مگر یہ (کہ ابنِ سقا) نصرانی ہو جائے، اس نے نصرانی ہونا قبول کر لیا (والعیاذ باللہ تعالی)۔ ❋ رہا میں، میرا دِمشق جانا ہوا، وہاں سلطان نور الدین شہید نے مجھے افسرِ اَوقاف کیا، اور دنیا بکثرت میری طرف آئی۔ غَوث کا ارشاد ہم سب کے بارے میں جو کچھ تھا صادق آیا!"۔

منکرِ اَولیاء محروم ہے!

اَولیائے وقت میں حضرت رفاعی [اور مشائخِ شاذلیہ] بھی ہیں۔ یہ مبارک

روایت "بَہجۃ الاَسرار شریف"[۱] میں دو ۲ سندوں سے ہے، اور ایک یہی کیا، علّامہ علی قاری نے اس کتاب میں چالیس ۴۰ روایات اور بہت کلمات جو ذکر کیے، سب "بَہجۃ الاَسرار شریف" سے ماخوذ ہیں، یونہی اکابر ہمیشہ اس کتابِ مبارک کی احادیث سے استناد کرتے آئے، مگر محروم محروم ہے![۲]۔

بے شک میری آنکھ کی پُتلی لَوحِ محفوظ میں ہے

(٦) اسی میں ہے: "قال رضي الله عنه: وعزّةِ ربّي! إنّ السُّعداءَ والأشقياءَ يُعرَضون عليَّ، وأنّ بؤبؤَ عينِي في اللَّوح المحفوظ، أنا حجّةُ الله عليكم جميعكم، أنا نائبُ رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ووارثُه في الأرض. ويقول: الإنسُ لهم مشايخُ، والجنُّ لهم مشايخُ، والملائكةُ لهم مشايخُ، وأنا شيخُ الكُلّ"[٣] رضي الله تعالى عنه ونفعنا به[٤].

"حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، کہ مجھے عزّتِ پروَردگار کی قسم! بے شک سعید وشقی (خوش بخت وبدبخت) مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں، بے شک میری آنکھ کی پُتلی لَوحِ محفوظ میں ہے، میں تم سب پر اللہ کی حجت ہوں، میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نائب اور تمام زمین میں اُن کا وارث ہوں!۔ اور فرمایا کرتے کہ آدمیوں کے پیر ہیں، قومِ جن کے پیر ہیں، فرشتوں کے پیر ہیں، اور میں ان سب کا پیر ہوں!"۔

---

(١) "بهجة الأسرار" ذكر أخبار المشايخ منه بذلك، صـ١٩، ٢٠.

(۲) "فتاویٰ رضویہ" "کتاب المناقب والفضائل، رسالہ "طَردُ الأفاعي" ۱۹/ ۴۹۴- ۴۹۷۔

(٣) "نزهة الخاطر" صـ٧٣، ملخّصاً.

(۴) "فتاویٰ رضویہ" "کتاب المناقب والفضائل، رسالہ "طَردُ الأفاعي" ۱۹/۴۹۷۔

ملّا علی قاری اسے نقل کرکے عرض کرتے ہیں کہ "اللہ عزّوجلّ کی رضوان حضور پر ہو، اور حضور کے برکات سے ہم کو نفع دے!"[1]۔

سیّد کبیر قطبِ شہیر سیّدی احمد رفاعی کا فرمان

(۷) اسی میں ہے: "رُوي عن السيِّد الكبير القُطب الشَّهير، سيِّدي أحمد الرفاعي رضي الله تعالى عنه أنّه قال: الشيخُ عبد القادر بحرُ الشَّريعة عن يمينه، وبحرُ الحقيقة عن يَساره، مِن أيّهما شاء اغترف! السيِّدُ عبد القادر لا ثانيَ له في عصرنا هذا! رضي الله تعالى عنه"[2]. "سیّد کبیر قُطب شہیر سیّد احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا، کہ شیخ عبد القادر وہ ہیں کہ شریعت کا سمندر اُن کے دہنے ہاتھ ہے، اور حقیقت کا سمندر اُن کے بائیں ہاتھ، جس میں سے چاہیں پانی پی لیں! اس ہمارے وقت میں سیّد عبد القادر کا کوئی ثانی نہیں! رضی اللہ تعالیٰ عنہ"۔

ایک شخص حضور غوثِ پاک کے فرمان کا منکِر ہوا فوراً اس کا حال سَلب ہوگیا

(۸) امام ابنِ حجر مکّی شافعی متوفّی ۹۷۴ھ، اپنے "فتاویٰ حدیثیہ" میں فرماتے ہیں: "إنّهم قد يؤمَرون؛ تعريفاً لجاهلٍ؛ أو شكراً وتحدُّثاً بنعمةِ الله تعالى، كما وقعَ للشيخ عبد القادر رضي الله تعالى عنه أنّه بينما هو بمجلس وعظِه، وإذا هو يقول: "قدمِي هذه على رَقَبَةِ كلِّ وليِّ الله تعالى" فأجابه في تلك السّاعة أولياءُ الدّنيا. قال جماعةٌ: بل وأولياءُ الجنّ جميعُهم،

---

(۱) "نزهة الخاطر" صـ۷۳.

(۲) المرجع نفسه، صـ۷۸، ملخّصاً.

وطأطئُوا رُؤوسَهم وخضعوا له، واعترفوا بما قاله، إلّا رجلٌ بأصبهان فأبَى، فسُلبَ حالُه"[1].

"کبھی اَولیاء کو کلماتِ بلند کہنے کا حکم دیا جاتا ہے؛ تاکہ جو اُن کے مقاماتِ عالیہ سے ناواقف ہے اسے اطلاع ہو؛ یا شکرِ الٰہی اور اُس کی نعمت کا اظہار کرنے کے لیے، جیسا کہ حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ہوا، کہ انہوں نے اپنی مجلسِ وعظ میں دفعۃً (اچانک) فرمایا کہ "میرا یہ پاؤں ہر ولیُ اللہ کی گردن پر ہے" فورًا تمام دنیا کے اَولیاء نے قبول کیا، اور ایک جماعت کی روایت ہے کہ جملہ اَولیائے جنّات نے بھی، اور سب نے اپنے سر جھکا دیے، اور سرکارِ غوثیت کے حضور جھک گئے، اور ان کے اس ارشاد کا اقرار کیا، مگر اصفہان میں ایک شخص منکِر ہوا، فوراً اُس کا حال سَلب ہو گیا"۔

فرمانِ غوثِ پاک پر شیخ عبد الرحیم قناوی نے بھی اپنی گردن جُھکائی

(۹) پھر فرمایا: "وممّن طأطأَ رأسَه (۱) أبو النّجيب السُهروَردي وقال: "على رأسي". (۲) وأحمد الرّفاعي قال: "على رَقَبتي، وحَمَيدٌ منهم" وسُئل فقال: الشيخُ عبد القادر يقول: كذا وكذا. (۳) وأبو مَديَن في المَغرب: "وأنا منهم، اللّهم إنّي أُشهِدُك وأُشهِدُ ملائكتَك: إنّي سمعتُ وأطعتُ". (٤) وكذا الشيخُ عبد الرّحيم القناوي مدَّ عنقَه وقال: "صدقَ الصّادقُ المصدوقُ"[2].

---

(۱) "الفتاوى الحديثيّة" مطلب في قول الشيخ عبد القادر: قدمِي هذه على رَقَبةِ كلِّ ولي، صـ٤١٤.

(۲) المرجع نفسه، ملتقطاً.

"حضور کے ارشاد پر جنہوں نے اپنے سر جھکائے، اُن میں سے (سلسلہ عالیہ سُہرورَدیّہ کے پِیرانِ پیر) حضرت سیّد عبد القاہر ابو نجیب سُہرورَدی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں، انہوں نے اپنا سر مبارک جھکا دیا اور کہا کہ "گردن کیسی؟ میرے سر پر، میرے سر پر!" اور اُن میں سے حضرت سیّد احمد کبیر رفاعی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں، انہوں نے کہا کہ "میری گردن پر" اور کہا: "یہ چھوٹا سا احمد بھی انہی میں ہے جن کی گردن پر حضور کا پاؤں ہے" اس کہنے اور گردن جھکانے کا سبب پُوچھا گیا، تو فرمایا کہ اِس وقت حضرت شیخ عبدالقادر نے بغداد مقدّس میں ارشاد فرمایا ہے کہ "میرا پاؤں ہر ولی کی گردن پر [ہے]" لہٰذا میں نے بھی سر جھکایا اور عرض کی، کہ یہ چھوٹا سا احمد بھی انہی میں ہے۔ اور انہی میں حضرت سیّد ابو مَدیَن شعیب مغربي رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں، انہوں نے سر مبارک جھکایا اور کہا کہ "میں بھی انہی میں ہوں، الٰہی میں تجھے اور تیرے فرشتوں کو گواہ کرتا ہوں، کہ میں نے "قدمی" کا ارشاد سُنا اور حکم مانا"۔ اسی طرح حضرت سیّدی شیخ عبدالرحیم قناوی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنی گردن مبارک بچھائی اور کہا کہ "سچ فرمایا سچے مانے ہوئے سچے نے" رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اَولیائے متقدمین نے غوثِ پاک کی ولادت کی خبر تقریباً سو سال پہلے دے دی تھی

(۱۰) پھر فرمایا: "ذكر كثيرون من العارِفين الذين ذكرناهم وغيرُهم، أنّه لم يقُل إلّا بأمر إعلاماً بقُطبيّته، فلم يَسع أحداً التخلُّفُ، بل جاء بأسانيدَ متعدّدةٍ عن كثيرين، أنّهم أخبرُوا قبل مَولِده بنحوِ مئةِ سنةٍ، أنّه سيُولَد بأرض العَجم مولودٌ، له مَظهرٌ

عظیم، يقول ذلك فتندرج الأولياءُ في وقته تحت قدمِه"[1].

"اَولیائے کِرام جو ہم نے ذکر کیے (یعنی حضرت ابو نجیب سُہرَوردی، وحضرت سیّد احمد رفاعی، وحضرت شعیب ابومَدیَن مغربي، وحضرت عبد الرحیم قناوی رضی اللہ تعالی عنہم) انہوں نے اور ان کے سوا اَور بہت عارفینِ کرام نے تصریح فرمائی، کہ حضور سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی طرف سے ایسا نہ فرمایا، بلکہ اللہ عزوجل نے ان کی قطبیتِ کُبری ظاہر فرمانے کے لیے، انہیں اس فرمانے کا حکم دیا، ولہذا کسی ولی کو گنجائش نہ ہوئی کہ گردن نہ بچھاتا، اور قدم مبارک اپنی گردن پر نہ لیتا، بلکہ متعدّد سَندوں سے بہت اَولیائے کِرام متقدمین سے مروی ہوا، کہ انہوں نے سرکارِ غَوثیت کی ولادتِ مبارکہ سے تقریبًا سو ۱۰۰ برس پہلے خبر دی تھی، کہ عنقریب عجم میں ایک صاحب عظیم مَظہر والے پیدا ہوں گے، اور یہ فرمائیں گے کہ "میرا یہ پاؤں ہر ولیُ اللہ کی گردن پر [ہے]" اس فرمانے پر اُس وقت کے تمام اَولیاء ان کے قدم کے نیچے سَر رکھیں گے، اور اس قدم کے سایہ میں داخل ہوں گے" اللّهم لك الحمدُ، صلِّ على محمّدٍ وابنِه وذرّيته!.

غوثِ زمانہ کی پیشگی بِشارت

(۱۱) پھر فرمایا: "وحكَى إمامُ الشافعيّة في زمنه أبو سعيد عبد الله ابن أبي عصرون، قال: دخلتُ بغدادَ في طلب العلم، فوافقتُ ابنَ السّقا ورافقتُه في طلب العلم بالنظاميّة، وكنّا نزُور الصّالحين، وكان ببغداد رجلٌ يقال له: الغَوث". "امام ابوسعید عبداللہ ابن ابی عصرون نے جو اپنے زمانہ میں شافعیہ کے امام تھے، ذکر فرمایا کہ میں بغداد مقدّس میں طلب علم کے لیے گیا،

---

(۱) المرجع السابق.

ابن السقا اور میں "مدرسہ نظامیہ" میں شریکِ درس تھے، اور اُس وقت بغداد میں ایک صاحب کو "غَوث" کہتے تھے (وہی پوری حدیث کہ نمبر ۵ میں گزری۔ اُن غوث کا ہمارے حضور رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بِشارت دینا، کہ آپ بر سرِ منبر مجمع میں فرمائیں گے: "میرا یہ قدم ہر ولیُ اللہ کی گردن پر [ہے]" اور تمام اَولیائے عصر آپ کے قدمِ پاک کی تعظیم کے لیے اپنی گردنیں خم کریں گے، اور پھر ایسا ہی واقع ہونا، حضور کا یہ ارشاد فرمانا، اور تمام اَولیائے عالَم کا اقرار کرنا، بے شک حضور کا قدم ہم سب کی گردن پر ہے)۔

آخر میں ابنِ حجر نے فرمایا: "وهذه الحكايةُ التي كادتْ أن تتواترَ في المعنى؛ لكثرةِ ناقلِها وعدالتِهم"(۱). "یہ حکایت قریبِ تواتُر ہے؛ کہ اس کے ناقلین بکثرت ثقہ عادِل ہیں"۔

ابنِ سقا کی بدانجامی کا سبب

"فتاوی حدیثیہ" نے ابن السقا کی بدانجامی میں یہ اَور زائد کیا کہ "جب وہ بدبخت کہ بہت بڑا عالم جیّد، اور علومِ شرعیّہ میں اپنے اکثر اہلِ زمانہ پر فائق، اور حافظِ قرآن، اور علمِ مُناظرہ میں کمال سر برآوردہ تھا، جس سے جس علم میں مُناظرہ کرتا اُسے بند کر دیتا (خاموش کرا دیتا)، ایسا شخص جب شانِ "غوث" میں گستاخی کی شامت سے (معاذاللہ معاذاللہ) نصرانی ہو گیا، بادشاہِ نصاریٰ نے اُسے بیٹی تو دے دی، مگر جب بیمار پڑا اُسے بازار میں پھنکوا دیا، بھیک مانگتا اور کوئی نہ دیتا، ایک شخص جو اُسے پہچانتا تھا گزرا، اُس سے پوچھا کہ تُو تو حافظ تھا، اب بھی قرآنِ کریم میں سے کچھ یاد ہے؟ کہا کہ سب مَحو ہو گیا، صرف ایک آیت یاد رہ گئی ہے: ﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا

(۱) المرجع السابق، صـ٤١٤، ٤١٥، ملتقطاً.

مُسۡلِمِیۡنَ﴾[۱] "کتنی تمنّائیں کریں گے وہ جنہوں نے کفر اختیار کیا، کہ کسی طرح مسلمان ہوتے!"۔

شانِ اَولیاء میں گستاخی اور اَذیت بُرے خاتمے کا باعث ہے

امام ابنِ ابی عصرون فرماتے ہیں کہ پھر ایک دن میں اسے دیکھنے گیا، اسے پایا کہ گویا اس کا سارا بدن آگ سے جلا ہوا ہے، وہ نزع میں تھا، میں نے اُسے قبلہ کی طرف کیا، وہ پُورب (مشرق) کو پھر گیا، میں نے پھر قبلہ کو کیا وہ پھر پھر گیا، اِسی طرح میں جتنی بار اسے قبلہ رُخ کرتا وہ پُورب کو پھر جاتا، یہاں تک کہ پُورب ہی کی طرف منہ کیے اُس کا دَم نکل گیا، وہ اُن "غوث" کا ارشاد یاد کیا کرتا، اور جانتا تھا کہ اُسی گستاخی نے اِس بَلا میں ڈالا!"[۲] (والعیاذ باللہ تعالی) انتہی۔

اَولیائے کرام سے سُوءِ عقیدت دِلوں کو زنگ آلود کر دیتی ہے

اگر کوئی کہے کہ پھر اسلام کیوں نہیں لاتا تھا؟ کلمہ پڑھ لینا کیا مشکل تھا!۔

اقول: اس کا جواب قرآنِ عظیم دے گا: ﴿وَمَا تَشَآءُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ یَّشَآءَ اللّٰہُ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ﴾[۳] "تم کیا چاہو جب تک اللہ نہ چاہے، جو مالک سارے جہان کا ہے!"۔ اَور فرماتا ہے: ﴿کَلَّا بَلۡ ٜ رَانَ عَلٰی قُلُوۡبِهِمۡ مَّا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ﴾[۴] "کوئی

---

(۱) پ١٤، الحجر: ٢.

(٢) "الفتاوى الحديثيّة" مطلب في قول الشيخ عبد القادر: قدمِي هذه على رَقَبةِ كلِّ ولي، صـ٤١٥.

(٣) پ٣٠، التكوير: ٢٩.

(٤) پ٣٠، المطفّفين: ١٤.

نہیں! بلکہ اُن کی بداَعمالیوں نے ان کے دلوں پر زنگ چڑھادی ہے"۔ اور فرماتا ہے: ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ﴾[۱] "یہ اس لیے کہ وہ ایمان لائے پھر کفر کیا، تو اُن کے دلوں پر مُہر لگادی گئی، کہ اب انہیں کچھ سمجھ نہ رہی" والعیاذ باللہ تعالی[۲]۔

امام ابنِ حجر فرماتے ہیں: "وفي هذه أبلَغُ زَجرٍ وآكَدُ ردع عن الإنكار على أولياء الله تعالى؛ خَوفاً مِن أن يقعَ المنكِرُ فيما وقعَ فيه ابنُ السَّقا، من تلك الفتنة المُهلِكةِ الأبَدَيّة، الّتي لا أقبحَ منها، نعوذ بالله من ذلك! ونسأله بوجهِه الكريم، وحبيبه الرّؤوف الرّحيم، أن يؤمِّنَنا من ذلك! ومِن كلِّ فتنةٍ ومحنةٍ بمنِّه وكرمِه! وفيها أيضاً أتمُّ حَثٍّ على اعتقادِهم، والأدب معهم، وحُسن الظنِّ بهم ما أمكَن!"[۳].

اَولیائے کرام اور انہیں حاصل تصرُّف کا انکار سخت منع ہے

"اس واقعہ میں اَولیائے کرام پر اِنکار سے کمال جھڑکنا اَور سخت منع ہے؛ اس خَوف سے کہ منکِر اِس مہلک فتنے میں پڑ جائے گا جو ہمیشہ ہمیشہ کا ہلاک ہے، اور جس سے بدتر کوئی خباثت نہیں، جس میں ابن السَقا پڑ گیا، اللہ عزّوجلّ کی پناہ!۔ ہم اللہ عزّوجلّ سے اس کے وجہِ کریم اور اس کے حبیب رؤوف رحیم صلّی اللہ تعالی علیہ وسلّم کے وسیلے سے مانگتے

---

(۱) پ۲۸، المنافقون: ۳.

(۲) "فتاوی رضویہ" "کتاب المناقب والفضائل، رسالہ "طَردُ الأفاعي" ۱۹/۴۹۹۔

(۳) "الفتاوى الحديثيّة" مطلب في قول الشيخ عبد القادر: قدمِي هذه على رقبةِ كلِّ ولي، صـ۴۱۵، ملخّصاً.

ہیں، کہ ہم کو اپنے احسان وکرم کے ساتھ اس سے اور ہر فتنہ وآزمائش سے امان بخشے! نیز اس واقعہ میں کمال ترغیب ہے اس کی، کہ اَولیائے کرام کے ساتھ عقیدت وادب رکھیں، اور جہاں تک ہو اُن پر نیک گمان کریں!"۔

اپنے پیر سے اظہارِ عقیدت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ سیّدنا غوثِ اعظم کی شان سرے سے بیان ہی نہ کی جائے

فقیر کُوئے قادری اُمید کرتا ہے، کہ اتنے بیان میں اہلِ انصاف وسعادت کے لیے کفایت ہو! اللہ عزّوجلّ مسلمان بھائیوں کو اتّباعِ حق وادبِ اَولیاء کی توفیق دے! اور ابن السَقا -بجہنم- [اور] اُس شخص کے حال سے پناہ دے جس نے بزعمِ خود حضرت سیّد احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حقِ نیاز مندی ادا کیا، اور نتیجہ (معاذاللہ) وہ ہوا کہ سیّد کبیر کے غضب اور حضور غَوثیت کی سرکار میں اِساءتِ ادب پر خاتمہ ہوا، والعیاذ باللہ تعالی!![1]۔

سچی محبت ہے تو اِتّباع وتصدیق کر

اے برادر! مقتضائے محبت اِتّباع وتصدیق ہے، نہ کہ نزاع وتکذیب! سچا محب حضرت احمد کبیر کے ارشادات کو بالائے سَر لے گا! اور جس بارگاہِ اَرفع کو انہوں نے سب سے اَرفع بتایا، اور اُن کا قدمِ اقدس اپنے سرِ مبارک پر لیا، انہی کو اَرفع واَعظم مانے گا! عبد الرزّاق محدِّث شیعی تھا، مگر حضراتِ عالیہ شیخَین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضرت امیر المؤمنین مَولیٰ علی -کرّم اللہ وجہہ- سے افضل کہتا، اس سے پُوچھا جاتا تو جواب دیتا: "كفَى بي إزراءً أن أُحبَّ عليّاً ثمّ أخالِفُه!"[2] یعنی امیر المؤمنین نے خود

---

(۱) "فتاوی رضویہ" "کتاب المناقب والفضائل، رسالہ "طَردُ الأفاعي" ۱۹/۵۰۰۔

(۲) انظر: "ميزان الاعتدال" تحت ر: ٥٠٤٤ - عبد الرزّاق بن همام، =

حضراتِ شیخَین کو اپنے نفسِ کریم سے افضل بتایا ہے **"مجھے یہ گناہ بہت ہے کہ علی سے محبت رکھوں، پھر اُن کا خلاف کروں!"**۔

واقعی تکذیب و مخالفت اگرچہ بزعمِ عقیدت و محبت ہو، اعلیٰ درجہ کی عداوَت ہے (والعیاذ باللہ تعالی)! اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے محبوبوں کا حُسنِ ادب روزی کرے، اور انہی کی محبت پر خاتمہ فرمائے، اور انہی کے گروہِ پاک میں اٹھائے، آمین آمین!"[1]۔

=

۲/ ٦١٢، نقلاً عن عبد الرزّاق.

(۱) "فتاوی رضویہ" "کتاب المناقب والفضائل، رسالہ "طَردُ الأفاعي" ۱۹/۵۰۰۔

فصل ۵: کیا سیّدنا امام مَہدی، سیّدنا غوث اعظم سے افضل ہیں؟

بعض حضرات کا مَوقِف ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان "قدمِي هذه على رَقَبةِ كلِّ وليِّ الله"[1] کے عُموم میں تمام اَولیائے کرام داخل نہیں؛ کیونکہ متقدمین میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ہیں، جن کی افضلیت سب پر مسلّم ہے، اور متاخرین میں سیّدنا امام مَہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں، جن کے بارے میں رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشارت مَوجود ہے، لہذا سیّدنا امام مہدی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہیں۔ نیز سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذکور بالا فرمانِ مبارک صرف اُن کے اپنے زمانہ کے اَولیائے کرام کے بارے میں ہے۔

عُرفاً لفظ "اَولیاء" کا اِطلاق صحابہ وتابعین پر نہیں ہوتا

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ "عُرفاً لفظ "اَولیاء" کا اِطلاق صحابہ وتابعین پر نہیں ہوتا، تو لفظ "كلِّ وليِّ الله" سے ان حضرات کو خاص کرنے کی ضرورت ہی نہ رہی! لہذا حضراتِ صحابہ کا ذکر کرکے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد کی تعمیم ختم کرنے کا عزم، اور اس کے عُموم کی قطعیت زائل کرنے کا قصد، ایک "ہوَسِ خام" سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا!۔

افضلیت کا دار ومدار قُربِ خداوندی کی خصوصیت پر ہے

رہی بات سیّدنا امام مَہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی -اللہ تعالی ہمیں انہیں دوست رکھنے والوں میں سے بنائے، آمین!- **اقول:** (ا) "کسی کو کسی سے افضل قرار دینے کا مُعاملہ

---

(۱) "بهجة الأسرار" ذكر مَن حنَا رأسَه من المشايخ ...إلخ، صـ۳۳، ملتقطاً.

(دلیلِ) سمعی اور کسی نصِ معتبر کے سننے پر مَوقوف ہے، عقلِ محض کو اس میں دخل نہیں؛ کیونکہ افضلیت کا دار و مدار قُربِ خداوندی کی خصوصیت پر ہے، اور عقل اس کے اِدراک سے قاصر ہے، جب تک کسی دلیلِ سمعی کا سہارا نہ ہو۔ نیز سیّدنا امام مَہدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے سیّدنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے افضل ہونے پر کوئی دلیل قائم نہیں، جو ثبوتِ دلیل کا مُدّعی ہو دلیل پیش کرے! اور جب دلیل نہیں تو افضلیت کا ثبوت بھی نہیں!۔

حدیثِ صحیح میں آمدِ حضور غوثِ اعظم کی بشارت

(۲) اور یہ بات کہ "مصطفی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے آمدِ سیّدنا امام مَہدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بِشارت دی"۔ تو **میں کہتا ہوں** کہ آمد حضرتِ غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی بھی بِشارت دی ہے، حدیثِ صحیح میں ہے رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سیّدنا علی مرتضیٰ اور سیّدہ فاطمہ بتول زہرا رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے فرمایا: «وَأَخرجَ منكما الكثيرَ الطيِّب»[1] "اللہ تعالی تم دونوں سے بہت سی طیّب و پاکیزہ اَولاد پیدا فرمائے گا" حضور غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی اُن کی اَولادِ طیّبہ میں ہیں، لہذا یہ بِشارت انہیں بھی شامل ہوگی!۔

تفصیلی بشارت کے باعث کسی کو دوسروں سے افضل قرار نہیں دیا جاسکتا

(۳) شاید قائل کی مُراد یہ ہے کہ سیّدنا امام مَہدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے نام کی تخصیص اور حالات کی تفصیل کے ساتھ، سرکارِ دو جہاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بِشارت دی ہے، اور سیّدنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بارے میں تفصیلی بشارت نہیں۔

تو **میں کہتا ہوں:** بشارتِ تفصیلی مبشَّر بہ (جس کے بارے میں بِشارت دی گئی، اُس) کو دوسروں سے اَفضل قرار دینے کی مُوجِب (لازم) نہیں؛ پہلے کی آسمانی

---

(۱) انظر: "الشريعة" للآجُرّي، كتاب فضائل فاطمة، باب ذكر تزويج فاطمة ...إلخ، ر: ۱۶۱۵، ۵/ ۲۱۲۹.

کتابوں میں سیّدنا عمر بن عبد العزیز رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خلافت، اور اُن کے دیگر فضائل و مَناقب کے ساتھ بشارت مَوجود ہے، جیسا کہ حضرت سیّدنا کعب بن اَحبار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، مگر یہ تَفصیلی بِشارت ہرگز سیّدنا عمر بن عبد العزیز رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ہزاروں اُن مہاجرین وانصار صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم سے افضل قرار دینے کا باعث نہیں، جن کا تذکرہ کتبِ سابقہ میں کسی جگہ بھی، اُن کے مقام و نشان کی خصوصیت کے ساتھ سننے میں نہیں آیا!۔

اللہ تعالیٰ کے براہِ راست خُلفاء صرف حضراتِ انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ہیں

(۴) رہی یہ بات کہ سیّدنا امام مَہدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ خلیفۃُ اللہ ہوں گے۔

میں کہتا ہوں: یہ بات بسر و چشم! مگر یہ خلافتِ الٰہیہ بہت واسطوں کے توسُّط سے ہوگی، براہِ راست نہ ہوگی؛ کہ افرادِ انسان میں سے کسی کو یہ شرف حاصل نہیں، سوائے حضراتِ انبیائے مُرسَلین عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے، یہ حضرات اللہ تعالیٰ کے براہِ راست خلیفہ ہیں، اور اُن کے علاوہ حضرات اُن (انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) ہی کے خلیفہ ہیں، تو اللہ تعالیٰ کے خلیفۂ اکبر سیّد المرسَلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں، اور اُن کے خلفائے ظاہری وباطنی سیّدنا ابوبکر، پھر سیّدنا عمر، پھر سیّدنا عثمانِ غنی، پھر سیّدنا علی مرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم ہیں!۔

امام مَہدی حضرت سیّدنا علی مرتضیٰ کے خلیفہ ہیں

حضرت سیّدنا امام مَہدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ جو خلیفہ ہوں گے، وہ دَر حقیقت حضرت سیّدنا علی مرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے خلیفہ ہیں، بلکہ صحابۂ کرام کے مُحاوَرات سے معلوم ہے کہ "خلیفۂ رسول اللہ" صرف جناب سیّدنا صدیقِ اکبر کو کہتے، جب سیّدنا فاروقِ اعظم کرسئ قیادت پر جلوہ گر ہوئے، تو صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے چاہا کہ انہیں "خلیفہ خلیفۂ رسول اللہ"

کہیں، تو حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اتنا طویل لقب ناپسند کیا، اور "امیر المؤمنین" کا لقب وضع فرمایا![1]۔

مختصر یہ کہ خلافتِ اِلٰہیہ حضرت سیّدنا امام مَہدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو حاصل ہے، مگر براہِ راست نہیں، بلکہ بوسائط (مختلف واسطوں کے ذریعے) اور اس معنی میں تو جناب غَوثیت مآب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو بھی خلافت حاصل ہے، جیسا کہ مخفی نہیں![2]۔

کسی کو خلافت ونَیابت کا منتقل ہونا
افضلیت یا کسی اَور سے سَلبِ خلافت کی دلیل نہیں

(۵) اور یہ بات کہ امرِ خلافت حضور غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے لیے، سیّدنا امام مَہدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ظُہورِ پُرنور تک ہے، پھر سیّدنا امام مَہدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا سکّہ رائج ہو گا!۔

اقول: یہ منصب اسی طرح منتقل ہوتا آیا ہے، حضور نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے حضرت سیّدنا صدیقِ اکبر تک، سیّدنا صدیقِ اکبر سے سیّدنا عمر فاروق تک، اُن سے سیّدنا عثمانِ غنی، اُن سے سیّدنا علی مرتضیٰ، اُن سے سیّدنا امام حَسن، اُن سے سیّدنا امام حُسین تک، پھر سیّدنا امام زَین العابدین سے بالترتیب سیّدنا امام حَسن عسکری تک، اور اُن کے ہاتھ میں یہ منصب سیّدنا غوثِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کے ظُہور تک تھا۔ لہذا اگر یہ انتقالِ امرِ خلافت، منتقل اِلیہ (جس کے پاس منتقل ہوکر آیا ہے، اُس) کو افضل قرار دینے کا سبب ہو، تو دیکھو بات کہاں سے کہاں جا پہنچتی ہے! جہالت عجیب بَلا ہے کہ قائل، خلافت ونَیابت کے اس طرح منتقل ہونے کو یہ سمجھتا ہے، کہ ایک سے خلافت سَلب ہوجائے گی،

---

(۱) دیکھیے: "سیّدنا غوثِ اعظم کا رُتبہ تمام اَولیاء سے بلند ہے" (فارسی تحریر کا اردو ترجمہ) ص۳-۵، ملخصاً۔
(۲) ایضاً، ص۵، ملخصاً۔

اور اُسے معزول کر دیا جائے گا، پھر دوسرے کی طرف یہ خلافت منتقل ہوگی، جس سے یہ گمان کر لیا کہ یقیناً بعد والا خلیفہ، معزول شدہ خلیفہ سے افضل ہوگا- ولا حَولَ ولا قُوّةَ إلا بِالله العليُ العظيم -اور جب ایسا نہیں تو تفضیل کہاں ؟!

فقیر یہ نہیں کہتا کہ حضرت سیّدنا امام مَہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مفضول ہونا قطعی ہے، لیکن **میں یہ کہتا ہوں** اور صاف کہتا ہوں، کہ حضرتِ غَوثیت پر اُن کی تفضیل معلوم نہیں، تو اُن کا نام پیش کر کے حضور غوثِ پاک کے ارشاد "میرا یہ قدم خدا کے ہر ولی کی گردن پر ہے" کی کُلیت پر کیسے نقض واعتراض وارِد کیا جاسکتا ہے ؟!

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ارشادِ مذکور عام مخصوص منہ البعض ہے (یعنی ایسا عام ہے جس سے بعض اَفراد خاص کر لیے گئے ہیں) تو اُس سے صرف انہی اَفراد کو خاص کیا جائے گا جن کی تخصیص پر دلیل قائم ہو، اور دوسرے سارے افراد میں یہ ارشادِ گرامی اپنے عُموم پر جاری رہے گا، جیسا کہ قاعدۂ معروفہ ہے، نہ یہ کہ ان معمولی تخصیصات کی پناہ لینے کو خود اپنی طرف سے ایک عظیم تخصیص کر ڈالیں! جس کی بنیاد ہر گز کسی دلیل پر قائم نہیں، لہذا حق یہ ہے کہ کلام کو ظاہر پر محمول رکھیں اور عُموم پر جاری کریں، ہاں اگر تخصیص کریں تو صرف اُس کی جو کسی دلیل سے مخصوص ہو!"[1] ع

جو ولی قبل تھے، یا بعد ہوئے، یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں مِرے آقا تیرا[2]

---

(۱) دیکھیے: "سیّدنا غوثِ اعظم کا رُتبہ تمام اَولیاء سے بلند ہے" (فارسی تحریر کا اردو ترجمہ) ص۳-۷، ملخصاً۔
(۲) "حدائقِ بخشش" حصّہ اوّل، وصلِ سوم دَر حُسنِ مُفاخرت اَز سرکارِ قادریت، ص۲۳۔

باب ۵

سیّدنا غَوثِ اَعظم کے وسیلہ سے دعا قبول ہوتی ہے

فصلِ اوّل: اَولیائے کِرام سے توسُّل (وسیلہ) جائز ہے

اپنے نیک اعمال یا حضراتِ انبیائے کِرام علیہم الصلوٰۃ والسلام، صحابۂ کِرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اَولیائے کِرام قدّس اسرارہم کے وسیلے سے دعا کرنا جائز، اور قرآن وحدیث کی تعلیمات کے عین مطابق ہے، اس سلسلے میں چند آیاتِ مبارکہ حسبِ ذیل ہیں:

(۱) ارشاد باری تعالی ہے: ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ﴾(۱) "اے ایمان والو! اللہ تعالی سے ڈرتے رہو، اور اُس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو!"۔

(۲) ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وَ لَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۫ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾(۲) "اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی، جو اُن کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہے، اور اس سے پہلے اِسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے، تو جب تشریف لایا اُن کے پاس وہ جانا پہچانا، تو اُس سے اِنکاری ہو بیٹھے، تو اللہ کی لعنت ہے اِنکار کرنے والوں پر!"۔

---

(۱) پ٦، المائدة: ٣٥.

(۲) پ١، البقرة: ٨٩.

(۳) ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا﴾[1] "وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پُوجتے ہیں، وہ آپ ہی اپنے رب تعالی کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں، کہ ان میں کون زیادہ مقرَّب ہے! اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں، اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں، بے شک تمھارے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے!"۔

(۴) ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا﴾[2] "جب وہ اپنی جانوں پر ظلم (گناہ) کریں، تو اے حبیب تمھاری بارگاہ میں حاضر ہوں! اور پھر اللہ تعالی سے مُعافی چاہیں، اور رسول اُن کی شَفاعت فرمائے، تو ضرور اللہ تعالی کو خوب تَوبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے!"۔

مقبولانِ حق کے وسیلہ سے دعا قبول ہوتی ہے

اَولیائے کرام اور مقبولانِ حق کے وسیلہ سے دعا قبول ہوتی ہے، اس سلسلے میں چند احادیثِ مبارکہ حسبِ ذیل ہیں:

(۱) امام حاکم "مستدرَک" میں، اور امام بَیہقی "دلائل النُبوّۃ" میں، حضرت سیّدنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «لما

---

(۱) پ۱۵، الإسراء: ۵۷.

(۲) پ۵، النساء: ٦٤.

اقترفَ آدمُ الخطيئةَ قال: يا ربِّ أسألكَ بحقِّ محمدٍ لما غفرتَ لي! ..... ولولا محمدٌ ما خلقتُكَ!»[1]. مختصراً

"جب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شجرِ ممنوع کا پھل کھا لیا (اور دنیا میں اُتارے گئے) پھر انہوں نے اللہ تعالی کی بارگاہ میں عرض کی: اے پروَردگار! میں تجھ سے حضرت محمد کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں، میری مغفرت فرما! اللہ تعالی نے فرمایا: اے آدم! تم نے محمد کو کیسے پہچانا، حالانکہ ابھی تک میں نے انہیں تخلیق نہیں کیا؟! حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی: یارب! جب تُو نے اپنے دستِ قدرت سے مجھے تخلیق کیا، اور اپنی طرف سے مجھ میں رُوح پھونکی، تو میں نے اپنا سَر اُٹھا کر دیکھا تو عرش کے سُتونوں پر "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ الله" لکھا دیکھا، تو میں نے جان لیا کہ تیرے نام سے ملا ہوا نام اسی کا ہو سکتا ہے، جو تمام مخلوق میں تجھے سب سے زیادہ پیارا ہے، اللہ تعالی نے فرمایا: اے آدم تُو نے سچ کہا! مجھے ساری مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب وہی ہے، اور جب تم نے اُس کے وسیلے سے مجھ سے مانگا ہے، تو میں نے تمہیں بخش دیا! اور اگر محمد نہ ہوتے تو میں تجھے بھی تخلیق نہ کرتا!"۔

بہت سے علمائے ذی وقار، مفسّرین اور محدثینِ کرام نے اپنی اپنی کتب میں، اس واقعہ کو اور ان کلماتِ توسُّل کو بیان کیا ہے۔ امام احمد بن محمد قَسطلانی رحمہ اللہ تعالی نے

---

(١) "مُستدرَك الحاكم" كتاب تواريخ المتقدمين، ر: ٤٢٢٨، ٤/ ١٥٨٣. قال الحاكم: "هذا حديثٌ صحيحُ الإسناد". "دلائل النُبوّة" للبَيهقي، جُماع أبواب وُفود العرب إلى رسول الله ﷺ، باب ما جاء في تحدُّث رسول الله ﷺ بنعمة ...إلخ، ٥/ ٤٨٨، ٤٨٩.

"مَواہبِ لَدُنیہ" میں اسے ذکر کیا، اور امام زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس کی شرح[1] میں اس کی تصدیق کی۔

امام ابن جَوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب "الوفا بأحوال المصطفى"[2] میں اسے بیان کیا۔ امام بَیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بھی "دلائل النُبوّۃ" میں اسے ذکر کیا۔ اشرف علی تھانوی (دیوبندی وہابی) نے "نشر الطِیب"[3] کی دوسری فصل کا آغاز ہی اس روایت سے کیا ہے۔

(۲) "مستدرَکِ حاکم" میں حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ "خَیبر کے یہود غطفان قبیلے سے برسرِ پیکار رہا کرتے تھے، جب دونوں کا آمنا سامنا ہوا تو یہودی شکست کھا گئے، پھر انہوں نے یہ دعا پڑھتے ہوئے دوبارہ حملہ کیا: "الٰہی! ہم تجھ سے دعا کرتے ہیں کہ اُس نبیٔ اُمّی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے ہماری مدد فرما! جنہیں تُو نے آخری زمانہ میں ہمارے لیے بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے"۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ "جب بھی وہ دشمن کے سامنے آئے تو انہوں نے یہی دعا پڑھی، اور غطفان قبیلہ کو شکست دی، لیکن جب نبیٔ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار کر دیا، اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ﴾[4]

---

(١) "شرح الزرقاني على المواهب" المقصد الأوّل: في تشريف الله تعالى له عليه الصلاة والسّلام، ١/ ١١٩، ١٢٠.

(٢) "الوفاء بأحوال المصطفى" الباب الأوّل في ذكر التنويه بذكر نبيِّنا محمد صلى الله تعالى عليه وسلم مِن زمنِ آدم عليه السلام، ١/ ٦٧، ٦٨.

(۳) "نَشر الطِیب فی ذکر النبی الحبیب" دوسری فصل، ص۱۰، ۱۱۔

(٤) پ١، البقرة: ٨٩.

"اس سے پہلے اِسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے" یعنی اے حبیب! آپ کے وسیلہ سے یہ لوگ فتح کی دعا کیا کرتے تھے"[۱]۔

صدر الاَفاضل علّامہ سیّد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ "اس سے معلوم ہوا کہ مقبولانِ حق کے وسیلہ سے دعا قبول ہوتی ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے قبل جہان میں حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تشریف آوری کا شُہرہ تھا، اُس وقت بھی حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے وسیلہ سے خَلق کی حاجت رَوائی ہوتی تھی"[۲]۔

وفاتِ ظاہری کے بعد بھی بزرگوں سے توسُّل (وسیلہ) جائز ہے

(۳) حضرت سیّدنا انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، کہ جب حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم (حضور کی چچی) کی وفات ہوئی اور ان کی قبر کھودی گئی، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے، اپنے ہاتھوں سے قبر کی مٹی نکالی، اور وہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ان الفاظ سے دعا کی: «اللهُ الّذي يُحْيِي ويُميت، وهو حيٌّ لَا يموت، اغفرْ لأمّي فاطمةَ بِنْتِ أسدٍ، ولَقِّنْها حجّتَها، ووسِّعْ عليها مدخلَها، بِحَقّ نبِيّكَ والأنبياءِ الّذين مِنْ قَبلي؛ فإنّك أرحَم الرّاحمين!»[۳].

اللہ کی ذات وہ ہے جو زندہ بھی کرتی ہے، اور موت بھی دیتی ہے! وہ زندہ ہے اسے مَوت نہیں! اے اللہ میری ماں (جیسی چچی جان) فاطمہ بنت اَسد کی مغفرت

---

(۱) "مُستدرَك الحاكم" كتاب التفسير، ر: ٣٠٤٢، ٣/ ١١٤٢.

(۲) "تفسیر خزائن العرفان" پ۱، البقرۃ، زیرِ آیت: ۸۹، ص۳۱۔

(۳) "المعجم الكبير" باب الفاء، فاطمة بنت أسد بن هاشم أمّ علي بن أبي طالب، ر: ٨٧١، ٢٤/ ٣٥٢.

فرما! اسے اس کی حجّت (دلیل) سکھادے (تاکہ وہ فرشتوں کے جواب دے سکے!) اور اس پر قبر کو کشادہ کردے! اپنے نبی (محمد) اور اُن انبیاء علیہم السلام کے وسیلے سے جو مجھ سے پہلے ہوئے؛ کہ تُو ہی سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے!۔

(۴) امام دارمی حضرت سیّدنا ابوالجوزاء بن اَوس بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہم سے، صحیح اِسناد کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ "جب مدینہ منوّرہ کے لوگ شدید قحط میں مبتلا ہوئے، تو حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا سے شکایت کی، آپ نے فرمایا: «انْظُروا قبرَ النبِيّ ﷺ، فاجْعَلُوا منه كُوًى إلَى السّماء، حتّى لَا يكونَ بينَه وبينَ السّماءِ سَقْفٌ»[۱] "حضورِ اکرم ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کرو، اور اس سے ایک کھڑکی آسمان کی طرف اس طرح کھول دو، کہ قبرِ انوَر اور آسمان کے درمیان کوئی پردہ حائل نہ رہے"۔

راوی کہتے ہیں کہ لوگوں نے ایسا ہی کیا، لہذا بہت بارش ہوئی، حتی کہ خوب سبزہ اُگ آیا، اسے کھا کھا کر اُونٹ اتنے فربہ ہوگئے (کہ محسوس ہوتا تھا) جیسے اپنے موٹاپے کی چربی سے پھَٹ پڑیں گے، لہذا اُس سال کا نام ہی عام الفتق (یعنی سبزہ وکشادگی کا سال) رکھ دیا گیا"۔

مذکورہ بالا دلائل سے معلوم ہوا کہ انبیائے کِرام، صحابۂ کِرام اور اللہ تعالی کے نیک بندوں کے وسیلہ سے نہ صرف دعا کرنا جائز ہے، بلکہ اللہ تعالی اُن پاکیزہ نُفوس کے وسیلہ سے دعائیں قبول بھی فرماتا ہے!۔

---

(۱) "سنن الدارمي" المقدّمة، باب ما أكرم الله تعالى نبيَّه ﷺ بعد موته، ر: ۹۲، ۱/ ۵۶.

وسیلہ وتوسُّل سے متعلق علمائے اُمّت کا معمول

اَسلاف علمائے اُمّت نہ صرف اَولیائے کرام سے وسیلہ وتوسُّل کے قائل ہیں، بلکہ وہ خود بھی اس پر عمل پیرا ہیں، جیسا کہ امام الائمہ حضرت سیّدنا امامِ اعظم ابو حنیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے بارے میں مذکور ہے، کہ آپ نے اپنے شہرۂ آفاق نعتیہ منظوم کلام "قصیدۂ نعمانیہ" میں، حضور تاجدارِ کائنات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم سے توسُّل واستمداد کرتے ہوئے عرض کی: ع

يَا مَالِكِي كُن شَافِعِي فِي فَاقَتِي
إِنِّي فَقِيرٌ فِي الوَرٰى لِغِنَاكَا!
يَا أَكرَمَ الثَّقَلَينِ يَا كَنزَ الغِنٰى
جُدْ لِي بجُودِكَ وارضِني برِضاكا!
أنا طامِعٌ بالجُود مِنكَ ولم يكُن
لأبي حنيفةَ في الأنام سِواكا![1]

"(۱) اے میرے مالک! آپ میری حاجت میں میری شَفاعت فرمائیے! میں فقیر ہوں ساری مخلوق میں، اور آپ کے غنا کا منتظر ہوں!

(۲) جن واِنس میں سب سے زیادہ کرم کرنے والے اے کریم! اے مخزنِ سخاوَت! مجھے اپنی سخاوَت کا وافر حصہ عطا کیجیے! اور اپنی رِضا سے مجھے بھی خوش کر دیجیے!

---

(۱) "المستطرف في كلّ فنّ مستظرف" الباب ٤٢ في المدح والثناء وشكر النعمة والمكافأة، الفصل ١ في المدح والثناء، صـ٢٤٢، ٢٤٣.

(۳) یارسولَ اللہ ﷺ! میں آپ کے جُود وعطا کا اُمیدوار ہوں، اور مخلوق میں آپ کے سِوا ابو حنیفہ کا کوئی نہیں!"

حضرت سیّدنا امام مالک رحمۃ اللہ تعالی علیہ بھی فقہائے اربعہ میں نمایاں مقام رکھتے ہیں، قاضِی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالی علیہ بیان کرتے ہیں، کہ ایک بار خلیفہ ابو جعفر منصور مدینہ منوّرہ حاضر ہوا، اور سیّدنا امام مالک سے دریافت کیا کہ "اے ابو عبد اللہ! زیارتِ نَبوی کے وقت دعا میں قبلہ رُخ رہوں؟ یا حضور اکرم ﷺ کی طرف رُخ رکھوں؟ امام مالک نے جواب ارشاد فرمایا: ولِمَ تصرف وجهَك عنه؟ وهو وسِيلتُكَ ووسِيلَةُ أبيكَ آدمَ عليه السلام إِلَى الله تعالى يومَ الْقيامةِ! بلِ اسْتقبِلْه! واسْتَشفِعْ بِه فيُشَفِّعُه اللهُ! قال اللهُ تعالى: ﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ﴾[1] ...الآية.
"(اے ابو جعفر) آپ اپنا رُخ حضور اکرم ﷺ سے کیسے پھیر سکتے ہیں! جبکہ حضور ﷺ بروزِ قیامت اللہ کی بارگاہ میں، آپ کا اور آپ کے باپ آدم علیہ الصلوۃ والسلام کا بھی وسیلہ ہیں! بلکہ اِنہی کی طرف رُخ رکھو اور شَفاعت مانگو؛ تاکہ اللہ تعالی حضور ﷺ کی سفارش آپ کے حق میں قبول فرمائے! کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: "اے حبیب! جب وہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم (گناہ) کریں" ...الآیۃ[2]۔

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالی علیہ بیان کرتے ہیں کہ علمائے کرام کا ہمیشہ سے معمول رہا، کہ وہ امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کے مزار کی زیارت کرتے ہیں، اور ان کے وسیلے سے دعا کیا کرتے ہیں۔

---

(١) پ٥، النساء: ٦٤.

(٢) "الشفا بتعريف حقوق المصطفى" القسم ٢، الباب ٣، فصل، الجزء ٢، صـ٢٦، ٢٧.

اسی ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیّدنا امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ جب بغداد میں ہوتے، تو حضرت سیّدنا امام اعظم ابو حنیفہ کی قبر کی زیارت کرتے، اور انہیں اپنی دعا میں وسیلہ بنایا کرتے۔

اس مزار مبارک کی برکتوں کے بارے میں خود اپنا تجربہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "یہ بات جان لو کہ علمائے کرام، اور حاجتمندوں کا اس مُعاملہ میں ہمیشہ سے یہ معمول رہا ہے، کہ وہ امام ابو حنیفہ کی قبر کی زیارت کرتے، اور ان کے وسیلہ سے اپنی حاجات کی برآری کے لیے دعا کرتے ہیں، اور اس میں کامیابی پاتے ہیں۔ انہی میں سے ایک امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ہیں، کہ جب آپ بغداد میں تھے تو حضرت امام ابو حنیفہ کی قبر کی زیارت کو آئے اور فرمایا: "إنّي لَأَتبرّكُ بأبي حنِيفةَ وأجيءُ إلى قبره، فإذا عُرِضَتْ لِي حاجةٌ صلّيتُ ركعتَينِ، وجِئتُ إلى قبره، وسألتُ اللهَ عندهُ فَتُقضَى سريعاً"[1]. "میں امام ابو حنیفہ سے برکت حاصل کرتا ہوں، اور ان کی قبر کی زیارت کے لیے آتا ہوں، جب مجھے کوئی ضرورت اور مشکل پیش آتی ہے، تو دو ۲ رکعت نماز پڑھ کر اِن کی قبر پر آتا ہوں، اور اپنی حاجت برآری کے لیے، اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں، تو میری حاجت فوراً پوری ہو جاتی ہے"۔

مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالی کی بارگاہ میں، نیک اعمال اور انبیاء وصالحین کا وسیلہ پیش کر کے دعا کرنا جائز ہے، اچھا ہے، اس عملِ خیر اور اعتقاد ونظریہ کو، کفر وشرک وبدعت سمجھنا، سراسر ظلم، زیادتی اور اپنے آپ کو کفر میں مبتلا کرنے کے مترادِف ہے!"۔

---

(۱) "الخيرات الحِسان" الفصل ۳۵ في تأدب الأئمّة معه في مماته كما ...إلخ، صـ۷۲.

فصلِ دُوم ۲: حضور غوثِ اعظم کو اپنی دعاؤں میں وسیلہ بناؤ

حضور غَوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کا شمار بھی اللہ تعالی کے اُن نیک بندوں میں ہوتا ہے، جن کے صدقہ ووسیلہ سے حاجت رَوائی ہوتی ہے، دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اس بارے میں تحدیثِ نعمت کے طَور پر، خود سیّدنا غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی نے ارشاد فرمایا: "إذا سألتُمُ اللهَ حاجةً فاسألُوه بي!"[۱] "جب اللہ تعالی سے کسی حاجت میں دعا کرو، تو میرے وسیلے سے دعا کیا کرو!"۔

"نمازِ غوثیہ" کی اہمیت وفضیلت

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ "نمازِ غوثیہ" کی اہمیت وفضیلت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "فی الواقع یہ مبارک نماز حضراتِ عالیہ مشایخ کِرام -قُدِّسَتْ اَسرارُہم العزیزۃ- کی معمول ہے، اور قضائے حاجات و حصولِ مُرادات کے لیے عمدہ طریقِ مرضِی ومقبول ہے، اور حضور پُرنور غوث الکونَین، غیاث الثقلین -صلوات اللہ وسلامہ علیٰ جَدِّہِ الکریم وعلیہ- سے مروی و منقول ہے، اَجِلّۂ علماء واکابرِ کُملاء اپنی تصانیفِ عَلِیّہ میں اسے روایت کرتے، اور مقبول ومقرّر ومسلَّم ومعتبر رکھتے آئے۔ امامِ اجَلّ، ہُمامِ اَبجل، سیّدی ابو الحسن نور الدین علی بن جریر لخمی شَطنوفی -قدّسَ اللہ سرَّہ العزیز- بسندِ خود "بہجۃ الاَسرار شریف"[۲] میں، اور شیخ شُیوخ علماء الہند، شیخ محقِق مولانا عبدالحق

---

(۱) "بهجة الأسرار" ذكر كلماتٍ أخبرَ بها عن نفسه محدِّثاً بنعمة ربِّه، صـ٥٤.

(۲) المرجع نفسه، ذكر فضل أصحابه وبُشراهم، صـ١٠٢.

محدِّث دہلوی -نوّر اللہ مرقدَہ- "زُبدۃ الآثار[۱] لطیف" میں، اور دیگر علمائے کِرام وکُملائے عِظام رحمہم اللہ تعالی اپنے اپنے اَسفارِ منیف میں، اس جناب ملائک رکاب -علیہ رضوان العزیز الوہّاب- سے راوی وناقل، کہ ارشاد فرمایا:

"مَن صلّى ركعتَين -(زِيدَ في روايةٍ): "بعدَ المغرب" (وزادَا:)- يقرأ في كلِّ ركعةٍ بعد الفاتحة سورةَ الإخلاص، إحدى عشرةَ مرّةً -ثمّ اتّفقوا في المعنى، واللفظُ للإمام أبي الحسن قال-: ثمّ يصلّي على رسولِ الله ﷺ بعد السّلام ويسلِّم عليه، ويذكرني، ثمّ يَخطُو إلى جهةِ العراق إحدَى عشرةَ خُطوَةً، ويَذكر اسمِي ويَذكر حاجتَه؛ فإنّها تُقضَى"[۲] (زاد الشيخُ) "بفضل الله وكرمِه"[۳] (وقال آخَرُ): قضَى اللهُ تعالى حاجتَه".

"جو بعد مغرب دو۲ رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں بعد "فاتحہ"، "سورۂ اِخلاص" یازدہ۱۱ بار، پھر بعد سلام نبی ﷺ پر صلاۃ وسلام عرض کرے، پھر عراق شریف کی طرف گیارہ۱۱ قدم چلے، اور میرا نام یاد کرے اور اپنی حاجت ذکر کرے، اللہ تعالی کے فضل وکرم سے اُس کی مراد پوری ہو"۔

اسی طرح امامِ جلیل، علّامۂ نبیل، امام عبد اللہ یافعی مکّی -طیّبَ اللہ ثَراہ- صاحب "خلاصۃ المَفاخر فی اختصار مَناقب الشّیخ عبد القادر"[۴] نے روایت کی، یونہی

(۱) "زبدة الآثار" ذكر فضل أصحابه ومريدِيه ومحبِّيه، صـ۱۰۱.
(۲) "بهجة الأسرار" ذكر فضل أصحابه وبُشراهم، صـ۱۰۲.
(۳) "زبدة الآثار" ذكر فضل أصحابه ومريدِيه ومحبّيه، صـ۱۰۱.
(٤) "خلاصة المفاخِر في اختصار مناقب الشيخ عبد القادر" الحكاية ٥٤، بعد الستّمئة، قـ۲۰۲.

فاضلِ کامل مولانا علی قاری ہروی، نزیل مکۂ معظمہ، صاحب "شُروح فقہِ اکبر" و"مشکاۃ" -أکرمَ الله نُزلَه- نے "نزہۃ الخاطر"[1] میں ذکر فرمایا۔ "زُبدہ مبارکہ" میں اپنے شیخ واستاذ -احسنَ اللہ مَثواہ- کا اِس نماز کی اجازت دینا اور اپنا اجازت لینا بیان کیا[2]۔ اور حضرت شیخ محقِق -تغمّدَه الله برحمتِه- سے اِس نماز مبارک میں خاص ایک رسالہ نفیس[3] عُجالہ ہے۔ اس سے ثابت کہ حضرت وَرِع سراپا سعادت، حاملِ شریعت، کاملِ طریقت، سیّدی عبد الوہّاب متقی مکّی -برّدَ الله مَضجعَه- نے کتاب مستطاب "بَہجۃ الاَسرار" کو معتمَد ومعتبر، اور اس مبارک روایت کو مسلَّم ومقرّر فرمایا"[4]۔

"نمازِ غوثیہ" کے جواز پر دلائل

حاجت رَوائی اور مشکل کشائی کے لیے، نمازِ غوثیہ (یعنی صلاۃِ حاجات) کی ادائیگی بہت ہی بہترین عمل ہے، اس نماز کو قرآن وحدیث کے خلاف بتانا دُرست نہیں۔ امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ "نمازِ غوثیہ" کے جواز پر دلائل قائم کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "اِس نماز کو قرآن وحدیث کے خلاف بتانا محض بہتان واِفتراء

---

(١) "نزهة الخاطر الفاتر" صـ٦٧ من المخطوط.

(٢) "زبدة الآثار" خاتمة، صـ١٢٦.

(٣) نقلَها برمتها مولانا سراج الحق محمّد عمر القادري حفظه الله تعالى، ابن الفاضل الجليل مولانا فريد الدين الدهلوي رحمه الله تعالى، في كتابه "رياض الأنوار" مَن شاء فلْيرجع إليها. منه [أي: من الإمام أحمد رضا].

(۴) "فتاویٰ رضویہ" "کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، رسالہ "أنهار الأنوار مِن يمِّ صلاةِ الأسرار" ۵/ ۷۷۷، ۷۷۸۔

ہے، ہرگز ہرگز قرآن وحدیث میں کہیں اس کی ممانعت نہیں، نہ مخالف کوئی آیت یا حدیث اپنے دعوے میں پیش کر سکا، ہر جگہ صرف زبانی اِدّعاء سے کام لیا، مگر یہ وہی جَہالتِ قبیحہ وسَفاہتِ فضیحہ ہے، جس میں فرقۂ جدیدہ وطائفۂ حادِثہ، قدیم سے مبتلا ہے، یعنی "قرآن وحدیث میں جس امر کا ذکر نہیں وہ ممنوع ہے، اگرچہ اُس کی ممانعت بھی قرآن وحدیث میں نہ ہو!" اِن ذی ہوشوں کے نزدیک امرونہی (کرنے یا نہ کرنے کے حکم) میں کوئی واسطہ (درمیانی چیز) ہی نہیں، اور عدمِ ذِکر ذکرِ عدم ہے، پھر خدا جانے سُکوت کس شَے کا نام ہے؟!

جس بارے میں شریعت نے سُکوت فرمایا، وہ مُعاف ہے جائز ہے

ترمذی وابن ماجہ وحاکم، سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: «الحلالُ ما أحلَّ اللهُ في كتابه، والحرامُ ما حرّمَ اللهُ في كتابه، وما سكتَ عنه فهو ممّا عفَا عنه»[1] "حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا، اور حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام بتایا، اور جس سے سُکوت فرمایا وہ عَفوْ ہے، یعنی اُس میں کچھ مُؤاخَذہ (پُوچھ گچھ) نہیں"۔

جن باتوں کا ذکر قرآن وحدیث میں نہ نکلے، وہ منع نہیں جائز ہیں

اور اس کی تصدیق قرآنِ عظیم میں موجود کہ فرماتا ہے -جلّ ذِکرُہ-: ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَ اِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾[2] "اے ایمان والو! وہ باتیں نہ

---

(۱) "سُنن الترمذي" أبواب اللباس، باب ما جاء في لُبس الفراء، ر: ۱۷۲۶، صـ۴۱۲.

(۲) پ۷، المائدة: ۱۰۱.

پُوچھو کہ تم پر کھول دی جائیں تو تمہیں بُرا لگے، اور اگر قرآن اُترتے وقت (یعنی حضور کی حیاتِ طیّبہ میں) پُوچھو گے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی، اللہ نے اُن سے مُعافی فرمائی ہے، اور اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہے!"۔

بہت باتیں ایسی ہیں کہ اُن کا حکم دیتے تو فرض ہو جاتیں، اور بہت ایسی کہ منع کرتے تو حرام ہو جاتیں، پھر جو انہیں چھوڑتا یا کرتا گناہ میں پڑتا! اُس مالک مہربان نے اپنے اَحکام میں اُن کا ذکر نہ فرمایا، یہ کچھ بُھول کر نہیں؛ کہ وہ تو بُھول اور ہر عیب سے پاک ہے، بلکہ ہمیں پر مہربانی کے لیے؛ کہ یہ مَشقّت میں نہ پڑیں! تو مسلمانوں کو فرماتا ہے کہ تم بھی اُن کی چھیڑ (فضول تفتیش) نہ کرو؛ کہ پُوچھو گے تو حکم مناسب دیا جائے گا، اور تمہیں کو دِقّت ہوگی!۔ اِس آیت سے صاف معلوم ہوا، کہ جن باتوں کا ذکر قرآن وحدیث میں نہ نکلے وہ ہرگز منع نہیں، بلکہ اللہ کی مُعافی میں ہیں۔

اللہ تعالی نے کچھ چیزوں سے بے بُھولے سُکوت فرمایا اُن میں کاوِش نہ کرو!

دار قُطنی ابوثعلبہ خشنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے راوی، سیّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: «إنّ الله تعالى فرضَ فرائضَ فلا تُضيعُوها، وحرّمَ حُرماتٍ فلا تَنتهِكُوها، وحَدَّ حُدوداً فلا تعتدُوها، وسكتَ عن أشياء من غير نِسيان، فلا تَبحثوا عنها!»[۱] "بے شک اللہ تعالی نے کچھ باتیں فرض کیں، انہیں ہاتھ سے نہ جانے دو، اور کچھ حرام فرمائیں، اُن کی حرمت نہ توڑو، اور کچھ حدیں باندھیں، اُن سے آگے نہ بڑھو، اور کچھ چیزوں سے بے بُھولے سُکوت فرمایا، اُن میں کاوِش نہ کرو!"۔

---

(۱) "سُنن الدارقُطني" كتاب الرضاع، ر: ٤٣٥٠، ٤/ ٢١٧.

کثرتِ سوال ہلاکت کا سبب ہے!

احمد وبخاری ومسلم ونَسائی وابن ماجہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، سیّدِ عالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: «ذَرُوني ما تركتكم، فإنّما هلكَ مَن كان قبلَكم بكثرةِ سؤالهم، واختلافِهم على أنبيائِهم، فإذا نَهيتُكم عن شيءٍ فاجتنِبُوه، وإذا أمرتُكم بأمرٍ فأتُوا منه ما استطعتم!»[1] یعنی "جس بات میں مَیں نے تم پر تضییق نہ کی، اُس میں مجھ سے تفتیش نہ کرو؛ کہ اگلی اُمتیں اسی بَلا سے ہلاک ہوئیں! میں جس بات کو منع کروں اُس سے بچو، اور جس کا حکم دُوں اسے بقدرِ قدرت بجا لاؤ!"۔

احمد بخاری مسلم سیّدنا سعد بن ابی وَقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، سیّد عالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: «إنّ أعظمَ المسلمين في المسلمين جُرماً، مَن سأل عن شيءٍ لم يحرم على النّاس، فحرمَ من أجل مسألتِه»[2] "بے شک مسلمانوں کے بارے میں اُن کا بڑا گنہگار وہ ہے، جو ایسی چیز کے بارے میں سوال کرے کہ حرام نہ تھی، اُس کے سوال (پُوچھنے) کے بعد حرام کردی گئی"۔

یہ احادیث باعلیٰ ندا مُنادِی ہیں، کہ قرآن وحدیث میں جن باتوں کا ذکر نہیں، نہ اُن کی اجازت ثابت نہ ممانعت وارِد، [وہ] اصلِ جواز پر ہیں، ورنہ اگر جس چیز کا

---

(١) "صحيح البخاري" كتاب الاعتصام بالكتاب والسُنّة، باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ، ر: ٧٢٨٨، ٩/ ٩٤. و"صحيح مسلم" كتاب الحجّ، باب فرض الحجّ مرّةً في العمر، ر: ٣٢٥٧، صـ٥٦٤.

(٢) "صحيح مسلم" كتاب الفضائل، باب توقيره ﷺ وترك إكثار ...إلخ، ر: ٦١١٦، صـ١٠٣٦، ملتقطاً.

کتاب وسنّت میں ذکر نہ ہو، مطلقاً ممنوع ونادُرست ٹھہرے، تو اِس سوال کرنے والے کی کیا خطا؟ اُس کے بغیر پُوچھے بھی وہ چیز ناجائز ہی رہتی !۔

بالجملہ یہ قاعدۂ نفیسہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے، کہ قرآن وحدیث سے جس چیز کی بھلائی یا بُرائی ثابت ہو وہ بھلی یا بُری ہے، اور جس کی نسبت کچھ ثبوت نہ ہو وہ مُعاف وجائز ومُباح ورَوا ہے، اور اُس کو حرام وگناہ وناڈرست وممنوع کہنا، شریعتِ مطہّرہ پر اِفتراء (جھوٹی بات کرنا ہے)، قال ربُّنا ﷻ: ﴿وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ﴾[1]. "اور نہ کہو اُسے جو تمہاری زبانیں جُھوٹ بیان کرتی ہیں: یہ "حلال ہے اور یہ حرام ہے" کہ اللہ پر جھوٹ باندھو، یقیناً جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں، اُن کا بَھلا نہ ہو گا"۔

صحابہ وتابعین سے منقول نہ ہونا مطلقاً دلیلِ منع نہیں
عدمِ ثبوتِ فعل، وثبوتِ عدمِ جواز میں، زمین وآسمان کا فرق ہے

اسی طرح اِس نماز (غوثیہ) کو طریقۂ خلفائے راشدین وصحابۂ کرام کے خلاف کہنا بھی، اسی سَفاہتِ قدیمہ (پرانی بے وقوفی) پر مبنی ہے کہ "جو فعل اُن سے منقول نہ ہو، عموماً اُن کے نزدیک ممنوع تھا" حالانکہ عدمِ ثبوتِ فعل، وثبوتِ عدمِ جواز میں، زمین وآسمان کا فرق ہے۔ امام علّامہ احمد بن محمد قسطلانی شارح "صحیح بخاری"، "مَواہب لدُنیہ" و"منَح محمدیّہ" میں فرماتے ہیں: "الفعلُ يدُلّ على الجواز،

---

(۱) پ١٤، النحل: ١١٦.

وعدمُ الفعل لا يدُلّ على المنع"[۱] "کرنا تو جواز کی دلیل ہے، اور نہ کرنا ممانعت کی دلیل نہیں"۔

اپنی حاجات میں محبوبانِ خدا سے توسُل محمود ہے

رافضیوں نے اس طائفۂ جدیدہ کی طرح ایک استِدلال کیا تھا، اُس کے جواب میں شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی "تحفہ اِثنا عشریّہ" میں لکھتے ہیں: "نکردن چیزے دیگر ست، ومنع فرمودن چیزے دیگر"[۲] ملخصًا۔ امام محقِق علی الاِطلاق "فتح القدیر" میں فرماتے ہیں: "ثمّ الثابتُ بعد هذا نفيُ المندوبيّة، أمّا ثبوتُ الكراهة فلا، إلّا أن يدُلَّ دليلٌ آخر"[۳] "یعنی نبی ﷺ وصحابۂ کِرام کے نہ کرنے سے اِس قدر ثابت ہوا کہ مندوب (مستحب) نہیں، رہی کراہت، وہ اس سے ثابت نہ ہوئی، جب تک اَور کوئی دلیل اس پر قائم نہ ہو!"۔

اور اسے (وسیلہ کو) اِخلاص وتوکُّل کے خلاف ماننا عجب جَہالتِ بے مزہ ہے! اِس میں محبوبانِ خدا کی طرف توجہ بغرض توسُل ہے، اور اُن سے توسُل قطعًا محمود ہے، اور ہرگز اِخلاص وتوکُّل کے مُنافی نہیں، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿وَابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾[٤] "اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو، اور اُس کی راہ میں کوشش کرو؛ کہ تم مراد (کامیابی) کو پہنچو!"۔

---

(١) "المواهب اللدُنية" المقصد ٨، الفصل ١، النوع ٢، ٣/ ٤٨٩.

(٢) "تحفہ اِثنا عشریہ" باب ۱۰، مَطاعن ابوبکر، ص۲۶۹۔

(٣) "الفتح" كتاب الصلاة، باب النوافل، ١/ ٣٨٩.

(٤) پ٦، المائدة: ٣٥.

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرتے ہیں

اور انبیاء وملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نسبت فرماتا ہے: ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ﴾[1] "وہ ہیں جو دعا کرتے وقت اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں"۔ اور آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ودیگر انبیاء وصلحاء وعلماء وعُرفاء -علیہم التحیۃ والثناء- کا قدیماً وحدیثاً، حضورِ اقدس، غایۃ الغایات، نہایۃ النہایات -علیہ افضل الصلاۃ واکمل التسلیمات- سے حضور کے ظُہورِ پُرنور سے پہلے اور بعد بھی، حضور کے زمانِ برکت نشان میں اور بعد بھی، عہدِ مبارک صحابہ وتابعین سے آج تک، اور آج سے قیامِ قیامت وعرصاتِ محشر ودُخولِ جنّت تک "اِستشفاع وتوسُّل" احادیث وآثار میں، جس قدر وُفور وکثرت وظُہور وشُہرت کے ساتھ وارِد ہے، محتاجِ بیان نہیں! جسے اس کی مزید تفصیل دیکھنی منظور ہو "مَواہِب لدُنیہ" امام قسطلانی و"خصائصِ کبرائے" امام جلال الدین سُیوطی و"شرح مَواہب" علّامہ زرقانی و"مَطالع المسرّات" علّامہ فاسی و"لمعات" و"اَشِعہ" شُروح "مشکاۃ" و"جذب القلوب اِلی دِیارِ المحبوب" و"مدارِج النُبوّۃ" تصانیف شیخ محقِق مولانا عبدالحق محدِّث دہلوی، وغیرہا کتب وکلامِ علمائے کرام وفضلائے عظام -علیہم رحمۃ العزیز العلّام- کی طرف رُجوع لائے؛ کہ وہاں حجابِ غفلت منکشِف ہوتا ہے، اور مُنصِف خطا سے منصرِف، وباللہ سبحانہ وتعالیٰ التوفیق![2].

---

(۱) پ۱۵، بني إسرائيل: ۵۷.

(۲) "فتاوی رضویہ" "کتاب الصلاۃ، باب الوتروالنوافل، رسالہ "أنهار الأنوار" ۵/ ۶۸۴-۶۸۷۔

صحابۂ کرام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں

اسی طرح "صحیح بخاری شریف" میں امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سیّدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، طلبِ باراں (بارش) میں توسُّل کرنا مروی و مشہور ہے، "حصنِ حصین" میں ہے: "وأن يتوسّلَ إلى الله تعالى بأنبيائِه [خ، ر، مس] والصالحين من عِباده [خ]"[۱]. "یعنی آدابِ دعا سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اُس کے انبیاء سے توسُّل کرے" اسے بخاری وبزّاز وحاکم نے امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ "اور اللہ کے نیک بندوں کا وسیلہ پکڑے" اسے بخاری نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا"[۲]۔

خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی وسیلہ کی تعلیم دے رہے ہیں!

اور سب سے زیادہ وہ حدیثِ صحیح معروف و مشہور ہے، جسے (۱) نَسائی (۲) وترمذی (۳) وابن ماجہ (۴) وحاکم (۵) وبَیہقی (۶) وطَبرانی (۷) وابن خزَیمہ نے عثمان بن حنَیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، اور طَبرانی[۳] وبَیہقی نے "صحیح" اور ترمذی[۴] نے "حسن غریب صحیح" اور حاکم[۵] نے بَرشرط "بخاری" و"مسلم" صحیح کہا، اور حافظ امام عبد العظیم مُنذِری[۶] وغیرہ ائمۂ نقد وتنقیح نے اس کی تصحیح کو مسلَّم ومقرَّر رکھا، جس میں

---

(١) "الحصن الحصين من كلام سيِّد المرسَلين صلى الله تعالى عليه وسلم في الأذكار والأدعية النبويّة" آداب الدعا، صـ٢٥.

(۲) "فتاویٰ رضویہ" کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، رسالہ "أنهار الأنوار" ۵/ ۴۸۷۔

(٣) أي: في "المعجم الصغير" باب الطاء، من اسمه طاهر، الجزء ١، صـ١٨٤.

(٤) أي: في "سنن الترمذي" كتاب الدعوات، باب، تحت ر: ٣٥٧٨، صـ٨١٦.

(٥) أي: في "مُستدرَك الحاكم" كتاب التطوُّع، تحت ر: ١١٨٠، ٢/ ٤٥٥.

(٦) أي: في "الترغيب والترهيب" كتاب النوافل، الترغيب في صلاة الحاجة ودعائها، ١/ ٢٧٣.

حضور اقدس، ملجائے بے کساں، مَلاذِ دو جہاں -افضل صلواتِ اللہ تعالی وتسلیماتہ علیہ وعلیٰ ذُرّیاتہ- نے نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز کہے: «اللّهم إنّي أسألُكَ وأتوَجّهُ إليك بنبيِّكَ محمّدٍ نبيِّ الرَّحمة [ﷺ] يا محمد إنّي أتوَجّهُ بِكَ إلى ربّي في حاجتِي هذه؛ لتُقضَى لي! اللهمَّ فشَفِّعْه فيَّ!»[1] "الٰہی! میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں، بوسیلہ تیرے نبی محمد ﷺ کے، جو مہربانی کے نبی ہیں! یا رسولَ اللہ میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں؛ کہ میری حاجت رَوا ہو! الٰہی اُن کی شَفاعت میرے حق میں قبول فرما!"۔

اور لُطف یہ ہے کہ بعض روایاتِ "حصن حصین" میں "لتقضِيَ لي" بصیغۂ معروف واقع ہوا، یعنی یا رسولَ اللہ میں آپ کے توسُّل سے خدا کی طرف توجہ کرتا ہوں؛ کہ آپ میری حاجت روائی کردیں!۔ مولانا فاضل علی قاری -علیہ رحمۃ الباری- "حرزِ ثمین شرح حصنِ حصین" میں فرماتے ہیں: "وفي نسخةٍ بصيغةِ فاعِل، أي: "لتَقضِيَ الحاجةَ لي" والمعنى تكون سبباً لحُصول حاجتِي ووُصول مُرادي، فالإسنادُ مَجازيٌّ"[2] اهـ.

اور یہ حدیثِ نفیس نجیح، مذیَّل بطِراز گراں بہائے تصحیح[3] امام ابو القاسم

---

(۱) "صحيح ابن خزَيمة" كتاب الصلاة، جُماع أبواب صلاة التطوُّع غيرما تقدّم، باب صلاة الترغيب والترهيب، ر: ۱۲۱۹، ۱/ ۶۰۳.

(۲) "الحرز الثمين" ۲/ ۱۵.

(۳) امام مُنذِری "ترغیب" میں فرماتے ہیں: قال: "الطَبَراني بعد ذكر طُرقه: والحديث صحيح". ["الترغيب والترهيب" كتاب النوافل، الترغيب في صلاة =

سلیمان لَخمی طَبرانی کے پاس یوں ہے: "أنّ رجلاً كان يختلف إلى عثمانَ بن عفّان ﷺ في حاجةٍ له، فكان عثمانُ لا يَلتفتُ إليه ولا يَنظرُ في حاجته، فلَقِيَ عثمانَ بن حنَيف ﷺ فشَكَا ذلك إليه، فقال له عثمانُ بن حنَيف: ائْتِ الميضأةَ فتوَضَّأْ، ثمّ ائْتِ المسجدَ فصَلِّ فيه ركعتَين، ثمّ قُل: اللّهمَ إنّي أسألُك وأتوَجّهُ إليك بنبيِّنا محمّد ﷺ[1] نبيِّ الرّحمة، يا محمد إنّي أتوَجّهُ بكَ إلى ربّي، فيَقضِي لي حاجتي! وتذكر حاجتَك ورُحْ إليَّ حتّى أرُوح معك، فانطلقَ الرَجلُ فصَنعَ ما قال له عثمانُ، ثمّ أتَى بابَ عثمانَ ﷺ فجاء البوّابُ حتّى أخذَه بيده، فأدخلَه على عثمانَ بن عفّان ﷺ، فأجلسَه معه على الطنفسة وقال: حاجتَك؟ فذكر حاجتَه، فقضَاها له ثمّ قال له: ما ذكرتَ حاجتَك حتّى كانت هذه الساعة! وقال ما كانت لك من حاجةٍ فأتِنا! ثمّ أنّ الرَجلَ خرج من عنده فلَقيَ عثمانَ بن حنَيف ﷺ فقال له: جزاك

=

الحاجة ودعائها، ١/ ٢٧٣]. "طَبرانی نے اس حدیث کی متعدّد سندیں ذکر کرکے کہا: "حدیث صحیح ہے"۔ منہ [امام احمد رضا]

(١) هكذا هو هاهنا يثبت الصلاة في نفس الحديث، في النسخة الصحيحة لـ"الترغيب" التي منَّ الله تعالى بها على هذا المحتاج، ولعلّ عثمانَ بن حنَيف ﷺ إذا روَى الحديثَ أتى به كما هو، وإذا علم الرجل زاد الصّلاةَ، كما هو المطلوبُ في أمثال المقام، والله تعالى أعلم. منه [أي: من الإمام أحمد رضا].

الله خيراً! ما كان يَنظرُ في حاجتِي ولا يَلتفتُ إليَّ حتّى كلّمتَه فيَّ، فقال عثمانُ بن حنَيف ﷺ: والله ما كلّمتُه! ولكن شهدتُ رسولَ الله ﷺ وأتاه رجلٌ ضريرٌ فشَكَا إليه ذَهابَ بصره، فقال له النبيُّ ﷺ: «ائتِ الميضأةَ فتوَضَّأ، ثمّ صلِّ ركعتَين، ثمّ ادْعُ بهذه الدّعوات» فقال عثمانُ بن حنَيف: فوالله! ما تفرّقنا وطالَ بنا الحديثُ، حتّى دخل علينا الرجلُ، كأنّه لم يكن به ضرٌّ قطّ"[1].

"یعنی ایک حاجت مند اپنی حاجت کے لیے امیر المؤمنین عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آتا جاتا، امیر المؤمنین نہ اُس کی طرف اِلتفات کرتے نہ اُس کی حاجت پر نظر فرماتے، اُس نے عثمان بن حنَیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اِس امر کی شکایت کی، انہوں نے فرمایا: وضو کرکے مسجد میں دو ۲ رکعت نماز پڑھ، پھر یُوں دعا مانگ: "الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں! اور تیری طرف اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبیٔ رحمت کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں! یا رسولَ اللہ میں حضور کے توسُّل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں؛ کہ میری حاجت رَوا فرمائے! اور اپنی حاجت کا ذکر کر!" شام کو پھر میرے پاس آنا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں، حاجت مند نے یونہی کیا، پھر آستانِ خلافت پر حاضر ہوا، دربان آیا اور ہاتھ پکڑ کر امیر المؤمنین کے حضور لے گیا، امیر المؤمنین نے اپنے ساتھ مَسند پر بٹھایا، مطلب پوچھا، عرض کیا، فوراً رَوا فرمایا اور ارشاد کیا: اتنے دنوں میں اِس وقت تم نے اپنا مطلب بیان کیا! پھر فرمایا: جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے ہمارے

---

(١) أي: في "المعجم الصغير" باب الطاء، من اسمه طاهر، الجزء ١، صـ١٨٣، ١٨٤.

پاس چلے آیا کرو!۔ یہ شخص وہاں سے نکل کر عثمان بن حَنَیف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ملا اور کہا: اللہ تمہیں جزائے خیر دے! امیر المؤمنین میری حاجت پر نظر اور میری طرف اِلتفات نہ فرماتے تھے، یہاں تک کہ آپ نے اُن سے میرے بارے میں عرض کی! عثمان بن حَنَیف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں نے تو تیرے مُعاملے میں امیر المؤمنین سے کچھ بھی نہ کہا، مگر ہوا یہ کہ میں نے سیّدِ عالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیکھا، حضور کی خدمتِ اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور نابینائی کی شکایت کی، حضور نے یونہی اسے ارشاد فرمایا کہ "وضو کرکے دو ۲ رکعت پڑھے، پھر یہ دعا کرے" خدا کی قسم! ہم اُٹھنے بھی نہ پائے تھے، باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا، گویا کبھی اندھا ہی نہ تھا![1]۔

حدیث: اے اللہ کے بندو میری مدد کرو!

اَور سنیے! ابن السُنّی عبد اللہ بن مسعود، اور بزّار عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم سے راوی، حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں: «إذا انفلتتْ دَابَّةُ أحدِكم بأرض فلاةٍ فلْيُنادِ: يا عبادَ الله احبسُوا! فإنّ لله تعالى عباداً في الأرض تحبسه»[2] "جب تم میں کسی کا جانور جنگل میں چُھوٹ جائے، تو چاہیے یُوں ندا کرے: "اے خدا کے بندو روک لو!"؛ کہ اللہ تعالی کے کچھ بندے زمین میں ہیں جو اسے روک لیں گے"۔ "بزّار" کی روایت میں ہے: یوں کہے: «أعينُوا يا عبادَ الله!»[3] "مدد کرو اے خدا کے بندو!"۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اِن لفظوں کے بعد «رحمَكُم

---

(۱) "فتاوی رضویہ" "کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، رسالہ "أنهار الأنوار" ۵/ ۷۸۷-۷۸۹۔

(۲) أي: في "عمل اليوم والليلة" باب ما يقول إذا انفلت دابته، ر: ۵۰۸، صـ۱۲۹، ملتقطاً.

(۳) "مُسند البزّار" مسند ابن عباس، ر: ۴۹۲۲، ۱۱/ ۱۸۱.

اللّٰہ» اَور زیادہ فرماتے، رواه ابنُ أبي شَيبة في "مصنَّفه"[۱].

امام نَوَوی بھی اللّٰہ کے بندوں سے مدد مانگ رہے ہیں

امام نَوَوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ "اَذکار" میں فرماتے ہیں: "ہمارے بعض اساتذہ نے (کہ عالمِ کبیر تھے) ایسا ہی کیا، چُھوٹا ہوا جانور فوراً رُک گیا" اور فرماتے ہیں: "ایک بار ہمارا ایک جانور چُھوٹ گیا، لوگ عاجز آ گئے، ہاتھ نہ لگا، میں نے یہی کلمہ کہا، فوراً رُک گیا، جس کا اس کہنے کے سوا کوئی سبب نہ تھا" نقلَه سيّدي علي القاري في "الحرز الثمين"[۲].

امام طَبرانی سیّدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور پُرنور سیّد العالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: «إذا أضلَّ أحدُكم شيئاً أو أرادَ عَوناً، وهو بأرض ليس بها أنيسٌ، فلْيقُل: يا عبادَ الله أعينوني! يا عبادَ الله أعينوني! يا عبادَ الله أعينوني! فإنّ لله عباداً لا يراهم»[۳] "جب تم میں سے کوئی شخص سنسان جگہ میں بہکے بُھولے، یا کوئی چیز گم کرے، اور مدد مانگنی چاہے تو یوں کہے: اے اللّٰہ کے بندو میری مدد کرو! اے اللّٰہ کے بندو میری مدد کرو! اے اللّٰہ کے بندو میری مدد کرو! کہ اللّٰہ کے کچھ بندے[۴] ہیں جنھیں یہ نہیں دیکھتا"۔

---

(۱) "المصنَّف" كتاب الدعاء، باب جامع الدعا، ما يدعو به الرجل إذا ضلّت منه الضالّة، ر: ۳۰۳۳۹، ۱۰/ ۳۹۰.

(۲) "الحرز الثمين" ۱/ ۳۷۸.

(۳) أي: في "المعجم الكبير" عتبة بن غزوان السلميّ، ر: ۲۹۰، ۱۵/ ۱۱۷، ۱۱۸. و"كنز العمّال" حرف السين، كتاب السفر من قسم الأقوال، الفصل ۲ في آداب السفر، آداب متفرّقة، ر: ۱۷٤۹٤، ٦/ ۳۰۰.

(۴) جن کے سیّد و مَولیٰ وسند و ماوٰی، حضور پُرنور سیّدنا عبد القادر جیلانی ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہ، كما نصّ عليه سيّدُنا خضر علیہ الصلاۃ والسلام، رواه ونقلَه في "البهجة" [ذكر احترام المشايخ =

عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: «قد جرّبَ ذلك» "بالیقین یہ بات آزمائی ہوئی ہے" رواه الطبَراني[۱] أيضاً. فاضل علی قاری علّامہ میرک سے، وہ بعض علمائے ثِقات سے ناقل: "هذا حديثٌ حَسنٌ"، "یہ حدیث حَسَن ہے" اور فرمایا: "مسافروں کو اس کی ضرورت ہے" اور فرمایا: مشایخ کرام قدّست أسرارہم سے مروی ہوا: "إنّه مجرَّبٌ قرنَ به النجحُ"، "یہ مجرَّب ہے اور مراد ملنی اس کے ساتھ مقرون ہے" ذكره في "الحرز الثمين"[۲].

اِن احادیث میں جن بندگانِ خدا کو وقتِ حاجت پکارنے، اور اُن سے مدد مانگنے کا صاف حکم ہے، وہ اَبدال ہیں کہ ایک قسم ہے اَولیائے کرام -قدّسَ الله تعالى أسرارَهم، وأفاضَ علينا أنوارَهم- سے یہی قول اَظہر واَشہر ہے، كما نصَّ عليه في "الحرز الثمين"[۳]. اور ممکن کہ ملائکہ یا مسلمان صالح جِن مراد ہوں -وكيفما كان- ایسے توسُّل وندا کو شرک وحرام اور مُنافیٔ توکُّل واِخلاص جاننا (معاذاللہ) شرعِ مطہَّر کو اِصلاح دینا ہے!"[۴]۔

=

والعلماء له وثنائهم عليه، الشيخ أبو محمد القاسم بن عبد البصري، صـ۳۲٦] و"الزُبدة" و"التحفة" غيرها. منه [أي: من الإمام أحمد رضا].

(۱) أي: في "المعجم الكبير" "عتبة بن غزوان السلميّ، تحت ر: ۲۹۰، ۱۵/ ۱۱۸.

(۲) "الحرز الثمين" ۱/ ۳۷۹.

(۳) المرجع نفسه، ۱/ ۳۷۸.

(۴) "فتاوی رضویہ" "کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، رسالہ "أنهار الأنوار" ۵/ ۵۸۹-۵۹۱۔

نمازِ غوثیہ کی ترکیب، خود سرکار غوثِ اَعظم کے ارشاد سے ثابت ہے

اہلِ محبت کے لیے "نمازِ غوثیہ" کے جواز واِباحت کے لیے تو اتنا جان لینا ہی کافی ہے، کہ اس نماز کی ادائیگی کا طریقہ وترکیب خود سرکار غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے بنفسِ نفیس بیان فرمایا۔

امام اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ "**بالجملہ** بندگانِ خدا سے توسُّل کو اِخلاص وتوکُّل کے خلاف نہ جانے گا، مگر سخت جاہل محروم، یا ضالّ مُکابِر ملوم! رہا اِس نمازِ مبارک کے افعال پر کلام، **اوّلاً:** جب اس کی ترکیب خود حضور پُرنور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد سے ثابت ہے، تو مدّعِئ تسنُّن کو کیا گنجائشِ انکار؟ خود منکرین کی زبانیں اِس شہادت میں ہمارے دل وزبان کی شریک ہیں کہ وہ جناب، اِتّباعِ قرآن وحدیث واِقتضائے سنّتِ سَنیّہ، ومُراعاتِ سیرتِ صحابہ، واجتنابِ محدَثاتِ شنیعہ، والتزامِ اَحکامِ شرعیّہ پر استقامتِ کاملہ رکھتے تھے، رضي الله تعالى عنه وأرضاه، وأمدَّنا في الدارَين بنعماه، آمين!.

اُمّت کے بڑے بڑے فقہاء ومحدِّثین نے بھی نمازِ غوثیہ کا اہتمام کیا

ثانیاً: وہ علماء واَولیاء جن میں بعض کے اسمائے طیّبہ[1] فقیر -غفر اللہ تعالیٰ لہ بہم- نے ذکر کیے، جنہوں نے یہ نماز پسند کی، اجازت دی، سَندلی، خود پڑھی، منکِرین میں کون اُن کے پائے کا ہے؟! پھر اُن کے کہے سے کیونکر مسلَّم ہو کہ حکمِ

(۱) مثلاً شیخ ابوالحسن علی بن جریر شَطنوفی، امام عبداللہ بن اَسعد یافعی شافعی، ملّا علی قاری، شیخ عبدالحق محدِّث دہلوی وغیرہ۔ [دیکھیے: "فتاوی رضویہ" کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، رسالہ "أزهار الأنوار" ۵/ ۸۲۲، ۸۲۳]۔

شرع پر یہی چلے؟ اور وہ سب (معاذاللہ) گنہگار، فُسّاق، بدعتی گزرے! اور اِن اکابر کو غیر مَوثوق کہہ کر اِتّباعِ سوادِ اعظم کی طرف بلانا، وہی پرانی تلبیس ہے! سوادِ اعظم کا خلاف جب ہو کہ جُمہور ائمۂ دین، فقہاء و محدِّثین، عرفائے محدِّثین -رحمۃ اللہ تعالی علیہم اجمعین- اِس نماز سے ممانعت کرتے آئے ہوں، جب منکِرین دو چار ائمۂ معتمَدین سے صحیح طَور پر (جو دیدہ ودانستہ کذب واِفتراء، ووضعِ اسمائے کتب وعلماء، واِستناد بمجاہیل واَجزائے خاملہ سے -کہ دابِ قدیم اکابرِ منکِرین ہے- خالی ہو) اِس نماز کریم کی ممانعت کا ثبوت نہ دے سکے، نہ -اِن شاء اللہ تعالی- قیامِ قیامت دے سکیں، تو سوادِ اعظم کا نام لینا صرف عوام کو دھوکا دینا ہے!۔

ثالثاً: ان صاحبوں کے اُصول پر تو اِس نماز کے جواز واِباحت اور منع واِنکار کی قَباحت وشَناعت پر، نئے طَور سے (جسے مُعارَضہ بالقلب کہیے) سوادِ اعظم ائمہ وعلماء و محدِّثین وفقہاء کا اِجماعِ قطعی ثابت ہوگا، پہلے معلوم ہو چکا کہ ان حضرات کے مذہب میں عدمِ ذِکر ذکرِ عدم ہے، اور خود یہاں منکرین کے اِدّعائے سوادِ اعظم کا یہی مبنیٰ کما لا یخفى.

اب ہم کہتے ہیں: کلماتِ ائمہ میں اس نماز پر اِنکار جائز ہونا ہرگز مذکور نہیں، ومَن ادّعَى فعليه البيان، ولا يَستطيعُه حتّى يَرجعَ القارظان!. اور عدمِ بیان بیانِ عدم ہے، تو لاجَرم اس کے یہ معنی ہوں گے، کہ ان سب ائمہ کے نزدیک اس نماز مبارک پر انکار رَوا نہیں، اور جس پر انکار ناجائز ہوگا وہ اقلّ درجہ مباح ہوگا، فثبت المقصودُ وبُهتَ العَنود، والحمدُ لله العلي الوَدود!"[1].

---

(۱) "فتاوی رضویہ" کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، رسالہ "أنهار الأنوار" ۵/ ۹۳-۷۔

نمازِ غوثیہ (صلاۃُ الحاجات) کی ادائیگی کا طریقہ

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے حاجت رَوائی اور دعاؤں کی قبولیت کے لیے صلاۃِ حاجات تعلیم فرمائی، اسے "نمازِ غوثیہ" بھی کہتے ہیں، یہ بڑا مجرّب عمل ہے، لہذا جب کوئی تکلیف یا حاجت دَرپیش ہو، تو بعد نمازِ مغرب سنّتیں ادا کرنے کے بعد نیا وضو کریں، اور حسبِ توفیق صدقہ دیں، پھر دو ۲ رکعت نمازِ نفل (بطور صلاۃِ حاجت) اس طرح ادا کریں، کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد گیارہ ۱۱ بار سورۂ اِخلاص پڑھیں، پھر بعد سلام حضور نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اس طرح صلاۃ وسلام عرض کریں: "يَا رَسُوْلَ الله يَا نَبِيَّ الله، اَغِثْنِيْ وَامْدُدْنِيْ فِي قَضَاءِ حَاجَتِي يَا قَاضِيَ الْحَاجَات". "یارسولَ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یانبیَ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میری فریاد کو پہنچیے، اور میری حاجت پوری ہونے میں میری مدد کیجیے، اے تمام حاجتوں کے پورا کرنے والے اللہ کی عطا سے!"۔

پھر عراق کی جانب گیارہ ۱۱ قدم چلیں، ہر قدم پر یہ کہیں: "يَا غَوثَ الثَّقَلَين، وَيَا كَرِيمَ الطَّرَفَين، اَغِثْنِي وَامْدُدْنِيْ فِي قَضَاءِ حَاجَتِي يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ". "اے جِن واِنس کے فریادرَس! اور اے ماں باپ کی طرف سے بزرگ ہستی! میری فریاد کو پہنچیے، اور میری حاجت پوری ہونے میں میری مدد کیجیے، اے حاجتوں کے پورا کرنے والے اللہ کی عطا سے!" اور اپنی حاجت ذکر کرتے جائیں۔ اللہ عزوجل کے اِذن اور فضل وکرم سے وہ حاجت پوری ہوگی، اور جو بھی مشکل دَرپیش ہوگی وہ رَفع ہوجائے گی!۔

باب ۶

سرکار غوثِ اعظم کے مَناقب میں علمائے اُمّت کے اقوال

شیخ ابو حفص عمر بن حسین عطسی کا فرمان

غوثِ پاک کی بار گاہ سے خلعتِ ولایت تقسیم ہوتی رہتی ہیں

(۱) شیخ ابو حفص عمر بن حسین عطسی رحمۃ اللہ تعالٰی بیان کرتے ہیں، کہ مجھ سے سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ "اے عمر! میری مجلس سے دُور نہ رہا کرو؛ کیونکہ یہاں خلعتِ ولایت تقسیم ہوتی رہتی ہے"[۱]۔

شیخ ابو بکر بن ہوار کا فرمان

زمانے بھر کے تمام اَولیائے کرام، غوثِ پاک کے فرمانبردار ہیں

(۲) شیخ ابو بکر بن ہوار رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ایک روز اپنے مریدین سے فرمایا کہ "عنقریب عراق میں ایک عجمی شخص ظاہر ہوگا، جو اللہ تعالی اور لوگوں کے نزدیک عالی مرتبت ہوگا، اُس کا نام "عبد القادر" ہوگا، وہ بغداد میں سُکونت اختیار کرے گا، اور اللہ کے حکم سے خود اپنے بارے میں اعلان فرمائے گا کہ "میرا یہ قدم تمام اَولیاء کی گردنوں پر ہے" اور زمانے کے تمام اَولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اُس کے فرمانبردار ہوں گے"[۲]۔

---

(۱) "زُبدۃ الآثار" "سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا آب دہن، ص۲۶۔

(۲) "بهجة الأسرار" ذكر أخبار المشايخ عنه بذلك، صـ١٤.

شیخ علی بن ہیتی کا فرمان

چار مشائخ کی خصوصیت

(۳) حضرت شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "میں نے چار ۴ مشائخ کو دیکھا ہے، جو اپنی قُبور میں زندوں کی طرح تصرُّف فرماتے ہیں، اُن میں (۱) شیخ عبد القادر جیلانی (۲) شیخ معروف کرخی (۳) شیخ عقیل مُنبجی (۴) شیخ حیات بن قیس حَرّانی قدّس سرّہم ہیں"[1]۔

امام احمد بن حنبل اور حضور غوثِ اعظم کی ملاقات

ایک اَور مقام پر شیخ ابو الحسن علی بن ہیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "میں نے شیخ عبدالقادر جیلانی اور شیخ بقابن بطو رحمۃ اللہ علیہما کے ہمراہ سیّدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مزارِ پُر انوار کی زیارت کی، میں نے دیکھا کہ سیّدنا امام احمد بن حنبل بنفسِ نفیس قبر مبارک سے باہر تشریف لائے، اور سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی کو اپنے سینے سے لگایا، اور ایک اعلیٰ خلعت پہنا کر فرمایا کہ "عبدالقادر! لو علمِ شریعت، علمِ طریقت، علمِ حال اور علمِ فعل الرِجال، اللہ تعالی نے آپ کے سپرد کر دیے ہیں!"[2]۔

شیخ عبد العزیز مسعود حَسنی کا فرمان

اَقطابِ اُمّت اور غَوث بھی علومِ خمسہ جانتے ہیں

(۴) حافظ الحدیث سیّدی احمد مالکی، غَوث الزمان سیّد شریف عبدالعزیز مسعود حسنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی: "هو ﷺ لا يَخفى عليه شيءٌ من الخمس المذكورة

---

(۱) المرجع نفسه، ذكر فُصول من كلامه، صـ۱۲٤.

(۲) المرجع السابق، ذكر علمه وتسمية بعض شُيوخه رضي الله تعالى عنه، صـ۲۲٦، ملخصاً.

في الآية الشّريفة، وكيف يَخفى عليه ذلك؟ والأقطابُ السَّبعةُ من أمّته الشّريفةِ يَعلمونها، وهُم دون الغَوث، فكيف بالغَوث! فكيف بسيِّد الأوّلين والآخِرين! الذي هو سببُ كلِّ شيءٍ، ومنه كلُّ شيءٍ!"[1]. (۱) قیامت کب آئے گی؟ (۲) بارش کب اور کہاں اور کتنی بَرسے گی؟ (۳) مادہ کے پیٹ میں کیا ہے؟ (۴) کل کیا ہوگا؟ (۵) فُلاں کہاں مرے گا؟"(یہ پانچوں غیب جو آیۂ کریمہ: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِۚ وَ یُنَزِّلُ الْغَیْثَۚ وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِؕ وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًاؕ وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ﴾[2] میں مذکور ہیں، ان میں سے کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر مخفی نہیں)اور کیسے یہ چیزیں حضور سے پوشیدہ ہو سکتی ہیں؟ حالانکہ حضور کی اُمّت کے ساتوں اَقطاب اِن باتوں کو جانتے ہیں! جبکہ اِن اَقطاب کا مرتبہ غَوث سے نیچے ہے، پھر غَوث کا کیا کہنا! پھر اِن کا کیا پُوچھنا جو سب اگلوں پچھلوں اور سارے جہان کے سردار، اور ہر چیز کے لیے سبب ہیں، اور ہر شَے انہی کے سبب سے ہے صلی اللہ تعالی علیہ وسلم!"۔

شیخ محمد بن علی بن وہب سنجاری کا قول

غَوثِ پاک دنیا کے سرداروں میں منفرِد ہیں

(۵) شیخ ابو عبد اللہ محمد بن علی بن وہب سنجاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ "میں نے اپنے والد سے سنا کہ "حضرت سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ دنیا کے سرداروں میں منفرِد ہیں، اَولیاء اللہ میں سے ایک فَرد ہیں، اللہ تعالی کی طرف سے مخلوق کے لیے

---

(۱) "الإبريز" الباب ۱۰ في البرزخ وصفته ...إلخ، ۲/ ۳۱۰.

(۲) پ۲۱، لقمان: ۳۴.

ہدیہ ہیں۔ وہ شخص نہایت نیک بخت ہے جس نے آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو دیکھا، وہ شخص ہمیشہ شاد رہے جس نے آپ کی صحبت اختیار کی، مبارک ہے وہ شخص ہمیشہ جس نے حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے ہاں رات بسر کی"[1]۔

حافظ عبدالغنی مقدسی کا قول

(۶) امام حافظ عبد الغنی المقدسی رحمۃ اللہ تعالی علیہ بیان کرتے ہیں، کہ میں نے بغداد شریف میں اپنے دَور کے امام النحو ابو محمد خشاب نحوی کو کہتے سنا، کہ میں نحو کا امام تھا، حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی بڑی تعریف سنتا تھا، مگر کبھی ان کی مجلس میں نہیں گیا تھا، ایک دن خیال آیا کہ آج جاؤں اور سنوں تو سہی، شیخ عبد القادر جیلانی کیا کہتے ہیں؟! میں گیا اور اُن کی مجلس میں بیٹھ کر انہیں سننے لگا۔

فرماتے ہیں کہ "میں نحوی تھا، اپنے گھمنڈ میں تھا، لہذا مجھے اُن کا کلام کوئی بہت زیادہ شاندار نہ لگا" میں نے دل میں کہا کہ "آج کا دن میں نے ضائع کر دیا" بس اتنا خیال دل میں آنا تھا کہ منبر پر دَورانِ خطاب سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ مجھ سے مخاطِب ہو کر بولے کہ "اے محمد بن خشاب نحوی! تم اپنی نحو کو خدا کے ذکر کی مجلسوں پر ترجیح دیتے ہو! یعنی جس (امام النحو) سِیبَوَیہ کے پیچھے تم پھرتے ہو، ہم نے وہ سارے گزارے ہوئے ہیں، آؤ ہمارے قدموں میں بیٹھو، تمہیں نَحو بھی سکھادیں گے!"[2]۔

---

(۱) "بهجة الأسرار" ذكر احترام المشايخ والعلماء له ...إلخ، صـ۴۳۲، ۴۳۳.

(۲) "سِيَر أعلام النُبلاء" للذَهبي، ۵۲۲۷- الشيخ عبد القادر أبو محمد بن عبد الله الجيلي، ۱۲/ ۶۰۰، ۶۰۱، ملخصاً.

امام یحییٰ بن نَجاح اَدیب کا بیان

(۷) علمِ نحو اور علمِ ادب کے امام، یحییٰ بن نَجاح الاَدیب بیان کرتے ہیں کہ "میں حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس میں گیا، اور سوچا کہ آج ان کے بیان کردہ اَشعار کو گنتا ہوں! فرماتے ہیں کہ میں دھاگہ ساتھ لے گیا کہ ہاتھ پر گنتے گنتے بُھول جاؤں گا، جب آپ ایک شعر پڑھتے تو میں دھاگے پر ایک گٹھان لگا لیتا؛ تاکہ آخر میں گنتی کرلوں، جب آپ اگلا شعر پڑھتے تو پھر دھاگے پر گٹھان دے لیتا، اس طرح میں آپ کے ہر شعر کے بعد گٹھان لگاتا رہا، اپنے کپڑوں کے نیچے میں نے دھاگہ چُھپا رکھا تھا، جب میں نے دھاگے پر بہت ساری گٹھانیں لگالیں، تو سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ستّر ۷۰ ہزار کے اجتماع میں میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "أنا أُحِلُّ وَأَنْتَ تَعقدُ"[1] "میں گٹھانیں کھولتا ہوں، اور تم گٹھانیں باندھتے ہو!" یعنی میں اُلجھے ہوئے مسائل سلجھا رہا ہوں، اور تم گٹھانوں پر گٹھانیں لگائے جارہے ہو!۔

عارف باللہ سیّد احمد کبیر رفاعی کا فرمان

اَولیائے کاملین کو اللہ تعالی اپنے غیب پر مطلع فرماتا ہے

(۸) عارف باللہ، اَحد الاَقطاب الاَربعہ، حضرت سیّد احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ترقیاتِ کامل (منصبِ غَوثیت کے تدریجی مَراحل) کے بارے میں فرماتے ہیں: "أطلعَه على غَيبه، حتّى لا تَنبتُ شجرةٌ ولا تخضرُ ورقةٌ إلّا بنظره"[2]

---

(۱) المرجع نفسه، صـ٦٠٥.

(۲) "الطبَقات الكُبرى" للشَّعراني، ر: ٢٦٢ - الشيخ أحمد بن أبي الحسين الرفاعي، الجزء ١، صـ١٤٣.

"حضراتِ کاملین کو اللہ تعالیٰ اپنے غَیب پر مطلع فرماتا ہے، یہاں تک کہ کوئی پیڑ نہیں اُگتا اور کوئی پتہ ہرا نہیں ہوتا، مگر کامل کی نظر کے سامنے!"۔

یعنی جب کسی ولیُ اللہ کو منصبِ غَوثیت پر فائز کیا جاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اُسے اپنے غیب پر مطلع فرما دیتا ہے، پھر اُس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی، یہاں تک کہ زمین پر اُگنے والا کوئی درخت، اور سرسبز ہونے والا پتہ تک، اُس غَوث کے علم اور نظر سے اوجھل نہیں رہتا!۔

امام ابن جَوزی کا طرزِ عمل

غَوث پاک کی بارگاہ میں امام ابن جَوزی نے اپنے کپڑے چاک کر ڈالے!

(۹) مشہور محدِّث امام ابن جَوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادے شیخ یوسف فرماتے ہیں، کہ حافظ ابو العباس احمد بن احمد بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بیان کیا، کہ میں اور آپ کے والد (امام ابن جَوزی) شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی مجلس میں حاضر ہوئے، سیّدنا غوثِ اعظم نے ایک آیتِ مبارکہ کی چالیس ۴۰ مختلف تفسیریں بیان فرمائیں، گیارہ ۱۱ تفاسیر تک میں (حافظ ابو العباس بغدادی) تمہارے والد امام ابن جَوزی سے پُوچھتا رہا، اور وہ کہتے رہے کہ ہاں مجھے یہ تفسیر معلوم ہے۔ اس کے بعد شیخ عبد القادر جیلانی نے اُس آیتِ مبارکہ کی چالیس ۴۰ تفسیریں مع قائل و سند بیان فرمائیں، اور جب میں نے امام ابن جَوزی سے پُوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ "مجھے اِن میں سے کسی کا بھی علم نہیں"۔ ایک آیتِ مبارکہ کی اتنی تفسیروں کے بعد شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "الآنَ نَرجَع مِن القال إلى الحال!"، "اب ہم قال سے حال کی طرف چلتے ہیں!" اور کلمۂ طیّبہ "لا الٰہ اِلّا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھا، پھر کیا تھا کہ امام ابن جَوزی

سمیت لوگوں میں عجیب رِقّت طاری ہوگئی، یہاں تک کہ امام ابن جَوزی نے اپنے کپڑے چاک کرڈالے!"[1]۔

امام ابن قُدامہ مَقدسی کا فرمان
غوث پاک جیسی عظمت کسی ولی کی نہیں دیکھی

(١٠) شیخ مُوفَّق الدِین ابن قُدامہ مَقدسی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا نام کسی تعارُف کا محتاج نہیں، آپ کی ولادت ٥٤٠ھ میں "فلسطین" کے شہر "نابُلس" میں ہوئی، آپ کا شمار فقہِ حنبلی کے عظیم ترین فقہاء میں ہوتا ہے، آپ کی تصنیف "کتاب المغنی" فقہِ حنبلی کی بنیادی کتب میں شمار ہوتی ہے، غیر مقلدّین (وہابیہ) بھی امام ابن قُدامہ مقدسی کو اپنا امام تسلیم کرتے ہیں، اور آپ کے علم وفضل کے قائل ہیں، جبکہ یہی غیر مقلدّین آپ کے استاد اور رُوحانی شیخ سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کے علم وفضل اور ولایت کے اِنکاری بھی ہیں!۔

امام ابن قُدامہ مقدسی فرماتے ہیں کہ "جب میں اور میرے خالہ زاد بھائی (امام عبدالغنی المقدسی) حضرت سیّدنا غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں، کسبِ علم وفیض کے لیے حاضر ہوئے، تو افسوس کہ ہمیں زیادہ مدّت تک حضرت شیخ کی خدمت میں رہنے کا موقع نہیں ملا! یہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی حیاتِ ظاہری کے آخری ایام تھے، ہمیں صرف اُنتالیس ٣٩ دن آپ کی خدمت میں رہ کر اکتسابِ فیض کا موقع میسر آیا۔ میں نے حضور غوثِ اعظم سے زیادہ کسی اَور کی کرامات نہیں سنیں، نہ ہی دینی شان وعظمت کے سبب لوگوں کو، اِن سے زیادہ کسی اَور کی تعظیم کرتے پایا!"[2]۔

---

(١) "بهجة الأسرار" ذكر علمه وتسمية بعض شُيوخه رضي الله تعالى عنه، صـ٢٢٤، ٢٢٥.
(٢) "سِيَر أعلام النُبلاء" ٥٠٨٧- الشيخ عبد القادر، ١٥/ ١٨١، ملخصاً.

سلطان العلماء شیخ عبد العزیز بن عبد السلام شافعی کا قول

غوثِ اعظم کی کرامات حدِ تواتُر کو پہنچی ہوئی ہیں

(۱۱) سلطان العلماء شیخ عبد العزیز بن عبد السلام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "ما نُقلت إلينا كراماتُ أحدٍ بالتواتُر، إلّا الشيخ عبد القادر!"[۱] "شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامات جس قدر تواتُر سے ہم تک پہنچیں، آج تک کسی اَور (ولی اللہ) کی کرامات اس انداز سے نہیں پہنچیں!"۔

ابن تیمیہ کا قول

غوثِ اعظم قُطب العارفین ہیں

(۱۲) ابن تیمیہ کے شیخ عزّ الدین عبد اللہ بن احمد بن عمر فارُوثی[۲]، شیخ ابن قُدامہ مقدسی حنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد ہیں، اور شیخ ابن قُدامہ مقدسی حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد و مرید ہیں۔ ابن تیمیہ نے اپنی کتاب "الِاستقامۃ" میں شیخ عبد القادر جیلانی سے بھرپور اظہارِ عقیدت کیا، اور انہیں "قُطب العارفین" یعنی "اَولیائے عارفین کے قُطب" کے لقب سے یاد کیا ہے!۔

واضح رہے کہ ابن تیمیہ نے اپنی پوری کتاب میں "قُطب العارفین"[۳] کا

---

(۱) "سِير أعلام النُبلاء" ٥٠٨٧- الشيخ عبد القادر، ١٥/ ١٨١، ملخصاً. "شرح حِزب البحر" لأحمد زرُّوق الفاسي، المقدّمة، الفصل ١، حقيقة الحزب ...إلخ، صـ٣٩.

(٢) نسبتُه إلى فارُوث (قرية على دجلة).

(٣) "الاستقامة" فصل فيما ذكره الشيخ أبو القاسم القشَيرى في رسالته المشهورة من اعتقاد، ١/ ٨٥.

لقب صرف حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال کیا ہے، ان کے سوا کسی ولی، صُوفی یا عالمِ اُمّت کا ذکر اتنی محبت وعقیدت کے ساتھ نہیں کیا۔

ایک مقام پر ابن تیمیہ نے سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے لکھا کہ "شیخ عبد القادر جیلانی اور اِن جیسے دیگر بڑے مشایخ، اپنے اپنے زمانے میں اَحکامِ شریعت کی پابندی کی تلقین کرتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے، اور برائی سے منع کرتے ہیں"[۱]۔

ایسے ہی ایک اَور مقام پر ابن تیمیہ نے حضور غوثِ اعظم کی کرامات کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا کہ "إنّ کراماتِه قد ثبتت بالتواتُر"[۲] "شیخ عبد القادر جیلانی کی کرامات تواتُر سے ثابت ہیں"۔

صرف یہی نہیں، بلکہ انہوں نے سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کی شہرۂ آفاق کتاب "فُتوح الغیب" کی شرح بھی تحریر کی[۳]، جو بیروت کے مکتبہ "دار الهادي" سے شائع ہو چکی ہے، اور اُس کی پی ڈی ایف فائل (PDF File) انٹرنیٹ (Internet) پر فری ڈاؤنلوڈنگ (Free Downloading) کے لیے بآسانی دستیاب ہے!۔

---

(۱) "مجموع الفتاوی" لابن تَيمية، علم السُلوك، فصل: صحة النظر في الأدِلة ...إلخ، ۱۰/ ٤٨٨.

(۲) انظر: "جلاء العينَين في محاكمة الأحمدين" لنعمان بن محمود الآلُوسي، ترجمة الإمام أحمد بن حنبل [محنة الإمام أحمد] صـ۲۱٦. و"تاریخِ دعوت وعزیمت" حضرت شیخ عبد القادر جیلانی، مردہ دِلوں کی مسیحائی، ۲/ ۲۰۱۔

(۳) "عربی مَولود ناموں کی تاریخ" صـ۴۸۵۔

امام شمس الدین ذَہبی کا قول

غوث پاک امامِ زمانہ، شیخ الشُیوخ اور قُطب الاَقطاب ہیں

(١٣) سلطان الاَولیاء شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے شخصی اَوصاف بیان کرتے ہوئے، امام ذَہبی نے فرمایا کہ "شيخ الإسلام، عَلَم الأولياء، محيي الدِّين أبو محمد عبد القادر الجيلي الحنبلي شيخ بغداد"[١] "شیخ الاسلام، عَلَم الاَولیاء، محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی حنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ شیخِ بغداد ہیں"۔

ایک اَور مقام پر امام ذَہبی نے فرمایا: "وكان إمامَ زمانِه، وقُطبَ عصرِه، وشيخَ شُيوخ الوقت بلا مُدافِعة"[٢] "(شیخ عبدالقادر جیلانی) امامِ زمانہ، اپنے وقت کے قُطب اور بلا شرکتِ غیرے شیخ الشُیوخ تھے"۔

ابن قیّمِ جَوزیہ کی رائے

غوث پاک عارف باللہ اور اُمّت کے لیے قابلِ تقلید بزرگ ہیں

(١٤) شیخ ابن قیّم جَوزیّہ ابن تیمیہ کے معروف شاگردوں میں سے ہیں، انہوں نے اپنی کتاب "مدارِج السالکین" میں سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کو مختلف اَلقاب سے یاد کیا، اور شیخ عبدالقادر جیلانی کے لیے "الشيخ العارف القُدوة"[٣] جیسے اَلقاب ذکر کیے۔ صرف یہی نہیں، بلکہ اسی مذکورہ بالا کتاب میں سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ

---

(١) "سِيَر أعلام النُبلاء" ٥٢٢٧ - الشيخ عبد القادر، ١٢/ ٦٠٠، ٦٠١، ملتقطاً.

(٢) "تاريخ الإسلام" للذَهبي، ٢٣- عبد القادر بن أبي صالح ...إلخ، ١٢/ ٢٥٢، ملخصاً.

(٣) "مَدارج السالكين" فصل من حقائق التوبة طلب أعذار الخليقة، ١/ ٢١٧.

کے ایک قول کو بطورِ دلیل پیش بھی کیا، چنانچہ لکھتے ہیں کہ "ومدار حُسن الخُلُق مع الحقّ ومع الخَلْق على حرفَين. ذكرَهما عبدُ القادر الكيلاني فقال: كُن مع الحقّ بلا خَلق، ومع الخَلق بلا نَفس"[1].

"حق تعالی اور مخلوق کے ساتھ حُسنِ اَخلاق کا مدار دو۲ چیزوں پر ہے، جنہیں ذکر کرتے ہوئے شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "(۱) اللہ تعالی کے ساتھ حُسنِ اَخلاق یہ ہے کہ اُس کے ساتھ تعلق میں مخلوق کا کوئی عمل دخل نہ رہے، (۲) اور مخلوق کے ساتھ حُسنِ خُلق یہ ہے، کہ اِن کے ساتھ ذاتی غرض اور مفاد سے قطعِ نظر ہو کر تعلق قائم رکھا جائے"۔

امام عبد اللہ بن اسعد یافعی کا فرمان

حضور غوثِ اعظم کی کرامات تمام کائنات کے شُیوخ واَولیاء سے زیادہ ہیں

(۱۵) امام عبد اللہ بن اسعد یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "إنّ كراماتِه تواترتْ أو قريبٌ من التواتُر، ومعلومٌ بالاتفاق أنّه لم يَظهر ظُهور كراماتِه لغيره من شُيوخ الآفاق"[2] "شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی کرامات حدِ تواتُر تک پہنچی ہوئی ہیں، یا حدِ تواتُر کے قریب قریب ہیں! اور اس بات پر اتفاق ہے کہ کائنات کے تمام شُیوخ واَولیاء سے اتنی کرامات ظاہر نہ ہوئیں، جتنی زیادہ شیخ عبد القادر جیلانی سے ظاہر ہوئیں!"۔

---

(١) المرجع نفسه، فصل مدار حُسن الخُلق مع الحقّ، ٢/ ٣١٠.

(٢) "مرآة الجنان وعبرة اليقظان" لليافعي، ذكر الشيخ عبد القادر ابن أبي صالح، شيء من علمه وتسمية بعض شُيوخه، ٣/ ٢٦٨.

حافظ ابنِ کثیر کی رائے

کثیر خَلقِ خدا نے غوثِ اعظم سے نفع پایا

(۱٦) ابن تیمیہ کے شاگرد حافظ ابن کثیر اپنی کتاب "البدایہ والنہایہ" میں حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "وانتفعَ به النّاسُ انتفاعاً كثيراً، وكان له سمتٌ حَسنٌ وصمتٌ، غير الأمر بالمعروف والنهي عن المنكَر، وكان فيه تزهُّدٌ كثيرٌ، وله أحوالٌ صالحةٌ ومُكاشفات"[۱] "شیخ عبدالقادر جیلانی سے خَلقِ خدا نے کثیر نفع پایا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ عمدہ سیرت کے حامل تھے، نیکی کی دعوت دینے اور بُرائی سے منع کرنے کے علاوہ زیادہ تر خاموش رہا کرتے، آپ بڑے متقی پرہیز گار تھے، نیز آپ اَحوالِ صالحہ اور کشف وکرامات کے حامل بزرگ تھے"۔

خواجہ بہاء الدین نقشبند کا فرمان

غوثِ اعظم کا قدم میری آنکھوں پر!

(۱۷) حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ سے متعلق منقول ہے، کہ آپ سے پُوچھا گیا کہ "کیا (حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کا) ارشادِ مبارک: "قدمِي هذه" صرف انہیں زمانے کے اَولیاء کے ساتھ مخصوص ہے؟" آپ نے فرمایا: "حاشا! اس سے تخصیص ہرگز مفہوم نہیں! ہمارے شیخ ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ اُن حضرات میں سے ہیں، جنہوں نے بارگاہِ غوثیت میں اپنی گردنیں پیش کر دیں، اور میں بہاء الدین کہتا

---

(۱) "البداية والنهاية" لابن كثير، ثمّ دخلت سنة ٥٦١، ١٢/ ٣١٣.

ہوں کہ "قدمُه على عينَي"، "اُن کا قدم مبارک میری آنکھوں پر!" یا فرمایا کہ "على بصر بصيرتي"، "اُن کا قدم میرے دل کی آنکھ پر"[1]۔

امام ابن رَجب حنبلی کا اظہارِ عقیدت

غوث پاک تمام اَولیاء ومشائخ کے سردار وسلطان ہیں

(١٨) امام ابن رَجب حنبلی رحمہ اللہ تعالی نے بڑے بڑے اَلقاب ذکر کرکے حضور غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالی کے ساتھ اپنی عقیدت کا اظہار کیا، لکھتے ہیں کہ "قُدوة العارفين، وسلطان المشايخ، وسيّدُ أهل الطريقة في وقته، محييُ الدِّين أبو محمد، صاحب المقامات والكرامات، والعلوم والمعارف، والأحوال المشهورة"[2] "شیخ عبد القادر جیلانی ابن ابو صالح جنگی دوست رحمہ اللہ تعالی عارفین کے پیشوا، مشائخ کے سلطان، اپنے وقت کے اہلِ طریقت کے سردار، دِین کو زندہ کرنے والے، صاحبِ مقامات وکرامات، اور صاحبِ اَحوال مشہور تھے"۔

شیخ عبد الحق محدِّث دہلوی کا فرمان

غوثِ اعظم کو قطبیتِ کُبریٰ اور ولایتِ عظمیٰ کا مرتبہ حاصل ہے

(١٩) شیخ عبد الحق محدِّث دہلوی رحمہ اللہ تعالی "اَخبار الاَخیار" میں فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالی نے سیّدنا غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالی کو قطبیتِ کُبریٰ اور ولایتِ عظمیٰ کا مرتبہ عطا فرمایا ہے"[3]۔

---

(١) "مجیرِ اعظم شرح اکسیرِ اعظم" (مترجم اردو) فصل: افضلیت سے متعلق کچھ تلمیحات، ص١٤٥۔

(٢) "ذَيل طبَقات الحنابلة" عبد القادر ابن أبي صالح بن عبد الله بن جنكي دوست، ٢/ ١٨٨، ١٨٩.

(٣) "اَخبار الاَخیار" (مترجم اردو) ابو محمد عبد القادر حسنی حسینی، ص٣٧۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی رائے

(۲۰) قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "سیف المسلول" میں مرتبۂ قطبیت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "فُیوض وبرکات کارخانۂ ولایت کہ اَز جناب الٰہی بر اَولیاء اللہ نازل می شود اوّل بر یک شخص نازل می شود، وازاں شخص قسمت شدہ بہر یک اَز اَولیائے عصر مُوافق مرتبہ وبحسب اِستعداد می رَسد وبہ ہیچ کس اَز اَولیاء اللہ بے توسُط اُو فیضے نمی رَسد وکسے اَز مردانِ خدا بے وسیلہ اُو درجہ ولایت نمی یابد اَقطاب جزئی واَوتاد واَبدال ونُجباء ونُقباء جمیع اَقسام اَز اَولیائے خدا بُوئے محتاج می باشند، صاحب این منصب عالی را امام وقُطب الارشاد بالاَصالۃ، نیز خوانند وایں منصب عالی اَز وقت ظُہور آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام برُوحِ پاک علی مرتضیٰ -کرّم اللہ وجہہ- مقرّر بُود "[1]۔

ولایت کے فُیوض وبرکات کی تقسیم

"کارخانۂ ولایت کے فُیوض وبرکات جو بارگاہِ الٰہی سے اَولیاء اللہ پر نازل ہوتے ہیں، پہلے ایک شخص پر اُترتے ہیں، اور اس ولی سے تقسیم ہو کر اَولیائے وقت میں سے ہر ایک کو، اُس کے مرتبہ واِستعداد کے مطابق پہنچتے ہیں، اور کسی ولی کو بھی اُس کی وَساطت کے بغیر کوئی فیض نہیں پہنچتا، اور اہلُ اللہ میں سے کوئی بھی اُس ولی کے وسیلہ کے بغیر درجۂ ولایت نہیں پاتا۔ جُزئی اَقطاب، اَوتاد واَبدال، نُجَباء، نُقَباء اور تمام اَقسام کے اَولیاء اللہ اُس ولی کے محتاج ہوتے ہیں، اُس منصبِ بلند (غوثیتِ کُبریٰ) والے کو امام اور قُطب الاِرشاد بالاَصالۃ بھی کہتے ہیں، اور یہ منصب عالی ظُہورِ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے، حضرت سیّدنا علی مرتضیٰ -کرّم اللہ وجہہ- کی رُوحِ پاک کے لیے مقرَّر تھا"۔

---

(۱) "سیف المسلول" (مترجم اردو) خاتمۂ کتاب، صـ۵۲۷ - ۵۲۹۔

پھر قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ ائمۂ اَطہار -رضوان اللہ تعالی علیہم- کو بترتیب اس منصب عظیم کا عطا ہونا لکھ کر فرماتے ہیں کہ "بعد وفات (امام حَسن) عسکری رضی اللہ تعالی عنہ تا وقتِ ظُہور سیّد الشُرفاء غَوث الثقلین محی الدِین عبد القادر الجیلی اِیں منصب برُوح حَسن عسکری رضی اللہ تعالی عنہ متعلق بُود"[1] ۔ "حضرت سیّدنا امام حَسن عسکری رضی اللہ تعالی عنہ کی وفات کے بعد سیّد الشُرَفاء غوث الثقلین محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانۂ ظُہور تک، یہ منصب حضرت سیّدنا (امام حَسن) عسکری رضی اللہ تعالی عنہ کی رُوح سے متعلق رہے گا!"۔

پھر کہا کہ "چُوں حضرت غوث الثقلین پیدا شُد ایں منصب مبارک بُوئے متعلق شُد وتا ظُہور محمد مَہدی این منصب برُوح مبارک غوث الثقلین متعلق باشد"[2] ۔ "جب حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالی عنہ پیدا ہوئے، یہ منصب مبارک اِن سے متعلق ہوا، اور سیّدنا امام محمد مَہدی رضی اللہ تعالی عنہ کے ظُہور تک یہ منصب، حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالی عنہ کی رُوح سے متعلق رہے گا!"۔

پھر کہا کہ "چُوں امام محمد مَہدی ظاہر شود ایں منصب عالی تا اِنقراض زمان بوئے مفوّض باشد"[3] ۔ "جب سیّدنا امام مَہدی رضی اللہ تعالی عنہ ظاہر ہوں گے، یہ منصبِ بلند (غوثیتِ کُبری) اختتامِ زمانہ تک اُن کے سپرد رہے گا"[4]۔

---

(۱) ایضًا۔

(۲) ایضًا۔

(۳) ایضًا۔

(۴) دیکھیے: "فتاوی رضویہ" کتاب الجنائز، باب اَحوالِ قُرب مَوت، رسالہ "حياة الموات في بيان سماع الأموات" ۷/۵۴۴۔

امام اہلِ سنّت امام احمد رضا کا فرمان

غوثِ اعظم حضورِ اقدس ﷺ کے وارثِ کامل، ونائبِ تامّ، وآئینۂ ذات ہیں

(۲۱) امام اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ "حضور پُرنُور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ حضورِ اقدس وانور ﷺ کے وارثِ کامل، ونائبِ تامّ، وآئینۂ ذات ہیں، کہ حضور پُرنُور ﷺ مع اپنی جمیع صفاتِ جمال وجلال وکمال واَفضال کے اُن میں متجلی ہیں، جس طرح ذاتِ عزّت اَحدیت مع جملہ صفات ونُعوت جلالت، آئینۂ محمدی ﷺ میں تجلّی فرما ہے: «مَن رآني فقد رأى الحقَّ»[۱] تعظیمِ غَوثیت، عین تعظیمِ سرکارِ رسالت ہے، اور تعظیمِ سرکارِ رسالت عین تعظیمِ حضرت عزّت ہے جلّ جلالہ وﷺ! اور یہ مثلِ صلاۃ [وسلام] بالاِستقلال[۲] اُن تعظیموں میں نہیں، جن کو شرعِ مطہَّر نے شانِ نُبوّت سے خاص فرمادیا ہو! تو وہی آیات واَحادیث وارشاداتِ ائمہ قدیم وحدیث، اِس کے جواز میں بھی کافی ہیں!"[۳]۔

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب التعبير، باب مَن رأى النبيَّ في المنام، ر: ٦٩٩٦، صـ١٢٠٧.

(۲) یعنی حضور نبی کریم ﷺ پر مستقل دُرود وسلام بھیجنا۔

(۳) "فتاوی رضویہ" کتاب الشتّٰی، سرکارِ غوث اعظم حضورِ اقدس ﷺ کے وارِث ...الخ، ۲۲/۶۱۷۔

باب ۷
بیت المقدس کی آزادی میں
سیدّنا غوثِ اعظم کے شاگردوں اور مریدوں کا کردار

فصلِ اوّل: سلطان صلاح الدین ایّوبی بھی بارگاہِ غَوثیت سے فیضیاب ہیں

سلطان صلاح الدین ایّوبی کے حق میں سرکار غوثِ اعظم کی دعا

ایک بار سردار نجم الدین ایوب اپنے دس ۱۰ سالہ بیٹے کو لے کر بارگاہِ غَوثیت میں حاضر ہوئے، اور عرض کی: اے میرے سردار! یہ میرا بیٹا ہے، آپ اس کے حق میں دعا فرمائیں کہ یہ اسلام کا نامور سپہ سالار بنے! سرکار غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے دعا فرمائی، حضور غوثِ اعظم کی دعا کی برکت سے وہ بچہ اسلام کا نامور سپہ سالار بنا، اور "سلطان صلاح الدین ایوبی" کے نام سے عالمگیر شہرت پائی، اور مسلمانوں کے لیے فتح ونصرت کا نشان بن گیا، جس نے عیسائیوں کے لشکر کو ہر مقام پر شکستِ فاش دی"[1]۔

غوثِ اعظم سے سلطان صلاح الدین ایّوبی کی عقیدت

سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے وصال کا وقت جب قریب آیا، تو کسی نے کہا کہ "جس کی پوری زندگی میدانِ کارزار میں گزری ہو، اُس کا بسترِ علالت پر بوڑھے

(۱) دیکھیے: "سیّدنا عبد الرزّاق بن شیخ عبد القادر جیلانی کی صُلبی اَولاد کی علمی، دینی وسیاسی خدمات کا تحقیقی جائزہ" جہادی خدمات، جہاد بالسیف، ص۱۳۱، ملخصاً۔ بحوالہ "الموجز في تاريخ الشيخ عبد القادر الكيلاني" للمهندس، صـ۲٤۲.

اُونٹ کی طرح کروَٹیں اُلٹ پلٹ کر مرنا، بڑا عجیب معلوم ہوتا ہے!" سلطان صلاح الدین ایوبی نے جواباً فرمایا کہ "بسترِ علالت پر ہی شاید میری مَوت مقدّر ہے، اور کیوں نہ ہو کہ میدانِ جنگ میں کسی دشمن کی تلوار اُس گردن کو کیسے کاٹ سکتی ہے، جس پر سیّدنا غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا دستِ اَقدس پھر گیا ہو، اور جس کی فتح ونصرت کے لیے انہوں نے خصوصی دعا فرمائی ہو!"[۱]۔

سلطان نور الدین زنگی بھی "مدرسہ قادریہ" کے تربیت یافتہ ہیں

سلطان بننے سے پہلے صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ تعالیٰ سلطان نور الدین زنگی رحمہ اللہ تعالیٰ کی فوج کے ایک آفسر تھے، جبکہ نور الدین زنگی سلطان ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہادُر سپاہی، مدبّر سیاست دان، متبحر عالم، فقیہ اور محدّث بھی تھے، انہوں نے "فخر النوري" کے نام سے باقاعدہ ایک مجموعۂ احادیث بھی مرتَّب فرمایا، دنیائے اسلام کے یہ دونوں ناموَر مجاہد، شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے "مدرسہ قادریہ" کے تربیت یافتہ ہیں[۲]۔

فصل دُوم ۲: سلطان صلاح الدین ایوبی کی فُتوحات کا راز

ساری دنیا جانتی ہے کہ "بیت المقدس" کو عیسائیوں کے پنجۂ اِستبداد سے آزاد کرانے کا سہرا، اسلام کے عظیم ہیرو سلطان صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ تعالیٰ کے سَر ہے، لیکن اس بات کا علم کم ہی لوگوں کو ہے کہ جن مجاہدین کی کوششوں سے ۵۶۴ھ میں "بیت المقدس" فتح کیا گیا، وہ مجاہدین کس کے تیار کردہ اور کس کے تربیت یافتہ تھے؟!

---

(۱) دیکھیے: "مقامِ غوثِ اَعظم اور اتّباعِ رسول" ص۳۹، ۴۰۔

(۲) دیکھیے: "سیّدنا عبد الرزّاق بن شیخ عبد القادر جیلانی کی صُلبی اَولاد کی علمی، دینی وسیاسی خدمات کا تحقیقی جائزہ" جہادی خدمات، جہاد بالسیف، ص۱۳۱، ملخصاً۔ بحوالہ "الموجز في تاريخ الشيخ عبد القادر الكيلاني" للمهندس، صـ۲٤۲.

تاریخی شواہد کے مطابق سلطان صلاح الدین ایوبی نے جس لشکر کے ذریعے "بیت المقدس" فتح کیا، اس لشکر میں لوگوں کی بھاری اکثریت سیّدنا غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے شاگردوں کی تھی، گویا آپ کے مدرسہ سے فارغ التحصیل ہونے والے طلبہ، تہجد گزار ہونے کے ساتھ ساتھ عظیم مجاہد بھی ہوا کرتے[1]۔

بیت المقدس کی آزادی کے لیے
مجاہدین کے تازہ دَم دستوں کی فراہمی

"مدرسہ قادریہ" میں دینی ورُوحانی تربیت کے ساتھ ساتھ عسکری تربیت کا بھی مکمل اہتمام تھا؛ کیونکہ صلیبی جنگوں کے شروع ہوتے ہی سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنے عسکری شعبے کو بھی فعّال کردیا تھا، حضور غوثِ اعظم مجاہدین کی کھیپ تیار کرتے اور محاذ پر روانہ فرمادیتے[2]۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنے بیٹے سیّد عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو شمالی علاقہ "جبال" اور "کُردستان" کی طرف بھیجا، جہاں انہوں نے اپنے زبردست اندازِ تبلیغ اور شعلہ بیانی سے کُرد قوم میں جذبۂ جہاد کی رُوح پُھونکی![3]۔

---

(۱) انظر: "الشيخ عبد القادر الجيلاني الإمام الزاهد القُدوة" الباب ٤، الجهاد، صـ١٩٧، ملخصاً. و"حضور غوثِ اعظم کی مجاہدانہ زندگی اور خانقاہی نظام" غوثِ پاک محدِثین کی نظر میں، صـ۴۶۹، ۴۷۰۔ و"مقامِ غوثِ اعظم اور اتّباعِ رسول" صـ۳۸، ۳۹۔

(۲) انظر: "الشيخ عبد القادر الجيلاني الإمام الزاهد القُدوة" الباب ٤، الجهاد، صـ١٩٦، ١٩٧، ملخصاً.

(۳) انظر: "قلائد الجواهر" ذكر ما حضرَني من أولاده، صـ٤٣، ملخصاً. "سیّدنا عبد الرزاق ابن شیخ عبد القادر جیلانی کی صلبی اَولاد کی علمی، دینی وسیاسی خدمات کا تنقیدی جائزہ" جہادی خدمات، جہاد بالسیف، صـ۱۳۱، ملخصاً۔

حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی انہی کاوِشوں کی بدَولت سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو بیت المقدس کی آزادی، اور کامیاب جہاد کے لیے مجاہدین کے تازہ دَم دستے بطورِ کمک ملتے رہے، اور یوں شیخ عبد القادر جیلانی کے ہزاروں شاگرد اور مریدین لشکرِ ایوبی میں ضَم ہوتے رہے، یہاں تک عالمِ اسلام کو وہ دن دیکھنا بھی نصیب ہوا، جس دن سلطان صلاح الدین ایوبی نے حضور غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے شاگردوں اور مریدوں پر مشتمل، لشکرِ ایوبی کی مدد اور کوششوں سے ۲۹ رَجب ۵۸۳ھ کو بیت المقدس آزاد کروالیا۔

لہذا اگر یہ کہا جائے کہ "لشکرِ ایوبی کی اکثریت سیّدنا غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی کے دستِ اقدس پر بیعت کرنے والی کُرد قوم، اور آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے قائم کردہ "مدرسہ قادریہ" کے تربیت یافتہ طلباء اور شاگردوں پر مشتمل تھی" تو یہ بات کسی طَور پر بے جا اور مُبالغہ نہیں[1]۔

صرف یہی نہیں، بلکہ سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مشیرِ اعلیٰ (Chief Adviser) امام ابن قُدامہ مَقدسی حنبلی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ، شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے براہِ راست شاگرد، مرید اور خلیفہ ہیں[2]۔ لہذا ہم بجا طَور پر کہتے ہیں کہ بیت المقدس کی

---

(۱) انظر: "الشيخ عبد القادر الجيلاني الإمام الزاهد القُدوة" الباب ٤، الجهاد، صـ۱۹۷، ملخصاً.

(۲) انظر: "سِير أعلام النُبلاء" ٥٢٢٧ - الشيخ عبد القادر، ١٢/ ٦٠٢، ملخصاً. و"الشيخ عبد القادر الجيلاني الإمام الزاهد القُدوة" الباب ٤، الجهاد، صـ۱۹۸، ملخصاً. و"سیرتِ غوثِ اعظم" مشاہیر خلفاء، صـ۲۷۳۔

تسخیر کے پیچھے اگر کوئی رُوحانی شخصیت تھی، تو وہ حضور غوثِ اعظم کی ذاتِ والا صفات تھی، اور سلطان صلاح الدین ایوبی کی بیت المقدس کی آزادی سمیت تمام فتوحات، حضور غوثِ اعظم کی نگاہ اور فیضان کا نتیجہ ہے!۔

باب ۸
حضور غوثِ اعظم پر اعتراضات کا جائزہ

فصلِ اوّل: آپ کے نَسَب پر اعتراضات کا مُحاکمہ

حضرت سیّدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نجیب الطرفَین یعنی حَسنی حُسینی سیّد ہیں، آپ کا اپنے والد ماجد کی جہت سے سلسلۂ نَسَب اس طرح ہے:

السيِّد عبد القادر، ابن السيِّد موسى جنگي دوست، ابن السيِّد عبد الله، ابن السيِّد يحيى الزاهد، ابن السيِّد محمد، ابن السيِّد داود، ابن السيِّد موسى، ابن السيِّد عبد الله، ابن السيِّد موسى الجَون[1] ابن السيِّد عبد الله المحض، ابن السيِّد حسن المثنّى، ابن الإمام الحَسن، ابن سيِّدنا علي المرتضى رضي الله تعالى عنهم[2].

جبکہ والدہ ماجدہ کی جہت سے آپ کا سلسلۂ نَسَب یوں ہے: السيِّد عبد القادر، ابن أمّ الخير أمَة الجبّار فاطمة، بنت السيِّد عبد الله الصومعي الزاهد، ابن السيِّد محمد، ابن السيِّد محمود، ابن السيِّد

(۱) گندمی رنگت والے۔

(۲) انظر: "غِبطة الناظر في ترجمة الشيخ عبد القادر الجيلاني" للعَسقلاني، الباب ۱، صـ ۲. "الشيخ عبد القادر الكيلاني - حياته آثاره" لسامرائي، نسبه من جهة أبيه، صـ ۷.

عبد الله، ابن السيِّد عيسى، ابن السيِّد محمد الجواد، ابن الإمام علي رضا، ابن الإمام موسى الكاظم، ابن الإمام جعفر الصادق، ابن الإمام محمد باقر، ابن الإمام علي زين العابدين، ابن الإمام الحسين، ابن سيِّدنا علي المرتضى رضي الله تعالى عنهم(۱). ع

شاہِ حَسن کے اِک گُلِ رَعنا جناب ہیں

حضرت حسین کے دُرِّ زیبا جناب ہیں(۲)

امام اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے سلسلۂ نسَب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "حضور سیّد الاَسیاد، قُطب الاِرشاد، غوث الاَفراد، سلطانِ بغداد- صلّی اللہ تعالیٰ علی جَدّہٖ الکریم وآبائہ الکرام وعلیہ وبارَک وسلَّم- قطعًا سیّد حسنی ہیں، اور والدۂ ماجدہ کی طرف سے حسینی، اکابر ائمۂ کرام نے اس کی تصریح کی اور نسَب نامۂ اقدس آفتاب کی طرح مشہور ومعروف ہے!"۔

"بہجۃ الاَسرار شریف" میں ہے: "أخبرَنا الفقيهُ العالم أبو المعالي أحمد ابن الشّيخ المحقِّق أبي الحسن علي بن أحمد بن عبد الرزّاق بن عيسى الهلالي البغدادي، قال: أخبرَنا قاضي القُضاة أبو صالح نصر، قال: أخبرَنا والدي عبد الرزّاق، قال: سألتُ والدي الشيخ محيي الدّين عن نسَبه، قال: عبدُ القادر، ابن أبي صالح موسى جنگي دوستْ،

---

(۱) "الشيخ عبد القادر الكيلاني - حياته آثاره" نسبه من جهة أمّه، صـ ۷.

(۲) "سیرتِ غوثِ اعظم" مادَری نسَب نامہ، ص۲۵۔

ابن أبي عبد الله، بن يحيى الزّاهد، بن محمد، بن داود، بن موسى، بن عبد الله، بن موسى الجون، بن عبد الله المحض. ويلقَّب أيضاً بالمجل بن الحَسن المثنّى بن الحسن بن علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنهم"[1]. اسی کتاب میں آگے لکھا ہے: "إنّ أباه الحسنُ بنُ الحسن بن علي، وأمُّه فاطمةُ بنتُ الحسين بن علي رضي الله تعالى عنهم[2]"[3].

سیادتِ متواترہ

بعض رافضی شیعہ لوگ، شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سیّد نہیں مانتے، اس بارے میں امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقیناً قطعاً اجَلّ ساداتِ کِرام سے ہیں، حضور کی سیادت متواترہ ہے، حضرت سیّدی امامِ اَوحد ابوالحسن لخمی قدّس سرّہ کی "بہجۃ الاسرار شریف"، امامِ جلیل عبد اللہ بن اَسعد یافعی شافعی کی "اَسنَی المفاخر"، علّامہ علی قاری کی "نزہۃ النواظر"، مولانا نور الدین جامی کی "نفحات الاُنس" اور شیخِ محقق عبد الحق محدِّث دہلوی کی "زُبدۃ الآثار" وغیرہم اَجِلّۂ اکابر کی معتمَدات اَسفار ملاحظہ ہوں!... رافضیوں کے یہاں تو معیارِ سیادت رَفض [شیعہ ہونا] ہے، سُنّی کیسا ہی جلیل القدر سیّد ہو، اُسے ہرگز سیّد نہ مانیں گے، اور کوئی کیسا ہی رَذیل ذلیل قوم کا، آج رافضی ہو جائے (اُن کے لیے) کل سے میر صاحب ہے!"[4]۔

---

(۱) "بهجة الأسرار" ذكر نسبه وصفته رضي الله تعالى عنه، صـ۱۷۱.

(۲) المرجع نفسه، صـ۱۷۳.

(۳) "فتاوی رضویہ" "کتاب المناقب والفضائل"، ۱۹/ ۳۰۔

(۴) ایضاً، کتاب الردّ والمناظرۃ، ۲۰/۵۵۵، ملتقطاً۔

سیّدنا غوثِ اعظم کی خلفائے راشدین سے قرابتداری

مختلف قرابتوں کے لحاظ سے سیّدنا غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا سلسلۂ نسَب حضرت سیّدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ساتھ دیگر خلفائے راشدین، یعنی حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیّدنا عمر فاروق، اور حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی ملتا ہے، اور انہی بابرکتوں نسبتوں کے سبب، آپ رحمہ اللہ تعالیٰ صدیقی، فاروقی اور عثمانی بھی ہیں!۔

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق سے قرابتداری

شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دادی محترمہ حضرت سیّدہ "اُم سلَمہ" کا تعلق حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسلِ پاک سے تھا، ان کا سلسلۂ نسَب یوں ہے: سیّدہ اُم سلَمہ، بنت محمد، بن طلحہ، بن عبد اللہ، بن عبد الرحمن، ابن ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم[۱]۔

حضرت سیّدنا عمر فاروق سے قرابتداری

حضرت سیّدنا عبد اللہ مُطرِّف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ کا اسمِ گرامی سیّدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے، جو حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بیٹی، اور امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوتی ہیں۔ حضرت سیّدنا عبد اللہ مُطرِّف رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور غوثِ پاک رحمہ اللہ تعالیٰ کے جدِّ امجد حضرت سیّدنا عبد اللہ محض ابن سیّدنا حَسن مثنیٰ کے سَوتیلے باپ ہیں[۲]۔

---

(۱) انظر: "الطبَقات الكبرى" لابن سعد، ١٢٩٥- موسى بن عبد الله، ٥/ ٤٤٢. "مَقاتل الطالبيِّين" للأصبهاني، ٦٣ - عبد الله بن موسى، صـ٤٩٨. "تاريخ ابن الوردي" ٢/ ٦٨.

(۲) انظر: "تاريخ ابن الوردي" ٢/ ٦٨. "سوانحِ غوثِ اعظم" سیّدنا عثمانِ بن عفّان =

حضرت سیّدنا عثمان غنی سے قرابتداری

حضرت سیّدنا عبد اللہ محض حضرت امام حَسن مثنیٰ کے بیٹے، اور نواسۂ رسول حضرت سیّدنا امام حسن ابن سیّدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پوتے ہیں، حضرت سیّدنا عبد اللہ محض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ کا نام سیّدہ فاطمہ بنتِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہے[1]، حضرت امام حَسن مثنیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد، غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے جدِّ تاسع ۹، حضرت سیّدنا عبد اللہ محض کی والدہ ماجدہ کا نکاح، حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے حضرت سیّدنا عبد اللہ مُطرِّف بن عَمرو بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہوا[2]۔

سیّدنا غوثِ اعظم کے نَسَبِ اقدس سے متعلق چند تصریحات

شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی سیادتِ متواترہ کے بارے میں مستند کتب میں متعدّد تصریحات اور روایات مَوجود ہیں، ان میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

(۱) شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ یقیناً اجَلّ ساداتِ کِرام سے ہیں، آپ کی سیادتِ نَسَبی شیخ محمد بن یحیٰ تادِفی حنبلی نے اپنی کتاب "قلائد الجواهر" میں یوں بیان کی: "سيِّدنا شيخ الإسلام، مقتدَى الأولياء العِظام، محيي الدِين أبو محمد، عبد القادر الجيلاني، ابن أبي صالح جنكي دوست،

=

سے رشتہ نسَبی، صـ۸۔

(۱) انظر: "تاريخ ابن الوردي" ۲/ ٦٨. "بهجة الأسرار" ذكر نسبه وصفته رضي الله تعالى عنه، صـ۱۷۳.

(۲) انظر: "تاريخ الإسلام" للذَهبي، ۲۱۹ - فاطمة بنت الحسين بن علي بن أبي طالب، ۳/ ۲۹۵.

وقيل: جَنكا دوست موسى، ابن أبي عبد الله، بن يحيى الزاهد، بن محمد، بن داود، ابن الإمام موسى، بن عبد الله، بن موسى الجون، بن عبد الله المحض، بن الحَسن المثنَّى، ابن أمير المؤمنين أبي محمد الحَسن، ابن أمير المؤمنين علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنهم(۱).

(۲) شیخ ابو الفلاح عبد الحی بن احمد بن محمد ابن عماد عکری حنبلی دِمشقی نے "شَذرات الذهب في أخبار مَن ذهب" میں شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی سیادتِ متواترہ کو ذکر کیا، اور آپ کا سلسلۂ نَسَب یوں بیان کیا: "الشيخ عبد القادر، بن أبي صالح عبد الله، بن جنكي دوست، ابن أبي عبد الله، بن عبد الله، بن يحيى، بن محمد، بن داود، بن موسى، بن عبد الله، بن موسى الجَون، بن عبد الله المحض، بن الحَسن المثنَّى، بن الحَسن بن علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنهم"(۲).

(۳) شیخ محمد بن محمد بخشی حلَبی شافعی اپنی کتاب "شمس المَفاخِر" میں سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کا سلسلۂ نَسَب اور سیادتِ متواترہ یوں بیان کرتے ہیں: "نسبُ الإمام الكامل، والهمام الفاضِل، قُدوة السالكين، وسلطان الأولياء والعارفين، وإمام المقرَّبين، قُطب الأقطاب والمحقّقِين، ذي اللسانَين والبيانَين، سيِّدي وأستاذي السيِّد الشيخ عبد القادر محيي الدِين الجيلاني الحسني الحسيني، ابن السيِّد الإمام أبي صالح

(۱) "قلائد الجواهر" للتادِفي، صـ۲، ۳.

(۲) "شَذرات الذهب في أخبار مَن ذهب" لابن عِماد، سنة ٥٦١، ٦/ ٣٣٠، ٣٣١.

موسى جَنكي دوست، ابن السيِّد الإمام عبد الله، ابن السيِّد الإمام يحي الزاهد، ابن السيِّد الإمام محمد، ابن السيِّد الإمام داود، ابن السيِّد الإمام موسى، ابن السيِّد الإمام عبد الله، ابن السيِّد الإمام موسى الجون، ابن السيِّد الإمام عبد الله المحض، ابن السيِّد الإمام الحَسن المثَّنى، ابن الإمام الهمام سيِّدنا الحَسن سِبط النّبي، ابن الإمام الهمام أمير المؤمنين سيِّدنا علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنهم"(۱).

(۴) شیخ سیّد عبد القادر بن محمد طَبری مکّی اپنی کتاب "كشف النقاب عن أنساب الأربعة الأقطاب" میں قُطب الاَقطاب شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سیادتِ نَسبی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "هو على أصحّ ما قيل: مولانا الشيخ عبد القادر، ابن أبي صالح جَنكي دوست الجيلاني، بن موسى، بن عبد الله، بن يحيى الزاهد، بن محمد، بن داود، بن موسى، بن عبد الله، بن موسى الجون، بن عبد الله المحض، بن الحَسن المثَّنى، ابن الإمام الحَسن السبط الجليل، ابن أمير المؤمنين علي رضي الله تعالى عنهم"(۲).

(۵) سلسلۂ رفاعیہ کے شیخ محمد بن حَسن صیّادی رفاعی نے اپنی کتاب "الكَوكب الزاهر في مَناقب الغَوث عبد القادر" میں سیّدنا غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سیادتِ متواترہ کو یوں بیان کیا ہے: "البازُ الأشهَب

---

(۱)"شمس المَفاخر" للبخشي، صـ۵.

(۲)"كشف النقاب عن أنساب الأربعة الأقطاب" للطَبَري، فصل في نسَب القُطب العارف الكامل المرَبّي الشيخ عبد القادر الجيلاني، صـ۱۱.

محيي الدِين السيِّد عبد القادر، ابن أبي صالح جَنكي دوست موسى، بن عبد الله، بن يحيى الزاهد، بن محمد، بن داود، بن موسى، بن عبد الله، بن موسى الجون، بن عبد الله المحض، بن الحَسن المثنَّى، بن الحَسن، بن أسد الله الغالب أمير المؤمنين علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنهم"[۱].

سیادتِ متواترہ کے بارے میں کتبِ روافض سے تائید

حضور سیّد الأسیاد شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی سیادتِ متواترہ کے بارے میں، متعدّد کتبِ روافض میں بھی تصریحات مَوجود ہیں، ان میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

(۱) ماہرِ اَنساب محمد کاظم بن ابوالفتوح بن سلیمان یمانی مُوسوی نے اپنی کتاب "النفحة العَنبريّة في أنساب خير البريّة" میں شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا پَدری نسَب نامہ ذکر کرتے ہوئے، آپ کی سیادت بیان کی ہے[۲]۔

(۲) دَورِ حاضر کے معروف شیعہ محقق، مہدی رَجائی مُوسوی نے اپنی کتاب "المعقبون مِن آل أبي طالب" میں سیّدنا غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ اور آپ کے آباء واَجداد کا مفصَّل ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ "مجھے یقین ہے کہ سیّد عبد القادر جیلانی کا نسَب، سیّدنا حَسن بن علی بن ابو طالب سے متّصل ہے"[۳]۔

مہدی رَجائی مُوسوی نے مزید یہ بھی لکھا کہ "میرا قول یہ ہے کہ ساداتِ گیلانی دَورِ حاضر اور گزشتہ اَدوار میں سیادت میں مشہور ہیں، لہٰذا اُن کے اِثباتِ سیادت کے

---

(۱)"الكَوكب الزاهر في مَناقب الغَوث عبد القادر" للصَيّادي، المقدّمة، صـ٤.

(۲) "النفحة العَنبريّة في أنساب خير البَريّة" لليماني، ذكر ولد موسى الجون، صـ١٢٢.

(۳)"المعقبون من آل أبي طالب" للرَجائي، آل عبد القادر الجيلاني، ١/ ١٦٩، ملخّصاً.

لیے یہی کافی ہے؛ کیونکہ عراق، شام، ایران اور دنیا بھر میں بہت سے خانوادے ایسے ہیں، جو سیّد عبد القادر جیلانی کی طرف منسوب ہیں، اور نسل دَر نسل سیادت وشرافت میں مشہور ہیں"[۱]۔

(۳) مرتضیٰ مطہری نے اپنی کتاب "آشنائی باعلومِ اسلامی" میں شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو حسنی النسَب قرار دیا ہے[۲]۔

(۴) ایران کے مشہور محقِق ڈاکٹر فضل علی شاہ موسوی نے "الشجرة الطيّبة" میں شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی سیادتِ نَسَبی بیان کی ہے[۳]۔

سیّدنا غوثِ اعظم یا ان کے فرزندوں نے کبھی دعویٔ سیادت نہیں کیا

اعتراض: شیخ عبد القادر جیلانی اور ان کے فرزندوں میں سے کسی نے بھی دعویٔ سیادت نہیں کیا، بلکہ سب سے پہلے اُن کے پوتے قاضی ابو صالح نصر نے یہ دعوی کیا[۴]۔

جواب: معترِض کا یہ کہنا کہ "شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے فرزندوں میں سے کسی نے بھی دعویٔ سیادت نہیں کیا" دُرست نہیں؛ کیونکہ سیّدنا غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے بنفسِ نفیس اپنے معروف "قصیدہ غوثیہ" میں اپنا حسنی النسَب ہونا یوں بیان فرمایا ہے: ع

---

(۱) المرجع نفسه، صـ۱۷۰.

(۲) دیکھیے: "انوارِ آلِ حَسن" مسئلہ سیادت اور علمائے شیعہ امامیہ، ص۴۵، بحوالہ "آشنائی باعلومِ اسلامی" ص۱۱۰۔

(۳) "الشجرة الطيّبة" لخلخالي زادَهْ، الإمام الحسن وذُريته، أولاد موسى الثاني بن عبد الله الشيخ بن موسى الجون، صـ۱٤.

(٤) "مَناهل الضرب في أنساب العرب" للأعرجي، أعقاب موسى الثاني بن عبد الله بن موسى الجون، صـ۲۵۱.

أنا الحسنيُّ والمُخدَعُ[1] مقامِي وأقدامي على عُنق الرِّجال[2]

"میں حسنی (سیّدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اَولاد سے) ہوں، اور مُخدَع (معرفت کا مرتبہ) میرا مقام ہے، اور میرا قدم تمام اَولیاء کی گردنوں پر ہے"

اور بالفرض اگر اس اعتراض کو دُرست مان بھی لیا جائے، تو دعویٰ سیادت نہ کرنا، ہرگز مانعِ سیادت اور دلیل نہیں، جیسا کہ جعفر اَعرجی نجفی نے اپنی کتاب "مَناهِل الضرب في أنساب العرب" میں اس اعتراض کو اپنے قول سے مسترد کیا ہے کہ "ليس في عدم الدعوى دلالةٌ على أنّه ليس من أهل هذا البيت، ثمّ أنّه رجلٌ كيلانيٌّ لم يضرّه"[3]. "عدم تلفُظ، خاندانِ اہلِ بیت میں سے نہ ہونے پر، ہرگز دلالت نہیں کرتا، نہ ہی گیلانی ہونا مانعِ سیادت ہے"۔

مزید یہ کہ قاضی ابو صالح نصر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک معروف علمی شخصیت ہیں، انہوں نے اپنے والد ماجد سیّد عبد الرزّاق، اور جدِّ امجد شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہما سے روایت کی بنیاد پر، سیادت کے جملہ آثار وعلائم (علامات) بیان کر دیے ہیں، اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک وہ (قاضی ابو صالح نصر) ثقہ[4] ہیں[5]۔

---

(۱) "مُخدَع" معرفت کا ایک اعلیٰ مقام ہے، جو جماعت واصلینِ بارگاہِ الٰہی میں سے کسی ممتاز قطب کو عطا کیا جاتا ہے، اور اس کا تصرُّف تمام اُمورِ عالم میں بہ اِذن اللہ ہوتا ہے۔ [دیکھیے: "شرح قصیدۂ غوثیہ" ص۱۹۳]۔

(۲) "قصائدِ غوثیہ" "قصیدہ نمبر ا، ص۱۵۔

(۳) "مَناهل الضرب في أنساب العرب" أعقاب موسى الثاني بن عبد الله بن موسى الجون، صـ۲۵۱، ۲۵۲.

(٤) انظر: "غِبطة الناظر" الباب ۱، صـ ۲.

(۵) "انوارِ آلِ حسن" "اعتراضات کا جائزہ اور تردید، ص۳۸۔

لقب "جنگی دوست" پر اعتراض

اعتراض: شیخ عبد القادر جیلانی کے والد شیخ ابو صالح موسیٰ کا لقب "جنگی دوست" واضح طَور پر عجمی نام ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کے والد عربی نہیں بلکہ عجمی تھے، لہذا وہ سیِّد نہیں ہوسکتے[1]۔

جواب: محمد بن حسین بن عبداللہ حسینی سمرقندی اپنی کتاب "تحفة الطالب بمعرفة مَن ينتسب إلى عبد الله وأبي طالب" میں اس اعتراض کو رَد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "فإن كانت الاسميّةُ شبهةً فلا وجهَ لذلك، فقد يسمَّى في بلاد العرب بأسماء العجم، وقد ذَكر جماعةٌ كثيرون الشيخَ عبد القادر الكيلاني، ونسبُوه إلى الحَسن بن علي بن أبي طالب"[2]۔

"جنگی دوست نام سے اگرچہ عجمی ہونے کا شُبہ ہوتا ہے، لیکن یہ سادات سے نہ ہونے کی وجہ اور دلیل نہیں؛ کیونکہ بلادِ عرب میں بھی عجمی نام رکھے جاتے ہیں۔ پھر علماء کی کثیر جماعت نے بھی تو شیخ عبد القادر جیلانی کو، سیِّدنا امام حَسن بن علی بن ابی طالب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی طرف منسوب کیا ہے"۔

---

(۱) "مَناهل الضرب في أنساب العرب" أعقاب موسى الثاني بن عبد الله بن موسى الجون، صـ۲۵۱، ملخّصاً.

(۲) "تحفة الطالب بمعرفة مَن ينتسب إلى عبد الله وأبي طالب" للسمرقندي، الفرع الثالث: موسى الجون، صـ۲۷.

شیخ عبد القادر جیلانی اپنے مُعاصرین میں سیّد مشہور نہیں تھے

اعتراض: شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے، کہ آپ اپنے مُعاصرین میں "سیّد" مشہور نہیں تھے[1]۔

جواب: متعدّد صاحبانِ علم نے حضور غوثِ اعظم کا زمانہ پایا، اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی سیادتِ نَسَبی کا اپنی کتب میں ذکر کیا۔ معروف نسّاب اور مؤرِّخ محمد بن عیاد اَندلُسی نے اپنی کتاب "مشجر العالم" میں سیّدنا غوثِ اعظم کے نجیب الطرفین سیّد ہونے کا ذکر کیا ہے۔

شیخ شِہاب الدین سُہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی سیادتِ نَسَبی کو بیان کیا ہے۔ اسی طرح شیخ ابو بکر بن ہوار بطائحی، شیخ ابو محمد شنبکی، شیخ عزاز بن مستودِع، شیخ عقیل منبجی جیسے اکابر اَولیائے کِرام نے بھی، سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کی سیادت کا اعتراف کیا ہے۔ لہذا یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی اپنے مُعاصرین میں "سیّد" مشہور نہیں تھے[2]۔

(۱) دیکھیے: "انوارِ آلِ حَسَن" مسئلہ سیادت اور ہم عصر محققین اور اَولیائے کرام، ص۴۰، ملخصاً۔

(۲) ایضاً۔

فصلِ دُوم ۲: شیخ عبد القادر جیلانی کا مسلک

سیّدنا غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ سنّی صحیح العقیدہ اور فقہی مسلک میں حنبلی تھے۔ امام ذَہبی نے "تاریخ الإسلام"[1] اور "سِيَر أعلام النُبلاء"[2] میں، عبدالحی بن عِماد حنبلی نے "شَذرات الذهب في أخبار مَن ذهب"[3] اور صلاح الدین محمد بن شاکر نے "فوات الوَفيّات"[4] میں اس بات کا ذکر کیا ہے۔

البتہ حسبِ ضرورت سیّدنا غوثِ اعظم نے دیگر مَسالک کے مطابق بھی فتویٰ جاری فرمایا، جیساکہ امام شَعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ "الطبَقات الكبرى" میں فرماتے ہیں: "وكان يُفتِي على مذهب الإمام الشافعي، والإمام أحمد بن حنبل رضي الله تعالى عنهما"[5] "شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل دونوں کے مسلک پر فتویٰ دیتے تھے"۔

---

(۱) انظر: "تاريخ الإسلام" للذَهبي، ۲۳ - عبد القادر ابن أبي صالح عبد الله، ۱۲/ ۲۵۲.

(۲) انظر: "سِيَر أعلام النُبلاء" للذَهبي، ۵۰۸۷ - الشيخ عبد القادر، ۱۵/ ۱۷۹.

(۳) انظر: "شَذرات الذهب في أخبار من ذهب" ٦/ ۳۳۱.

(٤) انظر: "فوات الوفيات" لمحمد بن شاكر، ۲۹۵ - الشيخ عبد القادر الجيلي الحنبلي، ۲/ ۳۷۳.

(۵) انظر: "الطبَقات الكبرى" للشَّعراني، ومنهم أبو صالح سيّدي عبد القادر الجيلي، ۱/ ۱۰۸.

غوثِ اعظم کا مقامِ اجتہاد

بعد ازاں سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالی "مجتہدِ مطلق" کے مرتبہ پر بھی فائز ہوئے، جیسا کہ حضرت امام اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا کہ "حضور ہمیشہ سے حنبلی تھے، اور بعد کو جب عین الشریعۃ الکبریٰ تک پہنچ کر منصبِ اجتہادِ مطلق حاصل ہوا، مذہبِ حنبل کو کمزور ہوتا ہوا دیکھ کر اُس کے مطابق فتوی دیا؛ کہ حضور محی الدین ہیں، اور دینِ متین کے یہ چاروں سُتون ہیں، لوگوں کی طرف سے جس سُتون میں ضعف (کمزوری) آتا دیکھا، اُس کی تقویت فرمائی"[۱]۔

سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالی کے عقائد ونظریات اور تعلیمات، قرآن وسنّت اور مذہب اہلِ سنّت کے عین مطابق ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالی نے بنفسِ نفیس ارشاد فرمایا: "اعتقادُنا اعتقادُ السَّلَف الصّالح والصّحابة"[۲] "ہمارے عقائد سلَف صالحین اور صحابۂ کرام کے عقائد کے مطابق ہیں"۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی کا تعلق کس مسلک سے تھا؟ اس بات کو لے کر مختلف اعتراضات وارِد کیے جاتے ہیں، ان میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

کیا سیّدنا غوثِ اعظم غیر مقلّد (وہابی) تھے؟

اعتراض: بعض غیر مقلّد (وہابی) شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی کے مسلک پر اعتراض کرتے ہیں، کہ وہ غیر مقلّد (وہابی) تھے![۳]۔

---

(۱) دیکھیے: "فتاوی رضویہ" کتاب الرد والمناظرۃ، تاریخ وتذکرہ، ۲۰/۵۵۱۔

(۲) انظر: "تاريخ الإسلام" للذَهبي، ۲۳ - عبد القادر بن أبي صالح عبد الله، ۱۲/ ۲۵۲.

(۳) دیکھیے: "فتاوی اہلِ حدیث" کتاب الایمان، سیّد عبد القادر جیلانی، ۱/ ۴۱، ملخصاً۔ "مسلکِ =

جواب: سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ سیّدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقلِّد تھے، اس بات کا ذکر ابھی مذکورہ بالا سُطور میں گزرا۔ جہاں تک اُن کے غیر مقلّد (وہابی) ہونے کی بات ہے، تو یہ صریح دَجل، فریب اور کذب بیانی ہے؛ کیونکہ سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے چھٹی صدی ہجری میں وصال فرمایا، جبکہ وہابی مسلک تیرہویں صدی ہجری کی پیداوار ہے!۔

دوسری بات یہ کہ شیخ عبد القادر جیلانی توسُّل ووسیلہ اور اِستغاثہ ومدد کے قائل ہیں، اور آپ فرماتے تھے: "مَن استغاثَ بي في كُربةٍ كُشفتْ عنه، ومَن ناداني باسمِي في شدّةٍ فُرّجتْ عنه، ومَن توسَّلَ بي إلى الله عزّ وجلّ في حاجةٍ قُضيتْ له"[1]. "جو کسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف دفع ہو، اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے وہ سختی دُور ہو، اور جو کسی حاجت میں میرے وسیلے سے اللہ تعالی سے دعا کرے وہ حاجت رَوا (پوری) ہو"۔

جبکہ وہابیوں کے نزدیک کسی غیر اللہ (یعنی نبی، ولی) سے مدد مانگنا شرک ہے، تو پھر اُن کا وہابی ہونا کیسے ممکن ہے؟!

شیخ عبد القادر جیلانی رفع یدَین کرتے تھے

اعتراض: شیخ عبد القادر جیلانی نماز میں رفع یدَین کرتے تھے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وہابی تھے!۔

جواب: سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مقلِّد تھے، اور حنبلی مسلک میں رفع یدَین کرنا، اور آمین بالجہر (زور سے آمین کہنا) جائز ودُرست ہے، لہذا

=

غوثِ اعظم اور مخالفین "غیر مقلّدین کی چند عبارتیں، ص۱۹۔

(۱) "بهجة الأسرار" ذكر فضل أصحابه وبُشراهم، صـ۱۰۲.

شیخ عبد القادر جیلانی کا یہ عمل حنبلی مسلک کے عین مطابق ہے، اور ان کے مقلِّد ہونے کی واضح دلیل ہے!۔

حضرت نے غوثِ اعظم ہونے کے باوُجود تقلید کیوں کی؟

اعتراض: شیخ عبد القادر جیلانی نے غوثِ اعظم اور مجتہد ہونے کے باوُجود تقلید کیوں کی؟۔

جواب: ائمۂ اربعہ کی تقلید پر جمیع اُمّت کا اِجماع واتفاق ہے، علّامہ ابن نُجَیم مصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "اس بات پر اِجماعِ اُمّت منعقِد ہو چکا ہے، کہ جو حکم چاروں ائمہ کے مذاہب کے خلاف ہو، اُس پر عمل نہ کیا جائے"[۱]۔

شاہ ولی اللہ محدِّث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "مذاہبِ حق صرف چار ۴ ہی باقی رہ گئے ہیں، لہذا اَب اِن کا اتّباع سوادِ اعظم کا اِتّباع ہے، اور اِن سے اختلاف سوادِ اعظم سے اختلاف ہے"[۲]۔

لہذا سیّدنا غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی تقلید کرکے اُمّت کو اِفتراق وانتشار سے بچایا؛ تاکہ آنے والی نسلوں کو یقین ہو جائے کہ "غوثِ اعظم" کے منصب پر فائز ہونے کے باوُجود، شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ تقلیدِ شخصی کے نہ صرف قائل ہیں، بلکہ اس پر عمل پیرا بھی ہیں، لہذا جو اِس سے پھرے گا، وہ بحکمِ حدیث: «مَنْ شَذَّ شذَّ فِي النَّارِ»[۳] "جو سوادِ اعظم سے الگ ہوا، وہ جہنم میں الگ ہوا" کا مِصداق ہوگا!۔

---

(١) "الأشباه والنظائر" النوع ٢ من القواعد، القاعدة الأولى، صـ١١٩.

(٢) "عقد الجِيد في أحكام الاجتهاد والتقليد" المقدّمة، صـ١٣.

(٣) "السُنّة" لابن أبي عاصم، باب ما ذكر عن النّبي ﷺ من أمره بلُزوم الجماعة ...إلخ، ر: ٨٠، ١/ ٣٩.

نیز سیّدنا غوثِ اعظم اگر چاہتے تو اپنے اجتہاد سے ہزاروں مسائل اِستنباط فرماتے، لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اُمّت کو مزید تقسیم کرنے کے بجائے مقلِّد ہونا منظور فرمایا، اور بابِ تقلید کو مزید مضبوط کیا!۔

فصلِ سوم ۳: تعلیماتِ غوثِ اعظم کو مسخ کرنے کی تہمت

سیّدنا غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا علمی مقام و مرتبہ بہت بلند و بالا ہے، شریعتِ مطہّرہ کی پابندی اور تزکیۂ نفس کے حوالے سے آپ کی دینی خدمات کو عالمِ اسلام کی اکثریت تسلیم کرتی ہے، اور خود کو غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کا عقیدت مند قرار دیتی ہے۔ مگر بعض مخالفینِ اہلِ سنّت کو یہ عقیدت ایک آنکھ نہیں بھاتی، اور مختلف حیلے بہانوں سے اہلِ سنّت وجماعت پر اعتراض کرتے ہیں، کہ شیخ عبد القادر جیلانی کے عقید تمندوں نے فرطِ عقیدت میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کو پَسِ پُشت ڈال کر مَسخ کر دیا ہے۔

اس سلسلے میں اہلِ سنّت وجماعت پر جو اعتراض کیے جاتے ہیں، اُن میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

کیا اہلِ سنّت وجماعت غوثِ اعظم کو خدا کا درجہ دیتے ہیں؟

اعتراض: بعض مخالفین کی طرف سے اعتراض کیا جاتا ہے، کہ تم اہلِ سنّت وجماعت شیخ عبد القادر جیلانی کو بہت بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہو، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ مقام و مرتبہ انہیں دیتے ہو، حتی کہ انہیں معبود (خدا) مانتے کرتے ہو! (معاذ اللہ)۔

جواب: شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ جملہ اَولیائے کرام میں افضل اور غَوثِ اعظم ہیں، اس میں کوئی دو رائے نہیں، عالمِ اسلام کی اکثریت ان کی افضلیت اور مقامِ غَوثیت کو تسلیم کرتی ہے، البتہ یہ کہنا کہ "حضور نبئ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اِن کا مقام و مرتبہ سب سے بلند ہے" دُرست نہیں؛ کیونکہ کوئی ولی چاہے کتنے ہی بڑے مقام و مرتبہ پر فائز ہو جائے، کسی صحابی کے مقام و مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا!۔

جہاں تک انہیں معبود ماننے کی بات ہے، تو یہ سراسر تہمت، اِفتراء اور جُھوٹ ہے، جو انسان کے بےاِیمان ہونے کی علامت وپہچان ہے! ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿اِنَّمَا یَفۡتَرِی الۡکَذِبَ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ ۚ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡکٰذِبُوۡنَ﴾[1] "جُھوٹ بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر اِیمان نہیں رکھتے، اور وہی لوگ جھوٹے ہیں"۔

ہم اہلِ سنّت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ "اللہ واحد (ایک) ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، نہ ذات میں نہ صفات میں، نہ افعال میں نہ اَحکام میں، نہ اسماء میں۔ وہی اس بات کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے"[2]۔

سیّدنا غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ اللہ کے بندے اور مخلوق ہیں، البتہ اللہ تعالی نے انہیں ولایت کے جمیع مَراتب وکمالات سے نوازا ہے، وہ محبوبِ خدا ہیں۔ ہم انہیں نہ خدا مانتے ہیں، نہ خدا کا شریک۔ تمام اہلِ سنّت وجماعت کا یہی عقیدہ ہے۔ جو لوگ اس سلسلے میں بے سروپا اعتراض اور اِلزام تراشی کرتے ہیں، اور بڑی دُور کی کَوڑی لاکر خودساختہ نتائج اَخذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ان کے پاس صراحۃً کوئی دلیل نہیں!!

لوگوں کے دِلوں پر غَوث پاک کا تصرُف

اعتراض: شیخ عبد القادر جیلانی نے زندگی بھر توحید کا دَرس دیا، جبکہ ان کی عقیدت کا دَم بھرنے والوں کا عقیدہ ہے، کہ لوگوں کے دل شیخ عبد القادر جیلانی کی مٹھی (تصرُف) میں ہیں، جبکہ ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے!۔

---

(۱) پ۵، النحل: ۱۰۵.

(۲) "مِنح الرَوض" صـ۱٤، ۱۵. "المعتقَد المنتقَد" الباب ۱ في الإلهيّات، تفصيل ما يجب لله تعالى، صـ۷٦.

جواب: اس اعتراض کا پَسِ منظر سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کا ایک فرمان اور واقعہ ہے، جس کے بارے میں شیخ علی بن یوسف شَطنوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ مکمل سند بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ "حضرت سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ایک مرید شیخ عمر بزّار رحمۃ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ "میں جمعہ کے دن شیخ عبد القادر جیلانی کے ہمراہ جامع مسجد جارہا تھا، اُس دن راستے میں کسی شخص نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی طرف توجّہ نہ کی، نہ ہی سلام کیا، میں نے سوچا کہ یہ بڑی عجیب بات ہے؛ کیونکہ اس سے قبل ہر جمعہ کو ملنے والوں کے ہُجوم کے باعث، ہم بڑی مشکل سے مسجد تک پہنچا کرتے تھے، دل میں یہ خیال گزرنے نہ پایا تھا، کہ شیخ عبد القادر جیلان نے مسکرا کر میری طرف دیکھا، اور دیکھتے ہی دیکھتے لوگوں نے حاضرِ خدمت ہو کر سلام کرنا شروع کر دیا، اور عوام کا اس قدر ہُجوم ہوا کہ میرے اور سیّدنا غوثِ اعظم کے مابین لوگ حائل ہو گئے، میں نے اپنے دل میں کہا کہ "پہلے والا حال ہی بہتر تھا" تو شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: "اے عمر! ایسا تم خود ہی چاہتے تھے! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں، چاہوں تو اُن کو پھیر دو، اور چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کر لوں"[1]۔

اللہ کی عطا سے کائنات میں اَولیاء کا تصرُّف

اَولیائے کرام اور صالحین کے لیے، اس کائنات میں تصرُّف کرنا کوئی ناممکن یا بڑی بات نہیں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نیک بندہ جب بارگاہِ الٰہی میں شرفِ قبولیت پالیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اُسے کائنات میں تصرُّف کا اختیار عطا فرما دیتا ہے، اور اُس کی رضا کو

---

(۱) "بهجة الأسرار" ذكر فصول من كلامه مرصَّعاً بشيء من عجائب ...إلخ، صـ۱٤۹.

اپنی رضا بنالیتا ہے۔ حضرت سیّدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «إِنَّ اللهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالحَرْبِ. وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبدِي بِشَيءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبدِي يَتقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحببتُهُ، كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ»[1].

"اللہ تعالی نے فرمایا کہ جو میرے کسی ولی سے دشمنی کرے، اُس کے خلاف میرا اعلانِ جنگ ہے! اور میرا بندہ کسی شَے سے میرا اِس قدر قُرب حاصل نہیں کرتا، جتنا فرائض پر عمل کے ذریعے کرتا ہے! اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے ہمیشہ میرا قُرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اُسے محبوب بنالیتا ہوں، اور جب اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، تو میں اُس کے سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، میں اُس کی بینائی بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اُس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اُس کا پَیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اور اگر وہ مجھ سے مانگے تو اُسے ضرور ضرور عطا کرتا ہوں، اور اگر پناہ مانگے تو ضرور ضرور اسے پناہ دیتا ہوں!"۔

اس حدیثِ پاک کا مفہوم یہ ہے، کہ اَولیائے کرام کے اقوال واَفعال میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خاص تائید، نصرت اور مدد شاملِ حال رہتی ہے، یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھ پاؤں سے جو بھی کام کرتے ہیں، یا اُن کی مبارک زبان سے جو بھی الفاظ ادا ہوتے ہیں، اللہ تعالی اسے پورا فرماتا ہے! لہذا اللہ کے کسی ولی یا نیک بندے کو جب تائیدِ الٰہی

---

(۱) "صحيح البخاري" كتاب الرقاق، باب التواضُع، ر: ٦٥٠٢، صـ١١٢٧.

حاصل ہو جاتی ہے، تو پھر اِس کائنات میں تصرُف کرنا، اَولیائے کرام اور مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کے لیے کوئی مشکل کام نہیں رہتا!۔

جہاں تک بات ہے اُس اعتراض کی، تو اُس کا جواب یہ ہے کہ جلیل القدر اَولیائے کرام، اللہ تعالی کے دیے ہوئے اختیار واِذن سے کائنات میں تصرُف کرتے ہیں، لہذا اُن کا کسی کام کو اپنی طرف منسوب کرنا، دَر حقیقت اللہ تعالی کی طرف ہی منسوب کرنا کہلاتا ہے؛ کیونکہ کارسازِ حقیقی وہ ذاتِ باری تعالی ہے، جیسا کہ معترِضین کے پیشوا وامام اسماعیل دہلوی اپنی کتاب "صراطِ مستقیم" میں لکھتے ہیں کہ "ہمچنیں اصحاب ایں مَراتبِ عالیہ واَرباب ایں مَناصبِ رفیعہ ماذُون مطلق دَر تصرُّف عالَمِ مثال وشہادت میباشند وایں کِبار اُولی الایدی والاَبصار رامیرسد کہ تمامی کلیات رابسوی خود نسبت نمایند مثلاً ایشانرا میرسد کہ بگویند کہ اَز عرش تافرش سلطنت مااست، ومعنی این کلام آنست کہ اَز عرش تافرش سلطنت مولای مااست"[1]۔

"ان مَراتبِ عالیہ اور مَناصبِ رفیعہ کے صاحبان (اَولیائے کرام) عالَمِ مثال وشہادت میں تصرُف کرنے کے مطلق ماذُون ومُجاز ہوتے ہیں، اور اِن بزرگوں کو حق پہنچتا ہے کہ تمام کُلیات کو اپنی طرف منسوب کریں، مثلاً اِن کو جائز ہے کہ کہیں: "عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے" اِس کلام کا معنی یہ ہے، کہ عرش سے فرش تک ہمارے مَولا کی سلطنت ہے"۔

دوسری بات یہ کہ اللہ کے دیے ہوئے اختیار واِذن سے، لوگوں کے دِلوں کو اپنے قبضہ میں کرلینا، یا ایسا عقیدہ رکھنا شرک کیسے ہو سکتا ہے؟! شرک تو تَب ہو جب

(۱) "صراطِ مستقیم" (فارسی) خاتمہ دَر فوائدِ متفرقہ، اِفادہ ۲، صـ۱۱۲۔

اللہ تعالی کے متوازِی اور مقابلے میں، اَولیائے کرام کے لیے ذاتی طَور پر ایسے اختیار کا عقیدہ رکھا جائے، جبکہ ہم اہل سنّت وجماعت اَولیائے کرام کے لیے، اللہ کی عطا سے ایسے اختیارات مانتے ہیں، لہذا ہمارا یہ عقیدہ ہی شرک کی نفی پر واضح دلیل ہے!۔

یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ کہنے کا جواز

اعتراض: اہلِ سنّت وجماعت اللہ تعالی کا واسطہ دے کر، شیخ عبد القادر جیلانی سے مدد مانگتے ہیں، اور بطور وظیفہ یہ کہتے ہیں: "یا شیخ عبدَ القادر شیئاً للہ" جبکہ ایسا کرنا ناجائز، حرام اور شرک ہے[1]۔

جواب: بطور وظیفہ "یا شیخ عبدَ القادر شیئاً للہ" کہنا، اور اللہ کے نیک بندوں سے مدد مانگنا جائز اور دُرست ہے، حدیثِ پاک میں ہے: «إِذَا أَضَلَّ أَحَدُكُمْ شَيْئًا أَوْ أَرَادَ أَحَدُكُمْ عَوْنًا وَهُوَ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا أَنِيسٌ، فَلْيَقُلْ: يَا عِبَادَ اللهِ أَغِيثُونِي[2]، يَا عِبَادَ اللهِ أَغِيثُونِي، فَإِنَّ لله عِبَادًا لَا نَرَاهُمْ»[3] "اگر تم میں سے کوئی راستہ بُھول جائے، یا مدد چاہتا ہو، اور وہ ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ساتھی (مدد کرنے والا) نہ ہو، تو وہ یوں کہے: اے خدا کے بندو میری مدد کرو! اے خدا کے بندو میری مدد کرو!؛ کیونکہ خدا کے ایسے (مددگار) بندے (مَوجود) ہیں جنہیں ہم نہیں دیکھ سکتے!"۔

---

(۱) "فتاوی رشیدیہ" ملفوظات، شیئاً للہ کا پڑھنا، ۱/ ۳۶۳، ۳۶۴۔

(۲) وفي المرقاة: «أَعِينُونِي». [انظر: "مرقاة المفاتيح" [كتاب أسماء الله تعالى] باب الدعوات في الأوقات، ر: ٢٤٤١، ٤/ ١٦٩٣].

(۳) "المعجم الكبير" عتبة بن غزوان السلميّ، ر: ٢٩٠، ١٥/ ١١٧. "مرقاة المفاتيح" [كتاب أسماء الله تعالى] باب الدعوات في الأوقات، ر: ٢٤٤١، ٤/ ١٦٩٣. وقال علي بن سلطان القاري: "قال بعض العلماء الثِقات: هذا حديثٌ حسنٌ".

شارحِ مسلم امام نوَوی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "مجھ سے ایک بہت بڑے بزرگ نے اپنا واقعہ بیان فرمایا، کہ میرا خچر بھاگ گیا، اور مجھے یہ حدیثِ پاک: «إِذَا انْفَلَتَتْ دابَّةُ أَحَدِكُمْ بأَرْضِ فَلاةٍ فَلْيُنادِ: يا عِبادَ الله احْبِسُوا!»[۱] "جب تم میں سے کسی کا جانور جنگل میں بھاگ جائے، تو اُسے چاہیے کہ یوں ندا کرے: "اے اللہ کے بندوں اسے روکو!" یاد تھی، تو میں نے فوراً ویسے ہی ندا کی، تو اللہ تعالی نے اس خچر کو اسی وقت روک لیا"۔

یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد امام نوَوی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "میں ایک جماعت کے ساتھ تھا، کہ ہمارا چوپایہ (جانور) بھاگ گیا، ہم سب اسے پکڑنے سے عاجز آ گئے، تو میں نے بھی یہی کلمات کہے، چوپایہ فی الفور رُک گیا، اور میں نے اِن کلمات کے علاوہ کچھ نہ پڑھا تھا"[۲]۔

رشید احمد گنگوہی دیوبندی مذکورہ بالا وظیفہ: "یا شیخ عبدَالقادر شیئاً للہ" پڑھنے والے کے بارے میں حکمِ شرعی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "جو محض اِن کلمات میں اثر جان کر پڑھتا ہے، وہ کافر و مشرک نہ ہوگا، اور جو شیخ (عبد القادر جیلانی) کو متصرِف بالذات، اور عالِم بالذات جان کر پڑھے وہ مشرِک ہے، اور اس عقیدہ سے پڑھنا کہ شیخ (عبد القادر جیلانی) کو حق تعالی اطلاع کر دیتا ہے، اور بہ اِذنہٖ تعالی شیخ حاجت براری کر دیتے ہیں، یہ بھی مشرِک نہ ہوگا"[۳]۔

---

(۱) "كتاب الأذكار" للنوَوي، كتاب أذكار المسافر (باب ما يقول إذا انفلتت دابّتُه) ر: ٦٣٢، صـ ٢٢٣.

(۲) المرجع نفسه، صـ٢٢٤.

(۳) "فتاوی رشیدیہ" "اِیمان اور کفر کے مسائل، "یا شیخ عبد القادر جیلانی" کا وظیفہ، صـ۲۰۹۔

اشرف علی تھانوی دیوبندی اس وظیفہ: **"یا شیخ عبدَالقادر جیلانی شیئاً للہ"** کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "صحیح العقیدہ سلیم الفہم کے لیے جواز کی گنجائش ہو سکتی ہے!"[1]۔

نیز خود حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے مریدوں کو اس بات کی تلقین فرمائی، کہ مشکل وقت میں مجھے پکارنا، تمہاری مشکل حَل ہو جائے گی، جیسا کہ حضرت شیخ عبد اللہ جبائی رحمۃ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ "ہمدان" میں طریف نامی ایک شخص سے میری ملاقات ہوئی، یہ شخص دِمشق کا رہنے والا تھا، اُس نے مجھ سے یہ واقعہ بیان کیا کہ "نیشاپور کے راستے میں بِشر المفرِضی سے میری ملاقات ہوئی، یہ چَودہ ۱۴ اُونٹوں پر شکر لادے ہوئے جا رہے تھے، انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ہمیں راستے میں ایک جنگل بیابان میں اُترنے کا اتفاق ہوا، جو بہت ہی خوفناک تھا، اور وہاں ٹھہرنا بہت مشکل تھا، جب پہلی رات کو اُونٹ لادے جا چکے، تو اُن میں سے میرے چار ۴ اُونٹ گم ہو گئے، میں نے بہت تلاش کیا مگر اُن کا کچھ پتہ نہیں چلا، لہذا میں قافلے سے جُدا ہو گیا، اور شُتربان (اُونٹوں کا رکھوالا) میرے ساتھ رہ گیا۔

جب صبح ہوئی تو میں نے شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کو پکارا؛ کیونکہ آپ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ "جب تمہیں کوئی مشکل پیش آئے تو مجھے پکارنا، تمہاری مشکل حَل ہو جائے گی" لہذا میں نے عرض کی: "یا شیخ عبدَالقادر! میرے اُونٹ نہ جانے کہاں چلے گئے ہیں، اور میں اُن کو صبح تک تلاش کرتا رہا مگر کہیں نہیں ملے، اور میں قافلے سے بچھڑ گیا ہوں"۔

اِستغاثہ (مدد مانگنے) کے فوراً بعد ہی مجھے ٹیلے پر ایک شخص دکھائی دیا، جس نے سفید لباس پہنا ہوا تھا، اس نے ہاتھ سے ایک طرف اشارہ کر کے میری رَہنمائی کی،

---

(۱) "اِمداد الفتاوی" "کتاب العقائد والکلام"، "یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ" کہنے کی تحقیق، ۱۱/ ۵۱۸۔

جب میں نے اُس ٹیلے پر چڑھ کر دیکھا تو مجھے وہ آدمی نظر نہ آیا، لیکن اُس ٹیلے کے دامن میں میرے اُونٹ بیٹھے دکھائی دیے، اُن کا بوجھ اُن پر اُسی طرح لَدا ہوا تھا، ہم نے انہیں پکڑا اور قافلے سے جا ملے"[1]۔

سیّدنا غوثِ اعظم کو مدد کے لیے پکارنا اور انہیں متصرِّف ماننا

اعتراض: شیخ عبد القادر جیلانی کو مدد کے لیے پکارنا، انہیں متصرِّف ماننا، حضرت شیخ کی تعلیمات کے مُنافی ہے؛ شیخ عبد القادر جیلانی نے "الفتح الربّاني" میں فرمایا: "اے لوگو! حق تعالی کی تَوحید بیان کرو، اُس کے دروازے سے نہ ہٹو، اُسی سے مانگو، اُس کے سوا کسی اَور کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاؤ، اُسی سے مدد طلب کرو، اور اُس کے سوا کسی اَور سے مدد نہ مانگو"[2]۔

جواب: سیّدنا غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا مذکورہ بالا ارشاد یقیناً شریعت کے عین مطابق ہے، اس سے کسی کو انکار نہیں، لیکن اس فرمان کا معنی ومفہوم یہ ہے، کہ اللہ کے سِوا کارسازِ حقیقی جان کر کسی اَور سے مدد نہ مانگو؛ کیونکہ وہی سب کا خالق ومالک اور رزّاق ہے۔

جہاں تک غیر اللہ سے مدد مانگنے، اور اسے متصرِّف ماننے کی بات ہے، تو اَولیاء اللہ کو اللہ تعالی کی طرف سے ماذُون ومختار جانتے ہوئے، ان سے مدد مانگنے اور انہیں متصرِّف ماننے میں شرعًا کوئی حرج نہیں؛ کیونکہ اللہ تعالی اپنے مقرَّب بندوں کی دعائیں قبول فرماتا ہے۔ حدیثِ قدسی میں ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: «وَإِنْ سَأَلَنِي

---

(١) "قلائد الجواهر" صـ٦٨. "تفريح الخاطر" المنقبة ٣٧، صـ٤٧.

(٢) "الفتح الربّاني" (مترجَم) المجلس ٤٧، صـ٤١٦.

لَأُعْطِيَنَّهُ»(۱) "اگر وہ مقرّب بندے مجھ سے سوال کریں، تو میں انہیں ضرور عطا کرتا ہوں"۔ اشرف علی تھانوی دیوبندی اس حدیثِ پاک کے تحت لکھتے ہیں کہ "اللہ تعالی اپنے خاص بندوں کی مُرادیں پوری فرماتا ہے"(۲)۔ یعنی اُن کا کہا ٹالتا نہیں۔

اللہ تعالی اپنے مقرّب بندوں کو کائنات میں تصرُّف کا اختیار عطا فرماتا ہے

اللہ رب العالمین اپنے محبوب و مقرّب بندوں کو کائنات میں تصرُّف کا اختیار عطا فرماتا ہے، اس بارے میں خود سیِّدنا غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالی نے اپنی بعض کتبِ سابقہ میں فرمایا: اے ابن آدم! میں اللہ ہوں، میرے سِوا کوئی معبود نہیں، جب میں کسی شَے کو حکم دُوں کہ "ہوجا" تو وہ ہو جاتی ہے، لہذا جب تم میری اِطاعت وفرمانبرداری کروگے، تو میں تمہیں اس مقام پر فائز کر دُوں گا، کہ تم بھی جب کسی چیز کے بارے میں کہوگے کہ "ہوجا" تو وہ ہوجائے گی۔ اور بلاشبہ اللہ تعالی نے بنی آدم میں کثیر انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام، اَولیائے کرام اور خوّاص کو اس مقام اور صفت سے نوازا ہے"(۳)۔

شیخ عبد الحق محدِّث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ سیِّدنا غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذکورہ بالا فرمان کے تحت لکھتے ہیں کہ "اُن حضرات میں سے ایک خود سیِّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ہیں، کہ حق تعالی کی طرف سے آپ کو کائنات میں تصرُّف اور اِقتدار حاصل ہے"(۴)۔ لہذا اپنی دعاؤں میں سیِّدنا غوثِ اعظم کو اپنا وسیلہ بنانا، اور

(۱) "صحيح البخاري" كتاب الرقاق، باب التواضُع، ر: ٦٥٠٢، صـ١١٢٧.

(۲) دیکھیے: "التذکیر" حصہ سوم ۳، صـ۹۴۔

(۳) "فُتوح الغَيب" المقالة: ١٦، صـ ٤٠.

(۴) "شرح فُتوح الغَیب" (مترجم) مقالہ ۱۶، توکُّل کی حقیقت اور اس کے مقامات، صـ۱۹۹، ملخصاً۔

اللہ تعالی کی عطا واِجازت سے آپ کو اپنا حاجت رَوا ماننا، اور آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے اِستمداد (مدد طلب) کرنا جائز ہے دُرست ہے!۔

کسی چیز کو بطور تقرُّبِ الٰہی غوثِ اعظم سے منسوب کرنا

اعتراض: کسی چیز (مثلاً گیارہویں شریف کی نیاز، لنگر یا اس سلسلے میں ذبح کیے جانے والے جانور وغیرہ) کو بطور تقرُّبِ الٰہی، شیخ عبد القادر جیلانی یا کسی اَور ولیُ اللہ سے منسوب کرنا شرک ہے!۔

جواب: گیارہویں شریف کی نیاز ہو یا کوئی اَور چیز، سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ یا کسی اَور ولیُ اللہ سے منسوب کرنا ہرگز شرک نہیں؛ کیونکہ متعدّد احادیثِ مبارکہ میں اس اَمر کا ثبوت روزِ رَوشن کی طرح واضح ہے، اس سلسلے میں چند احادیثِ مبارکہ حسبِ ذیل ہیں:

حضرت سیّدنا صالح بن درہم رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں سفرِ حج کے دَوران حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: «مَنْ يَضْمَنُ لِي مِنْكُمْ أَنْ يُصَلِّيَ لِي فِي مَسْجِدِ الْعَشَّارِ رَكْعَتَيْنِ، أَوْ أَرْبَعًا، وَيَقُول: هَذِهِ لِأَبِي هُرَيْرَةَ»[1] "تم میں سے کون ہے جو مجھے اس بات کی ضمانت دے، کہ وہ مسجدِ عشّار میں دو۲ یا چار۴ رکعت نماز ادا کرے گا، اور یوں کہے گا کہ اس نماز کا ثواب ابوہریرہ کو ملے"۔

حضرت سیّدنا سعد بن عُبادہ رضی اللہ تعالی عنہ نے بارگاہِ رسالت میں اپنی والدہ کے انتقال کا ذکر کیا، اور اُن کے اِیصالِ ثواب کے لیے بہترین صدقہ کے بارے میں دریافت کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «الماءُ»[2] "پانی (بہترین صدقہ ہے)"

---

(۱) "سنن أبي داود" كتاب المَلاحِم، باب في ذكر البصرة، ر: ٤٣٠٨، صـ٦٠٥.

(٢) المرجع نفسه، كتاب الزكاة، باب في فضل سقي الماء، ر: ١٦٨١، صـ٢٤٩.

حضرت سیّدنا سعد بن عُبادہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے پانی کا کنواں کھدوایا اور فرمایا: "هَذِهِ لِأُمِّ سَعْدٍ"(۱) "یہ سعد کی ماں (کے اِیصالِ ثواب) کے لیے ہے"۔

حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ طیّبہ طاہرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حکم دیا، کہ سینگ والا دُنبہ لایا جائے، جو سیاہی میں چلتا ہو، اور سیاہی میں بیٹھتا ہو، اور سیاہی میں نظر کرتا ہو (یعنی اُس کے پاؤں، پیٹ اور آنکھیں سیاہ ہوں، حسبِ ارشاد ویسا دُنبہ) قربانی کے لیے حاضر کیا گیا، رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «يَا عَائِشَةُ، هَلُمِّي الْمُدْيَةَ» "عائشہ چُھری لاؤ" پھر فرمایا: «اشْحَذِيها بحجَرٍ» "اسے پتھر پر تیز کر لو" پھر نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے چُھری لی اور مینڈھے کو لٹایا اور اُسے ذبح کیا، پھر یہ دعا پڑھی: «بِاسْمِ اللهِ، اللهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ، وَآلِ مُحَمَّدٍ، وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ، ثُمَّ ضَحَّى بِهِ»(۲) "اللہ کے نام کے ساتھ (ذبح کرتا ہوں) اے اللہ! تو اس قربانی کو اپنے رسول، اور اس کی آل، اور اس کی اُمّت کی طرف سے قبول فرما!"۔

حضرت سیّدنا حنش رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، کہ حضرت سیّدنا علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے دو ۲ دُنبوں کی قربانی کی: **ایک** نبئ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف سے، اور **ایک** خود اپنی طرف سے، اور فرمایا: «أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ أُضَحِّيَ عَنْهُ، فَأَنَا أُضَحِّي أَبداً»(۳) "رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھے حکم فرمایا، کہ میں اُن کی طرف سے قربانی کروں! لہذا میں ہمیشہ اسی طرح قربانی کرتا رہوں گا!"۔

---

(۱) المرجع السابق.

(۲) "صحيح مسلم" كتاب الأضاحِي، باب استحباب الضَحيّة ...إلخ، ر: ۵۰۹۱، صـ ۸۷۸.

(۳) "مستدرَك الحاكم" كتاب الأضاحي، ر: ۷۵۵۶، ۷/ ۲۶۹۴.

"یہ اس بات پر دلیل ہے کہ اگر کوئی فَوت شدہ مسلمان (بشُمول سیّدنا غوثِ اعظم اور دیگر اَولیائے کرام) کی طرف سے قربانی کرے تو جائز ہے"[1]۔

شاہ ولی اللہ محدِّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی کے والد شاہ عبد الرحیم دہلوی، ہر سال بارہ ۱۲ ربیع الاوّل کو نبئ کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نام کی فاتحہ دلایا کرتے تھے[2]۔

معترِضین کے مشہور پیشوا اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ "اوّل طالب را باید کہ باوُضو دو زانو بطور نماز بہ نشیند وفاتحہ بنام اکابر این طریقہ، یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری وحضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما خواندہ التجا بجناب حضرت ایزد پاک بتوسُط این بزرگان"[3]۔

"دو زانو بطور نماز بیٹھ کر چشتیہ طریقہ کے بزرگوں، یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری، اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہ حضرات کے نام کی فاتحہ پڑھ کر، بارگاہِ خداوندی میں ان بزرگوں کے توسُّط اور وسیلہ سے اِلتجاء کرے"۔

مذکورہ بالا تمام احادیثِ مبارکہ اور اقوال میں، اس اَمر کا واضح بیان اور دلیل ہے، کہ کسی چیز کو بطور تقرُّبِ الٰہی، سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالٰی یا دیگر اَولیائے کرام سے منسوب کرنا جائز اور دُرست ہے؛ کیونکہ کسی چیز کو منسوب کرنے سے مراد صرف یہ ہے، کہ فُلاں چیز یا نیاز وغیرہ فُلاں بزرگ کے اِیصالِ ثواب کے لیے ہے!!۔

---

(١) "الكاشف عن حقائق السُنن" كتاب الصلاة، تحت ر: ١٤٦٢، ٣/ ٢٥٢.

(٢) انظر: "الرسائل الثلاث" للدهلوي، الحديث ٢١، صـ١٦٢.

(۳) "صراطِ مستقیم" (فارسی) باب ۳، فصل ۲ در بیان اَشغال طریقہ چشتیہ... اِلخ، اِفادہ اوّل، صـ۱۲۲، ۱۲۳۔

فصلِ چہارُم ۴: سیّدنا غوثِ اعظم سے منسوب تصنیفات

سیّدنا غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی ایک مؤثر واعظ اور مبلّغِ اسلام بھی تھے، تاہم آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِصلاحِ مُعاشرہ کی غرض سے چند اَہم اور معرکۃ الآراء کتب بھی تصنیف فرمائیں، لیکن بعض کتب ایسی بھی ہیں جو دیگر مصنّفین کی ہیں، مگر غوث پاک کی تصنیف کے طَور پر مشہور ہیں، اس سلسلے میں ایک جائزہ حسبِ ذیل ہے:

الغُنية لطالبي طريق الحقّ (غنیۃ الطالبین)

اس کتاب کا عربی نام "الغُنية لطالبي طريق الحقّ" ہے، یہ کتاب سیّدنا غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہے یا نہیں، اس بارے میں علماء کی رائے مختلف ہے۔

"غنیۃ الطالبین" کو سیّدنا غوثِ اعظم کی تصنیف قرار دینے والے علماء

شیخ ابن تیمیہ[1]، حافظ ابن کثیر[2]، امام ابنِ رَجب حنبلی[3]، شیخ محمد بن یحییٰ تادِفی[4]، ملّا علی قاری[5]، مجدِّد اَلفِ ثانی[6]، حاجی خلیفہ (صاحب "کشف

---

(١) "مجموع الفتاوی" لابن تيمية، لا تعرف أيّام الأسبوع إلّا من جهة المقرين بالنُبوّات، ٣/ ٢٢٢.

(٢) "البداية والنهاية" ثمّ دخلت سنة ٥٦١ فيها فتح نور الدين محمود حصن المنيطرة، ١٢/ ٣١٣.

(٣) "ذَيل طبَقات الحنابلة" إسماعيل بن أبي طاهر بن الزبير الجيلي، ٢/ ١٩٨، ١٩٩.

(٤) "قلائد الجواهر" صـ ٧.

(٥) انظر: "نزهة الخاطر الفاتر" صـ ٤٦.

(٦) "مکتوباتِ امام ربّانی" (مترجم) مکتوب نمبر ٦٧، ٢/ ٢١٦۔

الظنون")[1] اسماعیل پاشا بغدادی[2]، خیر الدین زِرکلی[3]، عمر رضا کحالہ[4]، پروفیسر ڈاکٹر محمد حسین آزاد[5]، ڈاکٹر سعید بن مُسفر قحطانی (جامعہ اُم القُری -مکّہ مکرّمہ)[6]، ڈاکٹر عبد الرزّاق گیلانی[7]، ڈاکٹر یوسف محمد طہ زیدان[8]، ڈاکٹر جمال الدین فالح گیلانی[9]، ڈاکٹر عبد اللہ بن محمد بن احمد طریقی[10]، اور شیخ یونس ابراہیم سامرّائی نے "الغنیة لطالبي طریق الحقّ" کو سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی تصنیفات میں شمار کیا ہے[11]۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد حسین آزاد نے مزید یہ بھی لکھا کہ "راقم الحروف نے "الغنیة لطالبي طریق الحقّ" کا قلمی نسخہ ۱۶ مئی ۲۰۰۱ء کو "مکتبۂ قادریہ" بغداد شریف

---

(۱) "کشف الظنون" الغنیة لطالبي طریق الحقّ، ۲/ ۱۲۱۱.

(۲) "هدية العارفين" عبد القادر ابن أبي صالح موسى جنكي دوست، ۱/ ۵۹۶.

(۳) انظر: "الأعلام" عبد القادر الجيلاني، ٤/ ٤٧.

(٤) "معجم المؤلّفين" باب العين، ٥/ ۳۰۷.

(۵) دیکھیے: "سیّدنا عبد الرزّاق ابن شیخ عبد القادر جیلانی کی صُلبی اَولاد کی علمی، دینی وسیاسی خدمات کا تحقیقی جائزہ" علمی خدمات، ص۱۵۳۔

(٦) انظر: "الشيخ عبد القادر الجيلاني وآراؤه الاعتقاديّة والصوفيّة" الباب ۱، الفصل ٤: مؤلّفاته ومكانته العلمية، صـ۵۲.

(۷) انظر: "الشيخ عبد القادر الجيلاني الإمام الزاهد القُدوة" الفصل ۸، كتب الشيخ عبد القادر ...إلخ، صـ۳۲۱.

(۸) انظر: "عبد القادر الجيلاني بازُ الله الأشهَب" الغُنية، صـ۸۹.

(۹) انظر: "جغرافية الباز الأشهَب" مؤلَّفات الشيخ، صـ٤٦.

(۱۰) انظر: "معجم مصنَّفات الحنابلة" عبد القادر الجيلاني، ۲/ ۲۳۹.

(۱۱) انظر: "الشيخ عبد القادر الكيلاني - حياته وآثاره" مؤلَّفاته، صـ ۱٦.

(Baghdad) کی لائبریری میں دیکھا ہے، اور کتاب کے مقدّمہ میں مصنّف کے دستخط بھی مَوجود ہیں"[۱]۔

"غنیۃ الطالبین" میں تحریف کے قائل علماء

بعض علماء نے "غنیۃ الطالبین" کو سِرے سے سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تصنیف ماننے سے انکار کیا ہے، اور بعض نے اسے تحریف شدہ کتاب قرار دیا ہے۔ اس بارے میں چند علمائے کی رائے حسبِ ذیل ہے:

(۱) امام ابن حجر مکّی ہیثمی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "غنیۃ الطالبین" میں جو اِلحاقات ہوئے ہیں، وہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ پر اِفتراء ہیں، اور حضرت شیخ ان (اِلحاقات میں مذکور خلافِ شریعت باتوں) سے بَری ہیں"[۲]۔

(۲) شیخ عبد الحق محدِّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کا فارسی ترجمہ کرتے ہوئے اپنے شکوک وشُبہات کا اظہار کیا، اور فرمایا کہ "اس کتاب کی نسبت آنجناب (شیخ عبد القادر جیلانی) کی طرف اگرچہ مشہور ہے، لیکن یہ ہرگز ثابت نہیں۔ یہ خیال کرتے ہوئے میں نے اس کتاب کا ترجمہ کیا ہے، کہ شاید اس (کتاب) میں کچھ کلمات آنجناب کے ہوں"[۳]۔

(۳) علّامہ عبد العزیز پُرہاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ ایک حدیث پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کتاب "غنیۃ الطالبین"

---

(۱) دیکھیے: "سیّدنا عبد الرزّاق ابن شیخ عبد القادر جیلانی کی صُلبی اَولاد کی علمی، دینی وسیاسی خدمات کا تحقیقی جائزہ" علمی خدمات، ص۱۵۳، ۱۵۴۔

(۲) "الفتاوى الحديثية" ر: ۲۱۱، صـ ۱٤٥، ملخصاً.

(۳) "فُیوضِ غوثِ یزدانی ترجمہ الفتح الربانی" تقدیم، غنیۃ الطالبین، ص۵۹۔

میں اس حدیث کا ہونا، تجھے دھوکے میں نہ ڈال دے؛ کیونکہ یہ نسبت صحیح نہیں، اور اس میں مَوضوع حدیثیں بکثرت وارِد ہیں"[1]۔

(۴) امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ "غنیۃ الطالبین" کو آپ جانتے ہیں یا نہیں؟ اور یہ کتاب حضرت پیرانِ پیر، یعنی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تصنیف ہے یا نہیں؟ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ "اس کتاب کی تصنیف حضور پُر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہونے میں شُبہ ہے، (جیسا کہ) حضرت شیخ عبد الحق محدِّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "**یہ ہرگز ثابت نہیں**"[2]۔

ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: "**اوّلاً:** کتاب "غنیۃ الطالبین شریف" کی نسبت حضرت شیخ محقِق عبد الحق محدِّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تو یہ خیال ہے، کہ وہ سِرے سے حضور پُرنُور سیِّدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ہی نہیں، مگر یہ نفی مجرّد ہے، اور امام ابن حجر مکّی (ہیثمی) رحمۃ اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمائی کہ اس کتاب میں بعض مستحقینِ عذاب نے اِلحاق کر دیا ہے۔ "فتاویٰ حدیثیہ" میں فرماتے ہیں: "وإيّاك أن تغترَّ بما وقعَ في "الغنية" للإمام العارفين، وقُطب الإسلام والمسلمين، الأستاذ عبد القادر الجيلاني رضي الله تعالى عنه؛ فإنّه دسَّه عليه فيها مَن سينتقم اللهُ منه، وإلّا فهو بَريءٌ مِن ذلك"[3]. یعنی "خبردار دھوکا نہ کھانا! اس سے جو امامِ اَولیاء،

---

(۱) "النبراس شرح العقائد النسَفيّة" ذكر المعراج، صـ ۲۹۵، ملخصاً. "فُیوضِ غوثِ یزدانی" تقدیم، غنیۃ الطالبین، ص۵۹۔

(۲) "اظہار الحق الجلی" ص۳۹۔

(۳) "الفتاوى الحديثية" مطلب أنّ ما في "الغنية" للشيخ عبد القادر، صـ۱٤۸.

سردارِ اسلام ومسلمین، حضور سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ کی "غنیہ" میں واقع ہوا؛ کہ اس کتاب میں اسے حضور پر اِفتراء کرکے ایسے شخص نے بڑھادیا ہے، کہ عنقریب اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس سے بدلہ لے گا، حضرت شیخ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ اس سے بَری ہیں!"۔

ثانیاً: اسی کتاب میں تمام اَشعریّہ، یعنی اہلِ سنّت وجماعت کو بدعتی گمراہ، گمراہ گر لکھا ہے کہ "خلاف ما قالت الأشعريّةُ، مِن أنّ كلامَ الله معنى قائمٌ بنفسه، والله حسيبُ كلِّ مبتدِعٍ ضالٍّ مضِلّ"(۱).

کیا کوئی ذی انصاف کہہ سکتا ہے کہ (معاذاللہ) یہ سرکارِ غوثیت کا ارشاد ہے؟! جس کتاب میں تمام اہلِ سنّت کو بدعتی گمراہ، گمراہ گر لکھا ہے، اس میں حنفیہ کی نسبت کچھ ہو تو کیا جائے شکایت ہے؟ لہذا کوئی محلِ تشویش نہیں!۔

ثالثاً: پھر یہ خود صریح غلط اور اِفتراء بر اِفتراء ہے، کہ تمام حنفیہ کو ایسا لکھا ہے، "غنية الطالبين" کے یہاں صریح لفظ یہ ہیں کہ "هُم بعضُ أصحاب أبي حنيفة"(۲) "وہ بعض حنفی ہیں"۔ اس سے نہ حنفیہ پر اِلزام آسکتا ہے، نہ (معاذاللہ) حنفیت پر! آخر یہ تو قطعاً معلوم ہے اور سب جانتے ہیں کہ حنفیہ میں بعض معتزلی تھے، جیسے زَمخشری صاحبِ "کشّاف"، وعبد الجبّار، ومطرزی صاحبِ "مُغرب"، وزاہدی صاحبِ "قنیہ" و"حاوی" و"مجتبیٰ"۔ پھر اس سے حنفیت وحنفیہ پر کیا اِلزام آیا؟! بعض شافعیہ زَیدی رَافضی ہیں، اس سے شافعیہ وشافعیت پر کیا اِلزام آیا؟! نجد کے وہابی سب حنبلی ہیں، پھر اس سے حنبلیہ وحنبلیت پر کیا اِلزام آیا؟! جانے

---

(۱) "الغنية" فصل في اعتقاد أنّ القرآن حروفٌ مفهومةٌ، ۱/ ۹۱.

(۲) المرجع نفسه، فصل وأمّا الجهميّة ...إلخ، ۱/ ۹۱.

دو، رَافضی خارجی معتزلی وہابی سب اسلام ہی میں نکلے اور اسلام کے مدّعی ہوئے، پھر (معاذاللہ) اس سے اسلام ومسلمین پر کیا اِلزام آیا؟!"[۱]۔

(۵) علّامہ عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں کہ "بے شک "غنیۃ الطالبین" حضرت شیخ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف نہیں ہے؛ کیونکہ آج تک یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ یہ آپ کی تصنیفات میں سے ہے، اگرچہ اس کی نسبت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بہت زیادہ مشہور ہو چکی ہے"[۲]۔

(۶) مفسّرِ قرآن، شارح صحیح مسلم، علّامہ غلام رسول سعیدی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ "غنیۃ الطالبین" میں حنفیہ کو فرقہ مُرجیہ سے تعبیر کیا گیا ہے، اور اس میں ایسے مسائل شامل ہیں جو جُمہور اہلِ سنّت کے معتقَدات کے خلاف ہیں، مثال کے طَور پر اس میں اللہ تعالی کے دکھائی دینے کو قرار دیا گیا ہے، حالانکہ یہ معتزلہ کا مسلک ہے، اور اس نظریہ کا اہلِ سنّت سے دُور کا بھی واسطہ نہیں، اور جنابِ غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ستودہ صفات اس بد عقیدگی سے بہت بلند وبالا ہے!"[۳]۔

(۷) جمیل احمد نذیری دیوبندی لکھتے ہیں کہ "غنیۃ الطالبین" شیخ عبد القادر جیلانی کی کتاب نہیں، ان کی طرف غلط منسوب ہے"[۴]۔

---

(۱) "فتاوی رضویہ" کتاب السیر، ردّ ومُناظرہ، ۱۱/ ۲۹۹۔

(۲) انظر: "الرفع والتكميل في الجرح والتعديل" للكنَوي، صـ ۳۷۹، ۳۸۰، ملخصاً. "مسلکِ غوثِ اعظم اور مخالفین" غنیۃ الطالبین سے متعلق مختلف آراء، صـ۲۹۔

(۳) "توضیح البیان" مروّجہ اِیصالِ ثواب، صـ۱۶۳، ۱۶۴۔

(۴) "اختلافِ اُمّت کا اَلمیہ" صـ۱۳۱۔ "مسلکِ غوثِ اعظم اور مخالفین" غنیۃ الطالبین سے متعلق مختلف آراء، صـ۳۰۔

(۸) ڈاکٹر سعید بن مُسفر قحطانی (جامعہ اُم القُری - مکّہ مکرّمہ) نے بھی اپنے مقالہ "الشيخ عبد القادر الجيلاني وآراؤه الاعتقاديّة والصُوفيّة" میں "الغنية لطالبي طريق الحقّ" میں ہونے والی تحریف کا ذکر کیا ہے[۱]۔

(۹) فیض عالم صدیقی (غیر مقلّد) لکھتے ہیں کہ "غنیۃ الطالبین" حنبلی مذہب کا ایک انسائیکلو پیڈیا (Encyclopedia) ہے، مگر اس کتاب میں بھی یارانِ طریقت نے "تصوُّف کے باب" کے عنوان سے ایسی پَیوند کاری کی ہے جس کا جواب نہیں! شیعوں کے چند ذہین ترین اَفراد نے تقیہ کی آڑ میں، پیر جیلانی کی مریدی کا بہرُوپ بدل کر، آپ کی اس تصنیف میں تصوُّف کا باب بڑھا کر، آپ کی تعلیم کو مَسخ کرنے کی کوشش کی"[۲]۔

(۱۰) مبشر حسین لاہوری (غیر مقلّد) کی رائے ہے کہ "جب متعصبین نے احادیث وَضع کرنے، یا کتبِ احادیث میں تحریف کرنے میں خَوفِ خدا کا لحاظ نہیں رکھا، تو شیخ (عبد القادر جیلانی) کی کتاب (غنیۃ الطالبین) میں ایسی (خلافِ شرع) بات (یعنی تحریف) کا پیوند لگانے میں، یہ خَوف اُن کے لیے کیسے مانع ہوسکتا ہے!""[۳]۔

(۱۱) محمد عباس گیلانی اپنی کتاب "انوار آلِ حَسن" میں لکھتے ہیں کہ "غنیۃ الطالبین" ایک اختلافی کتاب ہے، اس کے بعض مضامین مسلّماتِ دِین سے کھلا اِنحراف ہیں، اس میں احادیثِ ضعیفہ اور مَوضوعہ کی بہت بڑی تعداد مَوجود ہے، **اوّلاً:** یہ

---

(۱) انظر: "الشيخ عبد القادر الجيلاني وآراؤه الاعتقاديّة والصوفيّة" الباب ۱، الفصل ٤: مؤلّفاته ومكانته العلمية، صـ۵۲.

(۲) "رسولِ اکرم کا طریقۂ نماز" صـ۲۲۰۔ "مسلکِ غوثِ اعظم اور مخالفین" غنیۃ الطالبین سے متعلق مختلف آراء، صـ۳۱۔

(۳) "مسلکِ غوثِ اعظم اور مخالفین" غنیۃ الطالبین سے متعلق مختلف آراء، صـ۳۰۔

کتاب حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اصلاً ہے ہی نہیں، **ثانیًا**: یا پھر اس میں تحریفات والحاقات کی بھرمار ضرور ہے"[1]۔

فُتوح الغَیب

اس کتاب میں مختلف مَوضوعات پر سیِّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ۷۸ مقالات ہیں، شیخ عبدالحق محدِّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فارسی زبان میں اس کا ترجمہ اور شرح فرمائی ہے[2]۔

یہ کتاب سیِّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تالیف ہے یا نہیں؟ اس بارے میں علماء کی رائے مختلف ہے، جن میں شیخ ابن تیمیہ[3]، حافظ ابن کثیر[4]، امام ابن رَجب حنبلی[5]، ملّا علی قاری[6]، حاجی خلیفہ (صاحبِ "کشف الظنون")[7]، خیرالدِین زِرِکلی[8]، مفسّرِ قرآن علّامہ فیض احمد اُویسی[9]، ڈاکٹر عبد الرزّاق گیلانی[10]، ڈاکٹر

(۱) "فیوض غوث یزدانی" تقدیم، غنیۃ الطالبین، ص۵۹۔
(۲) "انوارِ آلِ حَسن" چند شُبہات کا اِزالہ، ص۴۳۔
(۳) "مجموع الفتاوى" لابن تيمية، لابدّ لكلّ مؤمن في سائر أحواله من ثلاثة أشياء ...إلخ، ۱۰/ ۴۵۵.
(٤) "البداية والنهاية" ثمّ دخلت سنة ٥٦١ فيها فتح نور الدين محمود حصن المنيطرة، ١٢/ ٣١٣.
(٥) "ذَيل طبَقات الحنابلة" إسماعيل بن أبي طاهر بن الزبير الجيلي، ٢/ ١٩٩.
(٦) انظر: "نزهة الخاطر الفاتر" صـ ٢١.
(٧) انظر: "كشف الظنون" فتح الغيب، ٢/ ١٢٤٠.
(٨) انظر: "الأعلام" عبد القادر الجيلاني، ٤/ ٤٧.
(۹) دیکھیے: "سوانح غوث اعظم" تصنیفات، ص۲۹۔
(١٠) انظر: "الشَيخ عبد القادر الجيلاني الإمام الزاهد القُدوة" الفصل ٨، كتب الشيخ عبد القادر ...إلخ، صـ ٣٢٤.

یوسف محمد طہ زیدان[۱]، ڈاکٹر جمال الدِین فالح گیلانی[۲]، ڈاکٹر عبد اللہ بن محمد بن احمد طریقی[۳]، اور شیخ یونس ابراہیم سامرّائی نے "فُتوح الغَيب" کو شیخ عبد القادر جیلانی کی تصنیفات میں شمار کیا ہے[۴]۔

امام اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی "فتاوی رضویہ" میں "فُتوح الغَيب" کو سیّدنا غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف قرار دیا، اور اس کی عبارت کو بطور حوالہ پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ "حضور پُر نور سیّدنا غوثِ اعظم، مَولائے اکرم، حضرت شیخ محی الملّۃ والدّین، ابو محمد عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتابِ مستطاب "فتوح الغیب شریف" میں کیا کیا جگر شگاف مثالیں، ایسے شخص کے لیے ارشاد فرمائی ہیں، جو فرض چھوڑ کر نفل بجالائے! فرماتے ہیں کہ "اس کی کہاوَت ایسی ہے جیسے کسی شخص کو بادشاہ اپنی خدمت کے لیے بلائے، یہ وہاں توحاضر نہ ہوا، اور اُس کے غلام کی خدمتگاری میں موجود رہے"[۵]۔

جبکہ پروفیسر ڈاکٹر محمد حسین آزاد "فتوح الغَيب" کے بارے میں اپنا مَوقِف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "آپ (شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ) کے صاحبزادے

---

(١) انظر: "عبد القادر الجيلاني بازُ الله الأشهَب" فتوح الغيب، صـ٩١.

(٢) انظر: "جغرافية الباز الأشهَب" مؤلَّفات الشيخ، صـ٤٦.

(٣) انظر: "معجم مصنَّفات الحنابلة" عبد القادر الجيلاني، ٢/ ٢٤٠.

(٤) انظر: "الشيخ عبد القادر الكيلاني - حياته وآثاره" مؤلَّفاته، صـ١٧.

(٥) "فُتوح الغَيب" المقالة ٤٨، صـ٢٧٤. "فتاوی رضویہ" کتاب الزکاۃ، رسالہ "أعَزُّ الاكتناه في ردِّ صدقة مانع الزَّكاه" ۸/ ۱۱۴۔

ابو محمد عبد الرحمن عیسٰی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ۵۵۲ھ میں اسے مکمل کیا، اس میں ۷۸ مقالات ہیں، اور یہ سب سے پہلے ۱۲۸۱ھ میں استنبول (ترکی) سے شائع ہوئی"[۱]۔

ڈاکٹر سعید مُسفر قحطانی کی غلط بیانی

ڈاکٹر سعید مُسفر قحطانی (جامعہ اُم القُری -مکّہ مکرّمہ) نے بھی "فُتوح الغَيب" کو شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تصنیف قرار دیا ہے، لیکن ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ "قلائد الجواهر" کے مصنِّف نے بیان کیا ہے کہ "کتاب مذکور (فُتوح الغَيب) شیخ عبدالقادر جیلانی کے ایک شاگرد: شیخ زین الدِین مرصفی صیّاد کی جمع و ترتیب ہے"[۲]۔

ڈاکٹر قحطانی مزید لکھتے ہیں کہ "اس بات کی تائید اس عبارت سے بھی ہوتی ہے، کہ ہر مقالہ اِن الفاظ سے شروع ہوتا ہے: "قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ كذا في المدرسة أو في الرباط" کہ "حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدرسہ یا فقراء کی قیام گاہ پر اس طرح فرمایا"۔ یہ کتاب بذاتِ خود شیخ عبد القادر جیلانی کی تالیف اور کتابت ہو، یا آپ نے اپنے شاگردوں کو اِملاء کروائی ہو، اس میں کوئی فرق نہیں، بالآخر اس کی انتہاء اس طرف لَوٹتی ہے، کہ یہ اپنے اعتبار سے اُن (شیخ عبدالقادر جیلانی) کے آثار میں سے ہے"[۳]۔

یہ لکھنے کے بعد ڈاکٹر سعید مسفر قحطانی نے اپنی بات کی تائید میں، بریکٹ (Brackets) میں "قلائدالجواہر" صفحہ ۷ کا حوالہ تحریر کیا ہے۔

---

(۱) دیکھیے: "سیّدنا عبدالرزّاق ابن شیخ عبدالقادر جیلانی کی صُلبی اَولاد کی علمی، دینی وسیاسی خدمات کا تحقیقی جائزہ" علمی خدمات، فُتوح الغَيب، صـ۱۵۷۔

(۲) انظر: "الشيخ عبد القادر الجيلاني وآراؤه الاعتقاديّة والصوفيّة" الباب ١، الفصل ٤: مؤلَّفاته ومكانته العلمية، صـ٥٢، ٥٣.

(۳) المرجع نفسه، صـ ٦٣.

راقم الحروف کو ڈاکٹر سعید مسفر قحطانی کے مذکورِ بالا بیان سے اتفاق نہیں؛ کیونکہ انہوں نے اپنی بات کی تائید میں مصطفی البابي، مصر سے مطبوعہ "قلائد الجواهر" (۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۶ء، ط۳) کے جس نسخے اور صفحہ نمبر کا حوالہ پیش کیا ہے، وہاں ایسی کوئی بات سِرے سے مذکور ہی نہیں، حالانکہ راقم الحروف کے پیشِ نظر بھی بعینہ وہی نسخہ ہے! بلکہ شیخ محمد بن یحیی تادِفی رحمہ اللہ تعالی (صاحبِ "قلائد الجواهر") نے اس مقام پر "فُتوح الغَيب" کو سیّدنا غوثِ اعظم کی تصنیف قرار دیا اور لکھا ہے: "كان سيِّدنا عبد القادر رضي الله تعالى عنه إمامَ الحنابلة، وشيخَهم في عصره، وله كتاب "الغنية لطالبي طريق الحقّ" و"فُتوح الغَيب"[1] "سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالی حنبلیوں کے امام اور شیخِ وقت تھے، اور کتاب "غنیۃ الطالبین" اور "فُتوح الغَیب" آپ ہی کی تصنیفات ہیں"۔

الغرض ڈاکٹر سعید مسفر قحطانی جیسے محقِق نے، شیخ محمد بن یحیی تادِفی پر اتنا بڑا اِفتراء باندھا کر غلط بیانی کیوں کی؟ یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے!۔

الفتح الرَبّاني والفَيض الرَحماني

اس کتاب میں پیرانِ پیر دستگیر کے باسٹھ ۶۲ مَواعِظ وملفوظات ہیں، اس کے متعدّد اردو تراجم شائع ہو چکے ہیں، یہ سیّدنا غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالی کی مستقل تصنیف ہے یا نہیں؟ اس بارے میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے:

ملّا علی قاری[2]، شیخ اسماعیل بن محمد امین بغدادی (صاحبِ "إيضاح المكنون")[3]

---

(۱) انظر: "قلائد الجواهر" صـ۷.

(۲) انظر: "نزهة الخاطر الفاتر" صـ۲۱.

(۳) انظر: "إيضاح المكنون" الفتح الرَبّاني، ٤/ ١٦٣.

خیر الدِین زِرکلی[۱]، عمر رضا کحالہ[۲]، ڈاکٹر جمال الدِین فالح گیلانی[۳]، ڈاکٹر سعید مسفر قحطانی[۴]، ڈاکٹر عبد اللہ بن محمد بن احمد طریقی[۵] اور شیخ یونس ابراہیم سامرّائی نے "الفتح الربّاني" کو شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کی تصنیف قرار دیا ہے[۶]۔

ڈاکٹر سعید مسفر قحطانی نے یہ بھی لکھا کہ "جب کتاب "الفتح الربّاني" کے عموم کا مُوازنہ آپ (شیخ عبد القادر جیلانی) کی دونوں مذکورہ کتابوں ("غنیۃ الطالبین" اور "فُتوح الغیب") سے کیا جائے، تو ہم سمجھ سکتے ہیں کہ یہ اُسلوب اور دَر پیش مَوضوعات ومضامین بڑی حد تک اُن کے مُشابہ ہیں، خصوصاً کتاب "فُتوح الغیب" کے"[۷]۔

جبکہ ڈاکٹر یوسف محمد طہ زیدان[۸] اور ڈاکٹر عبد الرزّاق گیلانی نے "الفتح الرَبّاني والفَیض الرحماني" کے بارے میں لکھا، کہ اسے شیخ عفیف الدِین بن مبارک نے مرتَّب کیا ہے[۹]۔

---

(۱) انظر: "الأعلام" عبد القادر الجيلاني، ٤/ ٤٧.
(۲) "معجم المؤلِّفين" باب العين، ٥/ ٣٠٧.
(۳) انظر: "جغرافية الباز الأشهَب" مؤلَّفات الشيخ، صـ٤٦.
(٤) انظر: "الشيخ عبد القادر الجيلاني وآراؤه الاعتقاديّة والصوفيّة" الباب ١، الفصل ٤: مؤلَّفاته ومكانته العلمية، صـ٥٦، ٥٧.
(٥) انظر: "معجم مصنَّفات الحنابلة" عبد القادر الجيلاني، ٢/ ٢٤٠.
(٦) انظر: "الشيخ عبد القادر الكيلاني - حياته وآثاره" مؤلَّفاته، صـ١٦.
(٧) المرجع نفسه.
(٨) انظر: "عبد القادر الجيلاني بازُ الله الأشهَب" الفتح الربّاني والفيض الرحماني، صـ٩٢.
(٩) انظر: "الشيخ عبد القادر الجيلاني الإمام الزاهد القُدوة" الفصل ٨، كتب الشيخ عبد القادر ...إلخ، صـ ٣٢٢.

القصيدة الغَوثيّة

یہ قصیدہ سیّدنا غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا تحریر کردہ ہے، عوام اسے "قصیدۂ غوثیہ" اور خوّاص "قصیدہ خَمریّہ" سے بھی جانتے ہیں۔ بعض لوگ اس قصیدے کی نسبت قُطبِ ربّانی شیخ عبد القادر جیلانی کی طرف کرنے پر معترِض تھے، ان کے شکوک وشُبہات دُور کرنے کے لیے امام اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک رسالہ "الزَمزَمة القُمريّة في الذَّبّ عن الخَمريّة" تحریر کیا اور فرمایا کہ "طریقۂ قادریّہ کے امام (سیّدنا غوثِ اعظم) کی طرف "قصیدۂ مبارکہ لَامیّہ خَمریّہ غوثیہ" کی نسبت بے شک شُہرت واِستفاضہ رکھتی ہے، مدّت سے مشایخ اس کا وظیفہ کرتے ہیں، اور اجازتیں دیتے ہیں، اور ہزاروں خاص وعام اِسی نسبتِ جلیلہ سے اس کا نام لیتے ہیں"(۱)۔

حکیم محمد موسیٰ اَمرتسری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "الجواهر المضيَّة في شرح القصيدة الغَوثيّة" کے مقدّمہ میں قصیدۂ غوثیہ کی اٹھارہ ۱۸ شُروح اور تراجم کا تفصیلی ذکر کیا ہے(۲)۔ اگر اس قصیدے کی نسبت میں کوئی شک وشبہ ہوتا، تو اِس کی اتنی کثیر شُروح اور تراجم شاید نہ لکھے جاتے!۔

مولانا عبد المالک کھوڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ "قصیدہ غَوثیہ "علی التواتُر حضرت شیخ محی الدِین ابو محمد عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے منسوب ہے، تمام ممالک میں

---

(۱) انظر: "الزَمزَمة القُمريّة في الذَّبّ عن الخَمريّة" صـ۲۲. "فیوضِ غوثِ یزدانی" تقدیم، قصیدۂ غوثیہ، صـ۶۱۔

(۲) انظر: "الجواهر المضيَّة في شرح القصيدة الغَوثية" المقدّمة، صـ۳۰- ۳۶. "فیوضِ غوثِ یزدانی" تقدیم، قصیدۂ غوثیہ، صـ۶۲، ۶۳، ملخصاً۔

مسلمانانِ عقیدت منداس کا وظیفہ کرتے ہیں، اور میں نے عربوں کو بھی دیکھا ہے کہ وہ حلقۂ تلقین[۱] میں اس کے وِرد سے محظوظ ہوتے ہیں"[۲]۔

مولانا محمد داوٗد فارُوقی نقشبندی مجدّدی لکھتے ہیں کہ "بعض لوگ اپنی کم فہمی اور خود پرستی کے سبب اس قصیدہ کو، حضرت غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کرتے، جو سراسر غلط ہے"[۳]۔

چند سُطور کے بعد مزید لکھتے ہیں کہ "اب "قصیدۂ غوثیہ" کو ہی لے لیجیے، نہ اس کی اِنشاء پردازی میں کسی قسم کی نَحوی اور عَروضِی غلطی ہے، اور نہ ہی اس کے مَطالب مصنّف کے عقائد کے بَرخلاف ہیں۔ دوسرا یہ کہ سینکڑوں سال سے بروایاتِ متواترہ یہ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف ثابت ہے۔ یہ قصیدہ اَب بھی بغداد شریف اور عرب کی بعض مجالس میں بطور وظیفہ پڑھا جاتا ہے، اگر اس کی عربی یا مضامین کی نسبت میں کچھ شک ہوتا، تو اِس کی اس قدر شہرت قائم نہ رہتی! لہذا اِس قدیمی شہرت اور تواتُر کا انکار، ایک ایسا انکار ہے جو ہر طرح سے باطل ہے! اگر ہم تواتُر اور شہرت کے ثبوت کو نظر انداز کردیں، تو پھر ہم ایسی کتابوں کو، جن میں مصنّفِین نے اپنا نام نہیں لکھا، یہ ثابت نہیں کرسکتے کہ یہ اُس (فُلاں) مُصنّف کی تصنیف ہے"[۴]۔

---

(۱) یعنی وعظ و نصیحت کی مجلس۔

(۲) انظر: "الجواهر المضيَّة" المقالة ۹، صـ۶۵. "فیوضِ غوثِ یزدانی" تقدیم، قصیدۂ غوثیہ، صـ۶۳۔

(۳) دیکھیے: "سیرتِ غوث اعظم" قصیدہ غوثیہ، صـ۲۰۴۔

(۴) ایضاً، صـ۲۰۵، ۲۰۶، ملتقطاً۔

مِعْراج لَطِيف المعَاني

حاجی خلیفہ[۱]، پروفیسر ڈاکٹر محمد حسین آزاد[۲] اور ڈاکٹر جمال الدین فالح گیلانی نے کتاب "مِعْراج لَطِيْف المعَاني" کو سیّدنا غوثِ اعظم جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تصنیفات میں شمار کیا ہے[۳]۔

تحفة المتقين وسبيل العارفين

شیخ اسماعیل بن محمد امین بغدادی[۴]، پروفیسر ڈاکٹر محمد حسین آزاد[۵]، ڈاکٹر جمال الدین فالح گیلانی[۶] اور ڈاکٹر عبد اللہ بن محمد بن احمد طریقی نے کتاب "تحفة المتقين وسبيل العارفين" کو سیّدنا غوثِ اعظم جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تصنیفات میں شمار کیا ہے[۷]۔

---

(١) انظر: "هدية العارفين" عبد القادر ابن أبي صالح موسى جنكى دوست، ١/ ٥٩٧.

(۲) دیکھیے: "سیّدنا عبد الرزّاق ابن شیخ عبد القادر جیلانی کی صُلبی اَولاد کی علمی، دینی وسیاسی خدمات کا تحقیقی جائزہ" علمی خدمات، معراج لطيف المعاني، ص۱۵۴۔

(٣) انظر: "جغرافية الباز الأشهَب" مؤلَّفات الشيخ، صـ٤٧.

(٤) انظر: "إيضاح المكنون" تحفة المتقين وسبيل العارفين، ٣/ ٢٥٧. "هدية العارفين" عبد القادر ابن أبي صالح موسى جنكى دوست، ١/ ٥٩٦.

(۵) دیکھیے: "سیّدنا عبد الرزّاق ابن شیخ عبد القادر جیلانی کی صُلبی اَولاد کی علمی، دینی وسیاسی خدمات کا تحقیقی جائزہ" علمی خدمات، تحفة المتقين، ص۱۵۴۔

(٦) انظر: "جغرافية الباز الأشهَب" مؤلَّفات الشيخ، صـ٤٦.

(٧) انظر: "معجم مصنَّفات الحنابلة" عبد القادر الجيلاني، ٢/ ٢٤٠.

حِزب الرَّجاء والانتهاء

اس کتاب "حزب الرَجاء والانتهاء" کو حاجی خلیفہ[(۱)]، شیخ اسماعیل بن محمد امین بغدادی[(۲)]، پروفیسر ڈاکٹر محمد حسین آزاد[(۳)]، ڈاکٹر جمال الدِین فالح گیلانی[(۴)] اور ڈاکٹر عبد اللہ بن محمد بن احمد طریقی نے، سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف تسلیم کیا ہے[(۵)]۔

بقول پروفیسر ڈاکٹر محمد حسین آزاد: "۱۰۶۴ھ میں یہ کتاب قسطنطینیہ (استنبول) کی لائبریریوں میں مَوجود تھی، لیکن آج کل نایاب ہے"[(۶)]۔

الرسالة الغَوثيّة

حاجی خلیفہ[(۷)]، شیخ اسماعیل بن محمد امین بغدادی[(۸)]، پروفیسر ڈاکٹر محمد حسین آزاد[(۹)]،

---

(۱) انظر: "كشف الظنون" حزب الرجاء، والانتهاء، ۱/ ٦٦٤.

(۲) انظر: "هدية العارفين" عبد القادر ابن أبي صالح موسى جنكى دوست، ۱/ ٥٩٦.

(۳) دیکھیے: "سیّدنا عبد الرزّاق ابن شیخ عبد القادر جیلانی کی صُلبی اَولاد کی علمی، دینی وسیاسی خدمات کا تحقیقی جائزہ" علمی خدمات، حزب الرجاء، ص۱۵۴۔

(٤) انظر: "جغرافية الباز الأشهَب" مؤلَّفات الشيخ، صـ٤٦.

(٥) انظر: "معجم مصنَّفات الحنابلة" عبد القادر الجيلاني، ۲/ ۲٤۱.

(٦) دیکھیے: "سیّدنا عبد الرزّاق ابن شیخ عبد القادر جیلانی کی صُلبی اَولاد کی علمی، دینی وسیاسی خدمات کا تحقیقی جائزہ" علمی خدمات، حزب الرجاء، ص۱۵۴۔

(۷) انظر: "كشف الظنون" الرِسالَة الغوثيّة، ۲/ ۸۷۹.

(۸) انظر: "هدية العارفين" عبد القادر ابن أبي صالح موسى جنكى دوست، ۱/ ٥٩٦.

(۹) دیکھیے: "سیّدنا عبد الرزّاق ابن شیخ عبد القادر جیلانی کی صلبی اَولاد کی علمی، دینی وسیاسی خدمات کا تحقیقی جائزہ" علمی خدمات، الرِسالَة الغوثية، ص۱۵۸۔

ڈاکٹر جمال الدِین فالح گیلانی[۱] اور ڈاکٹر عبد اللہ بن محمد بن احمد طریقی نے "الرسالة الغَوثيّة" کو سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیف قرار دیا ہے[۲]۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد حسین آزاد نے مزید لکھا ہے کہ "رسالۂ غوثیہ" کا قلمی نسخہ (عربي وفارسی) "احمدیہ سعیدیہ خانقاہ شریف" موسیٰ زئی، ڈیرہ اسماعیل خان (پاکستان) کی لائبریری میں بھی موجود ہے۔ یہ رسالہ "مطبع نَولکشور" (ہندوستان) سے شائع ہوا، اس کے متعدّد اردو تراجم چھپ چکے ہیں۔ "رسالۂ غوثیہ" کی شرح ۷۵۰ھ میں سیّد گیسودراز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "جواہر العُشّاق" کے نام سے دہلی (ہندوستان) میں تحریر کی، اس کے بعد اس کی کئی شُروح لکھی گئیں، اور آج تک لکھی جارہی ہیں"[۳]۔

الفُيوضات الرَبّانية في الأوراد القادريّة

کتاب "الفُيوضات الرَبّانية في الأوراد القادريّة" سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیف ہے یا نہیں؟ اس بارے میں علماء و محققین کا اختلاف ہے۔ شیخ اسماعیل بن محمد امین بغدادی[۴]، خیر الدِین زِرکلی[۵] اور ڈاکٹر عبد اللہ بن محمد بن احمد طریقی نے، اسے سیّدنا غوث اعظم کی تصنیفات میں شمار کیا ہے[۶]۔

---

(١) انظر: "جغرافية الباز الأشهَب" مؤلَّفات الشيخ، صـ٤٧.

(٢) انظر: "معجم مصنَّفات الحنابلة" عبد القادر الجيلاني، ٢/ ٢٤١.

(۳) دیکھیے: "سیّدنا عبد الرزّاق ابن شیخ عبد القادر جیلانی کی صلبی اَولاد کی علمی، دینی وسیاسی خدمات کا تحقیقی جائزہ" علمی خدمات، الرِسالَة الغوثية، ص۱۵۸۔

(٤) انظر: "هدية العارفين" عبد القادر ابن أبي صالح موسى جنكى دوست، ١/ ٥٩٦.

(٥) انظر: "الأعلام" عبد القادر الجيلاني، ٤/ ٤٧.

(٦) انظر: "معجم مصنَّفات الحنابلة" عبد القادر الجيلاني، ٢/ ٢٤٠.

پروفیسر ڈاکٹر محمد حسین آزاد[1] اور ڈاکٹر یوسف محمد طہ زیدان نے اس کتاب کو، شیخ اسماعیل بن محمد سعید قادری کی تالیف قرار دیا ہے[2]۔

جبکہ ڈاکٹر جمال الدین فالح گیلانی نے اپنی کتاب "جغرافيّة الباز الأشهَب" میں "الفيوضات الربّانية" کو شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے غلط طَور پر منسوب کتب میں شمار کیا ہے[3]۔

الكبريت الأحمَر في الصّلاةِ على النَّبِي ﷺ

شیخ اسماعیل بن محمد امین بغدادی[4] اور ڈاکٹر عبد اللہ بن محمد بن احمد طریقی نے "الكبريت الأحمر في الصّلاة على النَّبِي ﷺ" کو پیرانِ پیر دستگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیفات میں شمار کیا ہے[5]۔

علّامہ عبد النبی کوکب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک "بشائر الخيرات" کا دوسرا نام "الكبريت الأحمر في الصّلاة على النَّبِي ﷺ" ہے، اس کا قلمی نسخہ گڑھی شریف، ضلع کیمبل پور (مَوجودہ اٹک شہر، پاکستان) میں موجود ہے[6]۔

---

(۱) دیکھیے: "سیّدنا عبد الرزّاق ابن شیخ عبد القادر جیلانی کی صلبی اَولاد کی علمی، دینی وسیاسی خدمات کا تحقیقی جائزہ" علمی خدمات، الفيوضات الربانية، ص۱۵۷۔

(۲) انظر: "عبد القادر الجيلاني بازُ الله الأشهَب" الفُيوضات الربّانية، صـ۱۰۳.

(۳) انظر: "جغرافية الباز الأشهَب" مؤلَّفات الشيخ، صـ۴۷.

(٤) انظر: "هدية العارفين" عبد القادر ابن أبي صالح موسى جنكى دوست، ۱/ ۵۹٦.

(۵) انظر: "معجم مصنَّفات الحنابلة" عبد القادر الجيلاني، ۲/ ۲٤۲.

(٦) دیکھیے: "سیّدنا عبد الرزّاق ابن شیخ عبد القادر جیلانی کی صُلبی اَولاد کی علمی، دینی وسیاسی خدمات کا تحقیقی جائزہ" علمی خدمات، الكبريت الأحمر فِي الصلاة على النَّبِي، ص۱۵۹۔

مَراتِب الوُجود

شیخ اسماعیل بن محمد امین بغدادی[(۱)]، پروفیسر ڈاکٹر محمد حسین آزاد[(۲)] اور ڈاکٹر عبداللہ بن محمد بن احمد طریقی نے کتاب "مَراتِب الوُجود" کو سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تصنیف کے طَور پر ذکر کیا ہے[(۳)]۔

یَواقِیت الحِکم

کتاب "یواقیت الحِکم" کو حاجی خلیفہ[(۴)]، شیخ اسماعیل بن محمد امین بغدادی[(۵)]، ڈاکٹر جمال الدِین فالح گیلانی[(۶)]، ڈاکٹر عبداللہ بن محمد بن احمد طریقی[(۷)] اور شیخ یونس ابراہیم سامرّائی نے، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تصنیفات میں شمار کیا ہے[(۸)]۔

جِلاء الخاطِر في الباطن والظاهر

ملّا علی قاری[(۹)]، عمر رضا کحالہ[(۱۰)]، ڈاکٹر جمال الدِین فالح گیلانی[(۱۱)]، ڈاکٹر

---

(۱) انظر: "هدية العارفين" عبد القادر ابن أبي صالح موسى جنكى دوست، ۱/ ۵۹۶.

(۲) دیکھیے: "سیّدنا عبدالرزّاق ابن شیخ عبدالقادر جیلانی کی صُلبی اَولاد کی علمی، دینی وسیاسی خدمات کا تحقیقی جائزہ" علمی خدمات، جلاء الخاطر، ص۱۵۶۔

(۳) انظر: "معجم مصنَّفات الحنابلة" عبد القادر الجيلاني، ۲/ ۲۴۲.

(٤) انظر: "كشف الظنون" يواقيت الحِكم، ۲/ ۲۰۵۳.

(٥) انظر: "هدية العارفين" عبد القادر ابن أبي صالح موسى جنكى دوست، ۱/ ۵۹۶.

(٦) انظر: "جغرافية الباز الأشهَب" مؤلَّفات الشيخ، صـ٤٧.

(٧) انظر: "معجم مصنَّفات الحنابلة" عبد القادر الجيلاني، ۲/ ۲٤۱.

(٨) انظر: "الشيخ عبد القادر الكيلاني - حياته وآثاره" مؤلَّفاته، صـ١٧.

(٩) انظر: "نزهة الخاطر الفاتر" صـ٢١.

(١٠) "معجم المؤلِّفين" باب العين، ٥/ ٣٠٧.

(١١) انظر: "جغرافية الباز الأشهَب" مؤلَّفات الشيخ، صـ٤٦.

عبد اللہ بن محمد بن احمد طریقی[۱] اور شیخ یونس ابراہیم سامرّائی نے "جلاء الخاطِر "کو حضرت قُطب ِربّانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیفات میں شمار کیا ہے[۲]۔

جبکہ پروفیسر ڈاکٹر محمد حسین آزاد اس کتاب کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "یہ آپ (شیخ عبد القادر جیلانی) کے ملفوظات ہیں، جنہیں آپ کے صاحبزادے سیّد عبد الرزاق نے مرتَّب فرمایا ہے[۳]۔

آداب السُلوك والتوصُّل إلى مَنازِل المُلوك

عمر رضا کحالہ[۴]، ڈاکٹر جمال الدِین فالح گیلانی[۵] اور ڈاکٹر عبد اللہ بن محمد بن احمد طریقی نے "آداب السُلوك والتوصُل إلى مَنازِل الملوك"کو سیّدنا غَوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیفات میں شمار کیا ہے[۶]۔

سِرّ الأسرار ومَظهر الأنوار فيما يحتاج إليه الأبرار

عمر رضا کحالہ[۷]، ڈاکٹر جمال الدِین فالح گیلانی[۸]، ڈاکٹر عبد اللہ بن محمد بن احمد

---

(١) انظر: "معجم مصنَّفات الحنابلة" عبد القادر الجيلاني، ٢/ ٢٤٢.

(٢) انظر: "الشيخ عبد القادر الكيلاني - حياته وآثاره" مؤلَّفاته، صـ١٧.

(۳) دیکھیے: "سیّدنا عبد الرزّاق ابن شیخ عبد القادر جیلانی کی صُلبی اَولاد کی علمی، دینی وسیاسی خدمات کا تحقیقی جائزہ" علمی خدمات، مَراتِب الوُجود، ص۱۵۵۔

(٤) "معجم المؤلِّفين" باب العين، ٥/ ٣٠٧.

(٥) انظر: "جغرافية الباز الأشهَب" مؤلَّفات الشيخ، صـ٤٦.

(٦) انظر: "معجم مصنَّفات الحنابلة" عبد القادر الجيلاني، ٢/ ٢٤٢.

(٧) "معجم المؤلِّفين" باب العين، ٥/ ٣٠٧.

(٨) انظر: "جغرافية الباز الأشهَب" مؤلَّفات الشيخ، صـ٤٧.

طریقی(۱) اور شیخ یونس ابراہیم سامرّائی نے "سِرّ الأسرار" کو سیّدنا غَوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیفات میں شمار کیا ہے(۲)۔

جَواهِر الرَحمن

شیخ اسماعیل بن محمد امین بغدادی(۳) اور ڈاکٹر عبد اللہ بن محمد بن احمد طریقی نے "جَواهر الرَحمن" کو امامِ حنابلہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیفات میں سے ذکر کیا ہے(۴)۔

تفسير القرآن الكريم (تفسير الجيلاني)

ڈاکٹر جمال الدِین فالح گیلانی(۵)، شیخ یونس ابراہیم سامرّائی(۶) اور ڈاکٹر سیّد محمد فاضل بن محمد فالق گیلانی کے مطابق، یہ تفسیر سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیف ہے(۷)۔

ڈاکٹر سیّد محمد فاضل بن محمد فالق گیلانی نے اس تفسیر کو "تفسير الجيلاني" کے نام سے، پہلی بار چھ ۶ جلدوں میں طبع کرایا۔ اس تفسیر کے تین ۳ اردو ترجمے ہو چکے ہیں، جن میں ایک ترجمہ "تفسیر الجیلانی" (مطبوعہ: مکتبہ مصباح القرآن، ساہیوال) کے نام سے مفتی عبد الرسول منصور ازہری، اور دوسرا ترجمہ بھی "تفسیر

---

(۱) انظر: "معجم مصنَّفات الحنابلة" عبد القادر الجيلاني، ۲/ ۲٤۳.

(۲) انظر: "الشيخ عبد القادر الكيلاني - حياته وآثاره" مؤلَّفاته، صـ ۱۷.

(۳) انظر: "إيضاح المكنون" جواهر الرحمن، ۳/ ۳۷٦.

(٤) انظر: "معجم مصنَّفات الحنابلة" عبد القادر الجيلاني، ۲/ ۲٤۲.

(٥) انظر: "جغرافية الباز الأشهَب" مؤلَّفات الشيخ، صـ٤۷.

(٦) انظر: "الشيخ عبد القادر الكيلاني - حياته وآثاره" مؤلَّفاته، صـ ۱٦.

(۷) "عربی مولود ناموں کی تاریخ" ۸۴- البُلبُل الصاوي بمولد الهادي، ص۱۴۶۔

الجیلانی" (مطبوعہ: امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف) کے نام سے سیّد شَفاعت رسول قادری صاحب نے کیا ہے[۱]، جبکہ تیسرا ترجمہ مولانا محمد شرف الدین قادری اشرفی صاحب نے کیا ہے، جسے اکبر بُک سیلرز (Akbar Book Sellers) لاہور نے "تفسیرِ غوثِ جیلانی" کے نام سے شائع کیا ہے[۲]۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد حسین آزاد لکھتے ہیں کہ "قرآن پاک کی نایاب تفسیر جو کہ آپ (شیخ عبد القادر جیلانی) کے نام سے منسوب ہے، جُمہور علماء نے اس کا ذکر کیا ہے، دو ۲ جلدوں میں ہے، عبد الجلال کے بقول اس تفسیر کا ایک قلمی نسخہ "مکتبة العامّة" دِمشق (Damascus) میں موجود ہے، جبکہ اس تفسیر کا ایک اَور قلمی نسخہ اسپین (Spain) کی لائبریری میں بھی پایا جاتا ہے"[۳]۔

جبکہ ڈاکٹر یوسف محمد طه زیدان نے اپنی کتاب "عبد القادر الجيلاني باز الله الأشهَب" میں "تفسير القرآن الكريم" کو سیّدنا غوث پاک شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف، غلط طَور پر منسوب تصنیف قرار دیا ہے، اور کہا ہے کہ "امام جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی دیگر تصنیفات میں اس تفسیر کے بارے میں کہیں سرسری طَور پر بھی ذکر نہیں کیا"[۴]۔

---

(۱) ایضاً۔

(۲) "تفسیرِ غوثِ جیلانی" سرِ وَرق۔

(۳) دیکھیے: "سیّدنا عبد الرزّاق ابن شیخ عبد القادر جیلانی کی صُلبی اَولاد کی علمی، دینی وسیاسی خدمات کا تحقیقی جائزہ" علمی خدمات، تفسیر القرآن، صـ۱۵۹۔

(٤) انظر: "عبد القادر الجيلاني بازُ الله الأشهَب" تفسير القرآن، صـ۱۰۳.

رسالة في الأسماء العظيمة للطريق إلى الله

ڈاکٹر جمال الدِین فالح گیلانی[1] اور ڈاکٹر عبد اللہ بن محمد بن احمد طریقی نے "رسالة في الأسماء العظيمة للطريق إلى الله" کو سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیفات میں شمار کیا ہے[2]۔

الطريق إلى الله

پروفیسر ڈاکٹر محمد حسین آزاد[3] اور ڈاکٹر جمال الدِین فالح گیلانی نے "الطريق إلى الله" کو سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیف کے طَور پر ذکر کیا ہے[4]۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد حسین آزاد لکھتے ہیں کہ "محمد غسّان نصوح عزقول نے اس کتاب کی جو تحقیق کی ہے، اُس کا خطی نسخہ "دار الکتب الظاہریہ" دِمشق سے حاصل کیا گیا ہے[5]، اس تحقیق میں مخطوط کے آخری صفحہ کا عکس، جس پر مصنِّف کا نام موجود ہے، چھاپا گیا ہے"[6]۔

---

(١) انظر: "جغرافية الباز الأشهَب" مؤلّفات الشيخ، صـ ٤٧.

(٢) انظر: "معجم مصنَّفات الحنابلة" عبد القادر الجيلاني، ٢/ ٢٤٣.

(٣) "سیّدنا عبد الرزّاق ابن شیخ عبد القادر جیلانی کی صُلبی اَولاد کی علمی، دینی وسیاسی خدمات کا تحقیقی جائزہ" علمی خدمات، الطریق إلی اللہ، ص۱۵۹، ۱۶۰۔

(٤) انظر: "معجم مصنَّفات الحنابلة" عبد القادر الجيلاني، ٢/ ٢٤٣.

(٥) "سیّدنا عبد الرزّاق ابن شیخ عبد القادر جیلانی کی صُلبی اَولاد کی علمی، دینی وسیاسی خدمات کا تحقیقی جائزہ" علمی خدمات، الطریق إلی اللہ، ص۱۵۹، ۱۶۰۔

(٦) انظر: "الطريق إلى الله، للشيخ عبد القادر الجيلاني، صـ ٢٦.

حِزب بشائر الخيرات

ڈاکٹر جمال الدِین فالح گیلانی[۱] اور شیخ یونس ابراہیم سامرّائی نے "حزب بشائر الخيرات" کو شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیفات میں شمار کیا ہے[۲]۔

المواهِب الرحمانيّة

ڈاکٹر جمال الدِین فالح گیلانی[۳] اور شیخ یونس ابراہیم سامرّائی نے "المواهِب الرحمانيّة" کو شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیفات میں شمار کیا ہے[۴]۔

تنبيه الغَبي إلى رؤية النّبي ﷺ

ڈاکٹر جمال الدِین فالح گیلانی[۵] اور شیخ یونس ابراہیم سامرّائی نے "تنبيه الغَبي إلى رؤية النّبي ﷺ" کو سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیفات میں شمار کیا ہے[۶]۔

رَدّ الرافضة

شیخ یونس ابراہیم سامرّائی نے اپنی کتاب "الشيخ عبد القادر الكيلاني – حياتُه وآثارُه" میں "رَدّ الرافضة" کو شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تالیف قرار دیا ہے[۷]۔

(۱) انظر: "جغرافية الباز الأشهَب" مؤلّفات الشيخ، صـ٤٧.
(۲) انظر: "الشيخ عبد القادر الكيلاني – حياته وآثاره" مؤلّفاته، صـ١٧.
(۳) انظر: "جغرافية الباز الأشهَب" مؤلّفات الشيخ، صـ٤٧.
(٤) انظر: "الشيخ عبد القادر الكيلاني – حياته وآثاره" مؤلّفاته، صـ١٦.
(٥) انظر: "جغرافية الباز الأشهَب" مؤلّفات الشيخ، صـ٤٧.
(٦) انظر: "الشيخ عبد القادر الكيلاني – حياته وآثاره" مؤلّفاته، صـ١٦.
(٧) المرجع نفسه، صـ١٧.

باب ۹

سیرتِ غوثِ اعظم سے متعلق چند کتب

سیّد الاَولیاء، امام الاَصفیاء، قُطب الاَقطاب، تاج الاَوتاد، مَرجع الاَبدال، غوثِ اعظم، غوث الثقلین، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی سیرتِ طیّبہ پر متعدّد کتابیں تحریر کی گئیں ہیں۔ ان میں سے چند مشہور کتب اور اُن کے مصنّفین کا تعارُف حسبِ ذیل ہے:

(۱) بهجة الأسرار ومَعدَن الأنوار

سیّد الاَسیاد، حضرت قُطبِ عالَم، سیّد ابو محمد عبد القادر جیلانی حسنی حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی سیرتِ مبارکہ پر جتنی بھی کتب تحریر کی گئیں ہیں، اُن میں "بہجۃ الاَسرار ومَعدِن الاَنوار" سب سے مستند ترین کتاب ہے۔ یہ کتاب امامِ اجلّ عارِف باللہ سیّدنا امام ابوالحسن نور الدِین علی بن جریر لخمی شَطنوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تصنیف ہے۔ اس کتاب کے بارے میں امام اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے رسالہ "طَردُ الأفاعي عن حِمَى هادٍ رَفعَ الرِّفاعي"[1] میں فرماتے ہیں کہ "امام عمر بن عبد الوہّاب عرضی حلبی نے اپنے نسخہ میں کتابِ مبارکہ "بہجۃ الاَسرار شریف" پر لکھا: "قد تتبّعتُها فلم أجِد فيها نقلاً، إلّا وله فيه متابعُون، وغالب ما أورده فيها نقلَه اليافعيُّ في "أسنَى المَفاخِر" وفي "نشر المَحاسِن" و"رَوض

(۱) "فتاوی رضویہ" کتاب المناقب والفضائل، رسالہ "طَردُ الأفاعي عن حِمَى هادٍ رَفعَ الرِّفاعي" ۱۹/۴۷۹۔

الرّياحين"(١) وشمس الدِّين الزَّكى الحلَبي أيضاً في "كتاب الأشراف". وأعظم شيءٍ نقل عنه: أنّه أحيَى الموتَى كإحيائه الدّجاجةَ. ولعمري! إنّ هذه القصّةَ نقلَها تاجُ الدِّين السُّبكي، ونقل أيضاً عن ابن الرّفاعي وغيره. وأنّى لغبي جاهل حاسِد -ضيّعَ عمرَه في فهم ما في السُّطور، وقنع بذلك عن تزكية النّفس وإقبالها على الله ﷻ- أن يفهمَ ما يُعطي اللهُ ﷻ أولياءَه من التصريف في الدنيا والآخِرة، ولهذا قال الجنيدُ: التصديقُ بطريقتنا ولايةٌ"(٢).

یعنی "بے شک میں نے اس کتاب "بَہجۃ الاَسرار شریف" کو اوّل تا آخر جانچا، تو اس میں کوئی روایت ایسی نہ پائی جسے دیگر متعدّد اصحاب نے روایت نہ کیا ہو، اور اس کی اکثر روایتیں امام یافعی نے "اَسنَی المفاخر" و "نشر المحاسن" و "رَوض الریاحین" میں نقل کیں، یونہی شمس الدِین زَکی حلَبی نے "کتاب الاَشراف" میں۔ اور سب سے بڑی چیز جو "بہجہ شریفہ" میں نقل کی، حضور کا مُردے جِلانا ہے، جیسے وہ مرغ زندہ فرما دیا۔ اور مجھے اپنی جان کی قسم! یہ روایت امام تاج الدِین سُبکی نے بھی نقل کی، اور یہ کرامت ابن الرفاعی (شیخ احمد بن ابوالحسن رِفاعی) وغیرہ اَولیاء سے بھی منقول ہوئی، اور کہاں یہ منصب کسی غبی جاہل حاسِد کو -جس نے اپنی عمر تحریرِ سُطور (عبارتوں) کے سمجھنے میں کھوئی، اور تزکیۂ نفس و توجہ اِلی اللہ چھوڑ کر اِسی پر بس کی- کہ اسے سمجھ سکے! جو

---

(١) يريد تكملتَه. منه [أي: من الإمام أحمد رضا] غُفر له.

(٢) انظر: "كشف الظنون" ١/ ٢٤٥، نقلاً عن عمر بن عبد الوهّاب العرضي الحلَبى، في ظهر نسخةٍ من نُسخ "البهجة".

کچھ تصرُفوں کی قدرت، اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے محبوبوں کو دنیا و آخرت میں عطا فرماتا ہے! اسی لیے سیّدنا جنید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ہمارے طریقے کا سچ ماننا بھی ولایت ہے!"۔

اقول: بحمد اللہ تعالی! یہ تصدیق ہے امام مصنِّف کے اس ارشاد کی، کہ خطبہٴ "بَہجہ کریمہ" میں فرمایا کہ "لخّصتُه كتاباً مفرَداً مرفوعَ الأسانيد، معتمِداً فيها على الصحّة دون الشُّذوذ". یعنی "میں نے اسے کتاب یکتا کرکے مہذّب ومنقّح فرمایا، اور اس کی سندیں منتہی تک پہنچائیں، جن میں خاص اس صحت پر اعتماد کیا کہ شُذوذ سے منزَّہ ہو"۔ یعنی خالص صحیح ومشہور روایات لیں، جن میں نہ ضعیف ہے نہ غریب وشاذّ، والحمد للہ ربّ العالمین!"[1]۔

امامِ اجَلّ شمس الملّۃ والدِین، ابو الخیر ابن الجزری مصنّفِ "حصن حصین" نے یہ کتابِ مستطاب حضرت شیخ محی الدین عبد القادر حنفی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے پڑھی، اور حدیث کی طرح اس کی سند حاصل کی، اور علّامہ عمر بن عبد الوہّاب حلَبی نے اس کی روایات معتمَد ہونے کی تصریح کی، اور حضرت شیخ محقِق محدِّث دہلوی نے "زُبدۃ الآثار شریف" میں فرمایا کہ "ایں کتاب "بَہجۃ الاَسرار" کتابے عظیم وشریف ومشہور است"[2] "یہ کتاب "بہجۃ الاَسرار" ایک عظیم شریف اور مشہور کتاب ہے"۔

صاحبِ "بَہجۃ الاَسرار" امام علی شَطنوفی کا علمی مقام ومرتبہ

امامِ جلیل ابو الحسن علی شَطنوفی صرف دو ۲ واسطوں سے، سرکارِ غَوثیت کے مستفیضینِ بارگاہ میں سے ہیں:

---

(۱) "فتاوی رضویہ" کتاب المناقب والفضائل، رسالہ "طَردُ الأفاعي" ۱۹/۴۸۷، ۴۸۸۔

(۲) "زُبدۃ الآثار" صـ۲، ۳۔

❋ اِن کو محدِّث جلیل القدر ابو بکر محمد ابنِ امام حافظ تقی الدّین انماطی سے تلمذ ہے، اِن کو امامِ اجَلّ شہیر، علّامہ مُوفَّق الدین ابنِ قُدامہ مَقدسی سے، اِن کو حضور قُطب الاَقطاب، غَوث الاَغواث، غوث الثقلین، غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

❋ نیز اِن کو امام قاضی القُضاۃ محمد ابنِ امام ابراہیم بن عبد الواحد مَقدسی سے، ان کو امام ابو القاسم ہبۃ اللہ بن منصور نقیب السادات سے، ان کو حضور سیّد السادات (شیخ عبد القادر جیلانی) سے۔

❋ نیز ان کو شیخ جنید ابو محمد حسن بن علی لخمی سے، ان کو ابو العباس احمد بن علی دِمشقی سے، ان کو سرکارِ غوثیت سے۔

❋ نیز ان کو امام صفی الدِّین خلیل ابن ابی بکر مُراعی، و امام عبد الواحد بن علی بن احمد قرشی سے، ان دونوں کو امامِ اجَلّ ابو نصر موسیٰ سے، ان کو اپنے والدِ ماجد حضور سیّدنا غوثِ اعظم سے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

ان کے سوا اَور بہت طُرق سے ان امامِ جلیل ابو الحسن علی شَطنوفی کی سند حضور تک ثُنائی، یعنی صرف دو ۲ واسطوں سے ہے۔

۷۱۳ھ میں ان کا وصال شریف ہے، اکابر اَجِلّہ نے انہیں امام مانا، یہاں تک کہ امام فنِ رِجال شمس ذَہبی نے بآنکہ **اوّلاً:** ان کی نگاہ دربارۂ رِجال کس درجہ بلند و دُشوار پسند واقع ہوئی ہے!۔ **ثانیاً:** انہیں حضراتِ صوفیہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے علومِ اِلٰہیہ سے بہت کم عقیدت، بلکہ تقریبًا بالکلیہ مُجانبت ہے!۔

ثالثاً: اَشاعِرہ کے ساتھ ان کا برتاؤ معلوم ہے! خود ان کے تلمیذِ اجَلّ امام تاج الدِّین سُبکی، ابنِ امام اجَلّ برکۃ الاَنام، تقی المِلّۃ والدِین علی بن عبد الکافی قدس سرہما

نے تصریح فرمائی کہ "شيخُنا الذَّهبي إذا مرَّ بأشعَريٍّ لا يُبقِي ولا يذر"[۱] "ہمارے استاذ ذَہبی جب کسی اشعری [سُنّی] پر گزرتے ہیں، تو لگی نہیں رکھتے، کچھ باقی نہیں چھوڑتے"۔ اور امامِ اجَلّ صاحبِ "بَہجہ" اَشعری ہی ہیں۔

رابعًا: مُعاصَرت دلیلِ مُنافرت ہے، اور ذَہبی ان امامِ جلیل ابو الحسن علی شَطنوفی کے زمانے میں تھے، ان کی مجلسِ مبارک میں حاضر ہوئے ہیں۔

بایں ہمہ ان کے مدّاح ہوئے، اور اپنی کتاب "طبَقات المُقرئین" میں ان کو "الاِمام الاَوحَد" کے لفظ سے یاد فرمایا، یعنی "امامِ یکتا"۔ امام الشان ذَہبی کے یہ دو۲ لفظ تمام مدائح ومدارِجِ توثیق وتعدیل واعتماد وتعویل کو جامع ہیں، فرماتے ہیں: "علي بن يوسف بن جرير اللّخمي الشَطنوفي، الإمام الأوحَد المُقرِئ، نُور الدِّين، شيخُ القُرّاء بالدِيار المصريّة، أبو الحسن، أصلُه من الشّام، ومَولدُه بالقاهِرة، في سنة أربع وأربعين وستّمئة ٦٤٤. وتصدَّر للإقراء والتدريس بالجامع الأزهر، وقد حضرتُ مجلسَ إقرائِه واستانستُ بسمته وسُكوته"[۲].

"علی بن یوسف بن جریر لَخمی شَطنوفی امامِ یکتا، صاحبِ تعلیمِ فرقانِ حمید، تمام بلادِ مصر میں شیخ القُرّاء، ابو الحسن کنیت، ان کی اصل شام سے، اور ولادت قاہرہ میں،

---

(۱) "طبَقات الشافعيّة الكُبرى" الطبقة الأُولى، قاعدة في الجَرح والتعديل، ٢/ ١٣، ملخّصاً.

(۲) أي: في: "معرفة القُرّاء الكِبار على الطبَقات الأمصار" الطبقة ١٨، ر: ٢، صـ٣٩٦.

چھ سو چوالیس ۶۴۴ھ میں پیدا ہوئے، اور "جامع اَزہر" میں درس و تعلیم کی صدارت فرمائی۔ میں ان کی مجلسِ درس میں حاضر ہوا، اور ان کی روِش وخاموشی سے اُنس پایا"۔

امام محدِّث شیخ القُرّاء، شمس الملّۃ والدِین، ابوالخیر محمد محمد ابن الجزری رحمہ اللہ تعالی کتاب "نہاية الدِرايات في أسماء رِجال القِراءات" میں فرماتے ہیں: "علي بن يوسف بن جرير فضل بن معضاد، نور الدّين أبو الحسن اللخمي الشَطنوفي الشافعي، الأستاذ المحقِّق البارِع، شيخُ الدِيار المصريّة. وُلد بالقاهِرة سنة أربع وأربعين وستّمئة ٦٤٤، وتصدّر للإقراء بالجامع الأزهر، وتكاثَر عليه النّاسُ لأجل الفوائد والتحقيق. وبلغَني أنّه عملَ على "الشاطبيّة" شرحاً، فلو كان ظهرَ لكان مِن أجوَد شُروحها. وله تعاليقُ مفيدةٌ. قال الذَّهبي: وكان ذا عزام بالشيخ عبد القادر الجيلي رضي الله تعالى عنه، جمعَ أخبارَه ومناقبَه في ثلاثِ مجلَّدات. قلتُ: وهذا الكتابُ موجودٌ بالقاهرة بوَقف الخانقاهْ الصلاحيّة. وأخبرَني به عن مؤلِّفه: أجازَه شيخُنا الحافظُ محيِيُ الدّين عبد القادر الحنفي وغيرُه. توفّي يومَ السَبت أوانَ الظُهر، ودُفن يومَ الأحد، العشرين من ذي الحجّة، سنة ثلاثَ عشرةَ وسبعِمئةٍ ٧١٣ رحمه الله تعالى"[1].

"علی بن یوسف بن جریر بن فضل بن معضاد نُور الدین، ابوالحسن لخمی شَطنوفی شافعی، استاذ، محقِق، بارِع، یعنی ایسے جلیل فضائل والے کہ انہیں دیکھ کر آدمی حیرت

---

(١) انظر: "غاية النهاية في طبَقات القُرّاء" للجزري، باب العين، ر: ٢٣٧٣، ١/٥١٦، ٥١٧.

میں رہ جائے! تمام بلادِ مصریّہ کے شیخ، ۶۴۴ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے، اور "جامع اَزہر" میں مَسندِ دَرس پر جلوس فرمایا، اور ان کے فوائد وتحقیق کے باعث لوگوں کا ان پر ہُجوم ہوا، اور مجھے خبر پہنچی ہے کہ "شاطبیّہ مبارکہ" پر ان کی شرح ہے، اگر یہ شرح ملتی تو اس کی سب شرحوں سے بہترین شُروح میں ہوتی! ان کے حواشی فائدہ بخش ہیں۔ ذَہبی نے کہا کہ ان کو سرکارِ غوثیت سے عشق تھا، حضور کے حالات وکمالات تین ۳ مجلّد میں جمع کیے ہیں۔ میں شمس جزری کہتا ہوں کہ یہ کتاب قاہرہ میں خانقاہ حضرت صلاح الدِین -أنار الله بُرهانَه- کے وقف میں موجود ہے، ہمارے استاذ حافظ الحدیث محی الدِین عبد القادر حنفی وغیرہ استاذوں نے، ہمیں اس کتاب کی روایات کی خبر ومضامین کی اجازت دی۔ حضرت مصنّفِ کتاب ابوالحسن علی شَطنوفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا روز شنبہ وقتِ ظہر وصال ہوا، اور روزِ یکشنبہ، بستم ۲۰ ذی الحجہ ۷۱۳ھ کو دفن ہوئے"۔

امام خاتم الحفّاظ جلال الملّۃ والدِین سُیوطی رحمہ اللہ تعالی "حُسن المُحاضرة في أخبار مصر والقاهرة" میں فرماتے ہیں: "علي بن يوسف بن جرير اللخمي الشَطنوفي، الإمام الأوحَد، نور الدِّين أبو الحسن، شيخ القرّاء بالدِيار المصريّة. وُلد بالقاهِرة سنة أربع أربعين وستّمئة ٦٤٤، وتصدّر للإقراء بالجامع الأزهر، وتكاثَر عليه الطلبةُ. مات في ذي الحجّة، سنة ثلاثَ عشرَ وسبعِمئة ٧١٣"[1].

"علی بن یوسف بن جریر لخمی شَطنوفی امامِ یکتا، نور الدین ابوالحسن، دِیارِ مصر میں

---

(١) "حُسن المُحاضرة" ذكر مَن كان بمصر من أئمّة القراءات، ر: ١١٣، الجزء١، صـ٥٠٦، ملتقطاً.

شیخ القرّاء تھے، ۶۴۴ھ کو قاہرہ میں پیدا ہوئے، اور "جامع ازہر" میں مَسندِ دَرس پر جلوس فرمایا، طلبہ کا ان پر ہُجوم ہوا، ذی الحجہ ۷۱۳ھ میں انتقال فرمایا"۔

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنے رسالہ "طَردُ الأفاعي" میں فرماتے ہیں کہ "امام ابوالحسن علی نُور الدِین مصنّفِ کتابِ مستطاب "بہجۃ الاسرار" امامِ اجلّ، امامِ یکتا، محققِ بارِع، فقیہ، شیخ القُرّاء، مِن جملہ مشاہیر مشایخ وعلماء ہیں"[1]۔

(۲) خلاصة المَفاخِر في مَناقب الشيخ عبد القادر

یہ کتاب شیخ الفقہاء، فَرد العرفاء، عالمِ رَبّانی، لِوائے حکمتِ یمانی، سیّدنا امام عبد اللہ بن اسعد یافعی شافعی مکّی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی تصنیف ہے۔ اس کتاب میں امام عبد اللہ یافعی نے قُطبِ ربّانی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے متعلق دوسو ۲۰۰ سے زائد حکایات بیان فرمائی ہیں، اور کتاب کے آخر میں سیّدنا غوثِ اعظم کے مختلف اَقوال بھی نقل فرمائے ہیں۔

امام عبد اللہ بن اسعد یافعی شافعی مکّی کا تعارُف

سیّدنا امام عبد اللہ بن اسعد یافعی شافعی مکّی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی ولادتِ ۶۹۸ھ کو "عدن" (یمن) میں ہوئی، اور وہیں پرورش پائی۔ آپ محقِق، مؤرِّخ، ظاہری وباطنی عُلوم کے جامع، اور اپنے وقت کے بڑے مشایخ میں سے تھے، امام یافعی کا تعلق شافعی مسلک سے تھا، آپ کا وصال ۷۶۷ھ میں ہوا[2]۔

امام عبد اللہ بن اسعد یافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سلسلۂ عالیہ قادریہ میں شیخ ابو عبد اللہ محمد بن احمد،

---

(۱) "فتاوی رضویہ" "کتاب المناقب والفضائل، رسالہ "طَردُ الأفاعي" ۱۹/۴۸۹۔

(۲) انظر: "طبَقات الشافعيّة الكُبرى" للسُّبكي، ١٣٥٤ - عبد الله بن أسعد بن علي اليماني اليافعي، ١٠/ ٣٣. "الأعلام" اليافعي، ٤/ ٧٢.

المعروف شیخ بصال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دستِ اقدس پر بیعت ہوئے، ان کا شجرۂ طریقت چند واسطوں سے سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جاملتا ہے۔ امام یافعی نے حضور غوثِ اعظم کی محبت وعقیدت میں "خلاصة المَفاخر في مَناقب الشيخ عبد القادر" نام سے کتاب لکھی!۔

امام عبد اللہ بن اسعد یافعی نے متعدّد تصنیفات بطور یادگار چھوڑیں ہیں، ان میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

(١) مرآة الجنان وعبرة اليقظان (٢) نشر المَحاسن الغالية في فضل مشايخ الصُوفية أصحاب المقامات العالية (٣) الدرُ النظيم في خواصّ القرآن العظيم (٤) رَوض الرياحين في مَناقب الصالحين (٥) خلاصة المَفاخر في مناقب الشيخ عبد القادر (٦) إرشاد والتّطريز[1].

(٣) غِبطة الناظر في ترجمة الشيخ عبد القادر الجيلاني

کتاب "غبطۃ الناظر فی ترجمۃ الشیخ عبد القادر الجیلانی" بھی حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرتِ طیّبہ پر لکھی گئی معروف اور مستند عربی کتب میں سے ہے۔ یہ کتاب حضرت شیخ الاسلام، امیر المؤمنین فی الحدیث، امام شِہاب الدِین احمد بن علی ابن حجر عَسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیف ہے[2]، اس کتاب کا اُردو ترجمہ علّامہ رسول بخش سعیدی نے

---

(١) انظر: "شذرات الذَهب في أخبار مَن ذهب" سنة ٧٦٨، ٨/ ٣٦٣. "الأعلام" اليافعي، ٤/ ٧٢. "معجم المؤلّفين" باب العين، عبد الله اليافعي، ٦/ ٣٤.

(٢) انظر: "إيضاح المكنون" باب الغين المعجمة، غِبطة الناظر في ترجمة الشيخ عبد القادر، ٤/ ١٤٢.

کیا ہے، اور یہ ترجمہ "صفّہ اکیڈمی" لاہور سے ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء میں شائع ہو چکا ہے۔

"غِبطۃ النّاظر" پر وارِد اعتراض کا جائزہ

بعض حضرات کا خیال ہے کہ "غِبطۃ النّاظر" امام ابن حجر عسقلانی کی تصنیف نہیں ہے، اس سلسلے میں تین ۳ مثالیں حسبِ ذیل ہیں:

(۱) دِمشق کے عیسائی قلم کار یوسف بن الیان سرکیس نے لکھا کہ "غِبطة الناظر" نامی مطبوع کتاب، غلط طَور پر شیخ ابن حجر عسقلانی سے منسوب ہے[1]۔

(۲) پاکستان کے پروفیسر اختر راہی کے الفاظ یہ ہیں کہ "ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف بعض ایسی کتابیں بھی منسوب ہو گئی ہیں، جو اہلِ تحقیق کی نگاہ میں اُن کی کاوِش قرار نہیں دی جاسکتیں، مثلاً "غِبطَة الناظر في ترجمة الشيخ عبد القادِر""[2]۔

(۳) پاکستان کے ڈاکٹر احمد خان نے لکھا کہ "غِبطۃ النّاظر" شیخ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے منسوب کر دی گئی، جبکہ یہ اُن کی کاوِش نہیں"[3]۔

محققِ اہلِ سنّت عبد الحق انصاری اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "غِبطة الناظر" پر وارِد اس اعتراض کی ابتداء اُس وقت ہوئی، جب یہ کتاب پہلی بار مستشرِق پروفیسر ایڈوَرڈ ڈینس روس (Professor Edward Dennis Ross) کی تصحیح ومقدّمہ کے ساتھ شائع ہوئی، انہوں نے مقدّمہ میں حسبِ ذیل دو ۲ باتیں لکھیں:

---

(۱) انظر: "معجم المطبوعات العربيّة والمعرّبة" ۱/ ۸۰.

(۲) دیکھیے: "تذکرہ مصنّفینِ درسِ نظامی" ابن حجر عسقلانی، تصنیفات، ص۳۰۔

(۳) انظر: "معجم المطبوعات العربيّة في شِبة القارّة الهندية الباكستانية" ابن حجر العسقلاني، صـ۱۲٤.

(۱) "احتمال ہے کہ مصنِّف ابن حجر عسقلانی ہوں، لیکن ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مشہور اور کثیر تصنیفات میں، میں نے اسے نہیں پایا"۔

(۲) "اس بے مثال کتاب کا کوئی اَور نسخہ اس زمانہ میں نہیں پایا"[1]۔

پروفیسر ایڈوَرڈ ڈینیس روس (Professor Edward Dennis Ross) برطانوی باشندے تھے، ۱۹۰۱ء کو "مدرسہ عالیہ کلکتہ" کے پرنسپل تعینات کیے گئے، اُنچاس ۴۹ زبانیں پڑھ سکتے تھے، اور تیس ۳۰ زبانیں بولنے پر قدرت حاصل تھی، انہیں فارسی زبان سے گہرا شغف تھا، لیکن عربی میں کوئی بڑا تحقیقی کام انجام نہیں دیا، لہذا عرب محققین اور قارئین کے ہاں اُن کی شخصیت غیر معروف وغیر اہم ہے۔

ڈاکٹر عبد الرحمن بدوی نے مستشرِقین کے اَحوال وآثار پر "موسوعة المستشرقين" لکھی، دِمشق کے مشہور سوانح نگار خیر الدین بن محمود زِرِکْلی نے "الأعلام" لکھی، اور دِمشق کے ہی عمر رضا کحالہ نے "معجم المؤلّفين" اپنی شہرۂ آفاق کتاب میں مشہور واہم مستشرقین کے حالات شامل کیے، لیکن یہ تینوں کتابیں پروفیسر ایڈوَرڈ ڈینیس کے ذکر سے خالی ہیں، اور آج بھی ان کے حالات کے لیے یورپی مصنّفین کی تحریروں کی طرف رُجوع کرنا پڑتا ہے۔

الغرض پروفیسر مَوصوف نے صرف اتنا لکھا تھا کہ "ابن حجر عسقلانی کی تصنیفات کے تذکرہ نویسوں کے ہاں "غِبطَة الناظر" کا ذکر نہیں ملتا، اور اس کے مزید قلمی نسخے بھی نہیں"۔ انہوں نے یہ باتیں محض اپنی معلومات کی بنیاد پر لکھیں، مگر "غِبطَة الناظر" کے امام عسقلانی کی تصنیف ہونے کا انکار نہیں کیا، بلکہ اس کی

---

(۱) دیکھیے: "شانِ غوثِ اعظم" مقدّمہ، ص۱۷۔

اِشاعت کا اہتمام کیا۔ لیکن بعد میں عیسائی مؤرِّخ یوسف سرکیس، اور پھر پاکستان میں مُنکِرینِ صُوفیہ طبقہ سے تعلّق رکھنے والے مصنّفین نے، اسے امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف ماننے سے کُلّی طَور پر انکار کردیا!۔

"غِبطۃ النّاظر" پر وارِد اعتراض کا جواب

"غِبطۃ النّاظر" کے بارے میں پیدا شدہ شکوک واِبہام کو دُور کرنے، اور وارِد اعتراضات کو رَفع کرنے کی غرض سے، چند دلائل حسبِ ذیل ہیں:

(۱) امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر شاگرد، علّامہ شمس الدِین سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے استاد کے اَحوال پر ایک مستقل کتاب "الجواهِر والدُرر في ترجمة شيخ الإسلام ابن حجر" لکھی ہے، اور اس میں ذکر کیا ہے کہ شیخ ابن ملقَّن کی طرح امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہما نے بھی "بہجۃ الاَسرار" کو مختصر کیا[۱]، لیکن علّامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس اختصار کا نام ذکر نہیں کیا!۔

(۲) شیخ عبد اللہ بن زَین الدِین بن احمد بصروی نے، علّامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مذکورہ کتاب کو مختصر کرکے کچھ اِضافات کیے، جس کا نسخہ بخطِ مصنّف بنام "جُمان الدُرر من ترجمة شيخ الإسلام ابن حجر" دار الکتب مصریّہ قاہرہ میں مَوجود ہے۔ ڈاکٹر شاکر نے "جُمان الدُرر" کے اس نسخے سے اِستفادہ کیا، اور بتایا کہ شیخ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "بہجۃ الاَسرار" کا جو اختصار کیا تھا، اُس کا نام "غِبطَة الناظر في ترجمة الشيخ عبد القادر" ہے[۲]۔

---

(۱) انظر: "الجواهر والدُرر في ترجمة شيخ الإسلام ابن حجر" للسخاوي، خاتمة [سيرة المُلوك والسلاطين] الجزء ٣، صـ١٢٧٠.

(٢) انظر: "ابن حجر العسقلاني، مصنَّفاته ودراسة في منهجه ومواردِه في كتابه الإصابة" الجزء ١، ٢٣، ٢٤، ٣٣٠.

(۳) تُونس (TUNISIA) کے شیخ سیّد محمد امین گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵٦ء کو کتاب "المواهِب الجليلة شرح حزب الوسيلة" تالیف کی، اور اس میں "غِبطَة الناظر" کا ذکر شیخ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تصنیف کے طَور پر کیا[۱]۔

(۴) تُونس (TUNISIA) کے ہی شیخ محمد مکّی بن مصطفی بن عزوز الجزائری نے اپنی کتاب "السيف الرَبّاني" کی تالیف میں "غِبطَة الناظر" سے اخذ کیا، اور اسے شیخ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تصنیف بتایا[۲]۔

(۵) سعودی عرب کے ڈاکٹر سعید بن مسفر قحطانی (جامعہ اُم القُری - مکّہ مکرّمہ) نے بھی اپنے مقالہ "الشيخ عبد القادر الجيلاني وآراؤه الاعتقاديّة والصُوفية" میں اس کتاب کے، شیخ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تصنیف ہونے کا انکار نہیں کیا، جبکہ ان کے مقالے کی بنیاد ہی انکار ونفی ہے!۔

(٦) "غِبطَة الناظر" کے اردو مترجِم مولانا رسول بخش سعیدی نے اپنی رائے ان الفاظ میں دی ہے کہ "تحقیق کرنے سے یقین ہوگیا ہے کہ ("غِبطَة الناظر" کے) مصنِّف ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ ہی ہیں[۳]"[۴]۔

---

(۱) انظر: "السفينة القادرية شرح الصّلاة الصغرى، مع شرح حزب الوسيلة" صـ ١٧٥.

(۲) انظر: "السيف الربّاني في عنق المعترض على الغوث الجيلاني" الباب ٢، صـ ٦١.

(۳) دیکھیے: "شانِ غوثِ اعظم" پیش لفظ، صـ ۱۳، ۱۴۔

(۴) دیکھیے: "کتابوں کی دنیا" کچھ "غِبطَة الناظر في ترجمة الشيخ عبد القادر" کے بارے، غبطۃ الناظر کے معترضین، ٦- ٨، ملخصًا۔

"غِبطَة الناظر" پر وارِد اعتراض کے مزید تسلّی بخش جوابات کے لیے "کتابوں کی دنیا" (بیروت: دار الاَلباب ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء) کی تیسری قسط : "کچھ غِبطَة الناظر في ترجمة الشيخ عبد القادر بارے" ملاحظہ فرمائیں!۔

امام ابن حجر عسقلانی کا تعارُف

ابو الفضل شِہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام کسی تعارُف کا محتاج نہیں، آپ کا علمی مقام ومرتبہ بہت بلند وبالا ہے، آپ ۷۷۳ھ قاہرہ (مصر) میں پیدا ہوئے، اور آپ کے آباء واَجداد کا تعلق فلسطین کے شہر "عسقلان" (Ashkelon) سے ہے، حصولِ علم کے لیے امام ابن حجر عَسقلانی نے مختلف ممالک کا سفر کیا، اور متعدّد شُیوخ سے علم حاصل کیا، آپ رحمہ اللہ تعالیٰ محدِّث، مُسنِد، اَسماء الرِجال کے ماہر، ادیب وشاعر، مؤرِّخ، شیخ الاسلام، اور امیر المؤمنین فی الحدیث ہیں۔ آپ کا وصال ۸۵۲ھ میں ہوا۔

آپ نے متعدّد تصنیفات یادگار چھوڑیں، ان میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

(۱) فتح الباري في شرح صحيح البخاري (۲) التلخيص الحبير في تخريج أحاديث الرافعي الكبير (۳) الدُرر الكامِنة في أعيان المئة الثامنة (٤) لسان الميزان (٥) الإحكام لبيان ما في القرآن من الأحكام (٦) الكافي الشّاف في تخريج أحاديث الكشّاف (۷) ألقاب الرُّواة (۸) تقريب التهذيب (۹) الإصابة في تمييز الصحابة (۱۰) تهذيب التهذيب (۱۱) تعجيل المَنفعة بزوائد رِجال الأئمة الأربعة (۱۲) تعريف أهل التقديس (۱۳) طبَقات المُدلِّسين

(١٤) بُلوغ المَرام من أدِلّة الأحكام (١٥) سُبل السّلام في شرح بُلوغ المَرام (١٦) المَجمع المؤسَّس بالمعجم المُفهرَس (١٧) تحفة أهل الحديث عن شُيوخ الحديث (١٨) نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر (١٩) القول المسدَّد في الذَبّ عن مُسند الإمام أحمد (٢٠) تسديد القَوس في مختصر الفردَوس (٢١) تبصير المنتبه في تحرير المشتبه (٢٢) رفع الإصر عن قُضاة مصر (٢٣) إنباءُ الغمر بأنباء العُمر (٢٤) إتحاف المَهرة بأطراف العَشرة (٢٥) الإعلام في مَن وُلّي مصر في الإسلام (٢٦) نزهة الألباب في الألقاب[1].

(٤) قلائد الجواهِر في مَناقب الشيخ عبد القادر

یہ کتاب قُطبِ ربّانی شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کے تفصیلی حالات وواقعات اور فضائل وکرامات سے متعلق، ایک مستند عربی تحریر ہے، یہ شیخ محمد بن یحییٰ تادِفی حلَبی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے، اس کتاب کا اردو ترجمہ "غوثِ جیلانی" کے نام سے، استاذ العلماء حافظ عبد الستار سعیدی صاحب نے کیا ہے، جو شبیر برادرز لاہور سے ٢٠٠٦ء میں شائع ہوا[2]۔

---

(١) انظر: "هدية العارفين" أحمد بن علی بن محمد بن محمد ابن علی بن حجر ...إلخ، ١/ ١٢٨- ١٣٠، ملتقطاً. "الأعلام" ابن حجر العَسقلاني، ١/ ١٧٨- ١٨٠.

(٢) انظر: "كشف الظنون" قلائد الجواهر في مناقب الشيخ عبد القادر" ٢/ ١٣٥٣.

اس کتاب کی وجہِ تالیف بیان کرتے ہوئے شیخ محمد بن یحییٰ تادِفی فرماتے ہیں کہ "قاضی مجیر الدین عبد الرحمن بن محمد بن عبد الرحمن مَقدسی حنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب "التاريخ المعتبَر في أنباءِ مَن غَبَر" میرے مطالعہ سے گزری، تو میں نے محسوس کیا کہ صاحبِ کتاب نے سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی سوانح بیان کرنے میں بڑے اختصار سے کام لیا ہے، اور آپ کے مَناقب بہت کم بیان کیے ہیں[1]، اس بات پر مجھے بہت تعجب ہوا اور میں نے سوچا کہ "شاید حضورِ غوثِ اعظم کی شہرت کی وجہ سے انہوں نے دیگر مَناقب چھوڑ دیے ہوں، اور علّامہ ابن جَوزی رحمہ اللہ تعالیٰ کی پیروی کرتے ہوئے شیخ عبد القادر جیلانی کے حالات مختصراً بیان کیے ہوں، اور حضور غوثِ اعظم کے مشہور واقعات کے لیے صرف آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی شہرت کو کافی سمجھا ہو!۔ لہذا میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ شیخ عبد القادر جیلانی کے تمام حالاتِ زندگی کو ایک جگہ جمع کر کے سعادتِ دارَین حاصل کروں، اور اُن تمام مَناقب کو جنہیں بندہ نے متفرِق کتابوں میں دیکھا، یا ثقہ لوگوں سے سنا، اور جو خود مجھے یاد ہیں، انہیں ایک کتاب میں یکجا کر دُوں، اور اس میں آپ کے اَخلاق وعادات، علم وعمل، طریقہ وعظ ونصیحت،

---

(۱) جب کوئی مؤلّف سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مَناقب بیان کرنے میں اختصار سے کام لے، تو اکابر اُمّت کو یہ بھی گوارا نہیں، پھر جو لوگ سیّدنا امام ابو الحسن شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام ومرتبہ زیادہ بڑا دِکھانے کی غرض سے، اپنی محافل واجتماعات اور کتب ورسائل میں، حضور غوثِ اعظم کے مَناقب کو سِرے سے بیان ہی نہ کریں، اور قصداً اس سے احتراز کریں، تو اُن کا یہ فعل یقیناً اکابرِ اُمّت کے طریق ومعمول کے خلاف، اور انہیں اِیذاء پہنچانے کے مترادِف ہے، لہذا ان حضرات محترم کو چاہیے کہ اَسلاف کے طریقے کو اپنائیں، اور طبَقاتی تقسیم کا باعث بننے والی جُداگانہ رَوِش اختیار نہ کریں، اسی میں ہم سب کا بھلا اور اجتماعیت ہے!!

اقوال وافعال، عظمت وبزرگی، اور دیگر اَولیاء کی طرف سے آپ کی عظمت وبزرگی کے اِعتراف پر مبنی واقعات کا ذکر کر دُوں۔ نیز اس کتاب کے آخر میں سرکار غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالی کے کشف وکرامات سے متعلق اَولیائے کِرام کے کچھ اقوال بھی مختصراً بیان کیے ہیں؛ تاکہ زیادہ طوالت قارئین پر بارِ خاطر نہ ہو"[1]۔

ابو البرکات شیخ محمد بن یحییٰ تادِفی حلَبی کا تعارُف

ابو البرکات شیخ محمد بن یحییٰ بن یوسف ربعی تادِفی حلَبی رحمہ اللہ تعالی ۸۹۹ھ میں شہر "حلَب" میں پیدا ہوئے، اور ۹۶۳ھ میں اسی شہر میں وفات پائی۔ آپ مصر کے قاضِی بھی رہے، پہلے حنبلی تھے بعد میں حنفی مذہب اختیار فرمایا۔ آپ کی چند معروف تصنیفات حسبِ ذیل ہیں:

(١) قلائد الجواهر في مناقب الشيخ عبد القادر (٢) "شمسة المَفاخر في الذَيل على قلائد الجواهر" (٣) "شرح العروض الأندلُسي (٤) القَوْل المُهَذّب فِي بَيَان مَا في القُرآن من الرُّومِي المعرب[2].

(٥) "نزهة الخاطِر الفاتِر في ترجمة سيِّدي الشريف عبد القادر سلطان الأولياء الأكابر، الحسَني والحُسيني الجيلاني"

یہ کتاب سلطان العلماء ملّا علی قاری حنفی ہرَوی مکّی رحمہ اللہ تعالی کی تصنیف ہے، اس میں آپ نے حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم رحمہ اللہ تعالی کے حالات، واقعات اور ارشادات

---

(١) انظر: "قلائد الجواهر" صـ٢.

(٢) انظر: "هدية العارفين" الحلَبِي محمَّد بن يحيى بن يوسف الربعِي، ٢/ ٢٤٥. و"الأعلام" ٧/ ١٣٩، ١٤٠، ملخصاً.

بیان کیے ہیں، یہ کتاب بنیادی طَور پر عربی زبان میں ہے، البتہ اردو ترجمہ بھی عام دستیاب ہے۔ اس کے عربی قلمی نسخے کو "مؤسّسۃ الشرف" لاہور نے ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء میں شائع کیا، اور اس کا "مقدّمہ" استاذِ مَن علّامہ عبد الحکیم شرف قادری صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے تحریر فرمایا۔

سلطان العلماء مُلّا علی قاری کا تعارُف

فاضلِ اجَلّ، شیخ الحرم المحترم، مولانا علی بن سلطان حنفی ہروَی مکّی رحمۃ اللہ تعالی علیہ "مُلّا علی قاری" کے نام سے مشہور ومعروف ہیں، آپ ہرات (افغانستان) میں پیدا ہوئے، آپ مشہور ومعروف محدِّث اور بہت بڑے فقیہ حنفی ہیں۔ مُلّا علی قاری کا قیام زیادہ تر مکّہ مکرّمہ میں رہا، اور وہیں آپ نے ۱۰۱۴ھ میں وفات پائی۔ آپ نے متعدّد کتابیں تصنیف کیں، ان میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

(۱) أنوار القرآن وأسرار الفرقان (۲) الأثمار الجنية في أسماء الحنفيّة (۳) الفُصول المهمّة (٤) بداية السالِك (٥) كتاب المناسِك (٦) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح (۷) شرح مشكلات المَوَطّأ (۸) شرح الشِّفاء (۹) الحِرز الثمين شرح الحِصن الحصِين (۱۰) جمع الوسائل في شرح الشمائل (۱۱) نزهة الخاطِر الفاتِر في ترجمة سيِّدي الشّريف عبد القادر، سلطان الأولياء الأكابر الحسَني والحسني الجيلاني (۱۲) شرح الأربعين النوَويّة (۱۳) تذكرة الموضوعات (١٤) شرح الجامع الصغير للسُيوطي (١٥) الأحاديث القُدسيّة (١٦) الأسرار المرفوعة في الأخبار

الموضوعة (١٧) مِنَح الرَّوض الأزهر في شرح الفقه الأكبر (١٨) التصرِيح في شرح التسريح (١٩) توضيح المَباني شرح مختصر المَنار (٢٠) الزُّبدة في شرح قصيدة البردة[1].

(٦) تحفۂ قادریہ

کتاب "تحفۂ قادریہ" حضور غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی کے فضائل، مناقب اور کرامات پر مشتمل ہے، یہ کتاب بقیۃ السلَف، جلیل الشَرف، صاحبِ کراماتِ عالی وبرکاتِ مَعالی، شاہ ابوالمَعالی سیّد خیر الدِین قادری لاہوری رحمۃ اللہ تعالی کی تصنیف ہے۔

شاہ ابو المَعالی کا تعارُف

ابوالمعالی سیّد خیر الدِین قادری کرمانی لاہوری، ابن سیّد رحمت اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہما ۹۶۱ھ میں شیر گڑھ، تحصیل دیپالپور، ضلع اوکاڑہ (پنجاب، پاکستان) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے آباء واَجداد کا تعلق "کرمان" (ایران) سے تھا، شیخ داؤد کرمانی رحمۃ اللہ تعالی آپ کے حقیقی چچا ہیں۔

شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ تعالی کا تعلق سلسلۂ قادریہ سے ہے، ایک خَلقِ کثیر آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوکر علم وہدایت سے بہرہ وَر ہوئی، آپ کی ایک مشہور کرامت یہ ہے کہ جو شخص شاہ ابو المعالی سے بیعت ہوتا، اُسے اُسی رات خواب میں حضور غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی کا دیدار نصیب ہوتا۔

شاہ ابو المعالی رحمۃ اللہ تعالی ایک متبحر عالِم دین تھے، آپ کا وصال ۱۰۲۴ھ میں ہوا۔

شاہ ابوالمعالی کی چند مشہور تصنیفات حسبِ ذیل ہیں:

---

(١) انظر: "هدية العارفين" علي بن سلطان محمد القاري، ١/ ٧٥١. "الأعلام" الملّا علي القاري، ٥/ ١٢، ١٣.

(۱) رسالہ غوثیہ (۲) تحفۂ قادریہ (۳) حُلیہ سروَرِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم (۴) گلدستہ باغِ اِرم (۵) مُونسِ جاں (۶) زعفران زار (۷) ہشت محفل[1]۔

(۷) اَخبار الاَخیار فی اَحوال الاَبرار

یہ کتاب شیخ شُیوخِ علماء الہند، شیخ عبد الحق محدِّث دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی بلند پایہ اور مشہورِ زمانہ تصنیف ہے، بنیادی طَور پر یہ کتاب فارسی زبان میں تحریر کی گئی، البتہ اس کے متعدّد اردو تراجم بھی دستیاب ہیں۔ اس کتاب میں سینکڑوں اَولیائے کرام رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِم کے حالات وواقعات بیان کیے گئے ہیں، کتاب کو مجموعی طَور پر تین ۳ طبَقات میں تقسیم کیا گیا ہے، البتہ حضور غوثِ اَعظم شیخ عبد القادر جیلانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا ذکر خاص طَور پر طبقۂ اُولی سے بھی پہلے کیا گیا ہے، اور اس میں آپ کے حالاتِ زندگی، کمالِ علمی، رِیاضت و مجاہدہ اور مستند واقعات بیان کیے گئے ہیں۔

شیخ عبد الحق محدِّث دہلوی کا تعارُف

ابو المجد شیخ عبد الحق بن سیف الدین محدِّث دہلوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ۹۵۹ھ کو دہلی (ہندوستان) میں پیدا ہوئے، آپ فقہِ حنفی کے مایۂ ناز عالمِ دِین اور محدِّث ہیں، علمِ حدیث کی ترویج واِشاعت میں شیخ عبد الحق محدِّث دہلوی کی خدمات سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ آپ کا وصال ۱۰۵۲ھ میں ہوا۔ آپ نے متعدّد تصنیفات یادگار چھوڑیں، ان میں سے چند مشہور تصنیفات کے نام یہ ہیں:

---

(۱) انظر: "نزهة الخواطر" الشيخ أبو المَعالي اللاهوري، ٥/ ٤٧٥، ٤٧٦، ملخصاً. "تذکرہ اَولیائے پاک وہند" باب ۵۱، حصّہ ۶، حضرت شاہ ابو المَعالی، ص۲۵۳۔ "خزینۃ الاَصفیاء" حضرت خیر الدین ابو المَعالی قادری کرمانی، ص۲۲۹، ۲۳۰، ملخصًا۔

(۱) لمعات التنقيح شرح مشكاة المصابيح (۲) أَشِعة اللمعات (۳) جذب القلوب إلى طريق المحبوب (٤) أخبار الأخيار في أسرار الأبرار (٥) تكميل الإيمان (٦) فتح المنّان في مذهب النعمان (۷) زُبدة الأسرار في مناقب غوث الأبرار (۸) ما ثبتَ بالسُنّة في أيّام السَنة (۹) مدارج النُبوةِ ومَراتب الفتوةِ في سِيَرِ النّبيﷺ وأخباره (۱۰) مفتاح الغيب شرح فُتوح الغيب (۱۱) مفتاح الفُتوح[۱].

(۸) زُبدۃ الآثار

کتاب "زُبدۃ الآثار" امام ابوالحسن علی بن یوسف لخمی شَطنوفی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شہرۂ آفاق کتاب "بہجۃ الاَسرار ومَعدِن الاَنوار" کی تلخیص ہے، اس کتاب "بہجۃ الاَسرار" میں تقریبًا چالیس ۴۰ مشایخِ اَبرار اور صُوفیائے کِبار کے مناقب واَحوال بیان کیے گئے ہیں، شیخ عبدالحق محدِّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے، اس سے حضور پُرنور سیّدنا غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مَناقب منتخب کرکے، الگ سے ایک کتاب میں جمع کیا، اور انہیں "زُبدۃ الآثار" کے نام سے موسوم فرمایا[۲]۔

(۹) تفريح الخاطر في مناقب الشيخ عبد القادر

کتاب "تفريح الخاطِر في مناقب الشيخ عبد القادر" حضور غوثِ

---

(۱) انظر: "نزهة الخواطر" الشيخ عبد الحقّ بن سيف الدِّين ...إلخ، ٥/ ٥٥٤، ملخَّصاً. "الأعلام" الدهلوي، ۳/ ۲۸۰، ملخصاً.

(۲) **نوٹ:** "زُبدۃ الآثار" کے مؤلّف شیخ عبدالحق محدِّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعارُف گزشتہ سُطور میں کتاب "اَخبارالاَخیار" کے تحت گزر چکا۔

اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے فضائل وکمالات اور کرامات پر ایک شہرۂ آفاق تصنیف ہے، اُردو سمیت اس کے کئی زبانوں میں تراجم شائع ہو چکے ہیں، یہ کتاب شیخ عبد القادر اَربلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی مشہور تصنیفات میں سے ایک ہے۔

شیخ عبد القادر اَربلی کا تعارُف

شیخ عبد القادر ابن شیخ محی الدین صدیقی اَربلی رحمۃ اللہ تعالی علیہ، شیخ عبد الرحمن طالبانی کے مشہور تلامذہ میں سے ہیں، آپ کا سنِ ولادت کتبِ تراجم میں مذکور نہیں، البتہ آپ کی وفات ۱۳۱۵ھ میں ہوئی۔ آپ کثیر تصنیفات کے مصنِّف بزرگ ہیں، آپ کی چند معروف تصنیفات حسبِ ذیل ہیں:

(۱) آدَاب المريدين ونَجاة المسترشدين (۲) تفريح الخاطِر في مَناقب الشيخ عبد القادر (۳) شرح الصَّلاة المختصرة للشيخ الأكبر (٤) الدُّرر المعتبرة في شرح الأبيات الثَّمانية عشرة (٥) الدُّر المكنون في معرِفة السِّر المَصُون (٦) شرح اللّمعات لفخر الدِين العراقي (۷) القواعِد الجمعيّة في الطرِيق الرفاعيّة (۸) مجموعة الأشعار في الرَقائق والآثار (۹) مِرآة الشُّهور في وَحدة الوُجود (۱۰) حجَّة الذَّاكرِين وردُّ المنكرِين (۱۱) حديقة الأزهار في الحِكمة والأسرار (۱۲) الطرِيقة الرَّحمانية في الرُّجوع والوُصول إلى الحضرة العَليّة (۱۳) النَّفس الرَحمانيّة في معرفة الحقيقة الإنسانيّة[1].

---

(۱) انظر: "هدية العارفين" ٥/ ٤٨٧. "معجم المؤلِّفين" ۲/ ۱۹۷.

باب ۱۰

شانِ غوث اعظم (منظوم)

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا!

واہ کیا مرتبہ اے غَوث ہے بالا تیرا
اُونچے اُونچوں کے سَروں سے قَدَم اعلیٰ تیرا

سَر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اَولیاء مَلتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

کیا دَبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے[1] میں لاتا نہیں کتّا تیرا

تُو حُسینی حَسنی کیوں نہ محیُّ الدِین ہو
اے خضر! مَجمعِ بحرَین ہے چشمہ تیرا

قسمیں دے دے کے کِھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے
پیارا اللہ ترا چاہنے والا تیرا

(۱) یعنی خاطر میں نہیں لاتا، اہمیت نہیں دیتا۔

مصطفی کے تَنِ بے سایہ کا سایہ دیکھا
جس نے دیکھا مِری جاں جلوۂ زیبا تیرا

ابنِ زَہرا کو مبارک ہو عَروسِ قُدرت
قادری پائیں تصدُق مِرے دُولہا تیرا

کیوں نہ قاسم ہو کہ تُو ابنِ ابی القاسم ہے
کیوں نہ قادِر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا

نَبَوی مِینھ[۱]، عَلَوی فصل، بَتُولی گلشن
حَسنی پُھول حُسینی ہے مہکنا تیرا

نَبَوی ظِل، عَلَوی بُرج، بَتُولی منزل
حَسنی چاند حُسینی ہے اُجالا تیرا

نَبَوی خور، عَلَوی کوہ، بَتُولی مَعدِن
حَسنی لعل حُسینی ہے تجلّا تیرا

بَحر وبَر، شہر وقُریٰ، سَہل وحزن، دَشت وچمن
کونسے چَک[۲] پہ پہنچتا نہیں دعویٰ تیرا

---

(۱) بارش۔
(۲) زمین کا ٹکڑا۔

حُسنِ نیّت ہو خطا پھر کبھی کرتا ہی نہیں
آزمایا ہے یگانہ ہے دوگانہ تیرا

عرضِ اَحوال کی پیاسوں میں کہاں تاب مگر
آنکھیں اے اَبرِ کرم تکتی ہیں رَستا تیرا

مَوت نزدیک، گناہوں کی تہیں، مَیل کے خَول
آ برَس جا کہ نہا دھولے یہ پیاسا تیرا

آب آمد وہ کہے اور میں تیمم برخاست
مُشتِ خاک اپنی ہو اور نُور کا اَہلا تیرا

جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے
کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارہ تیرا

تجھ سے دَر، دَر سے سگ، اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دُور کا ڈورا تیرا

اِس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حَشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

میری قسمت کی قسم کھائیں سَگانِ بغداد
ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرا تیرا

تیری عزّت کے نثار اے مِرے غیرت والے
آہ صد آہ کہ یُوں خوار ہو بَردا[۱] تیرا

بد سہی چور سہی مجرِم وناکارہ سہی
اے وہ کیسا ہی سہی، ہے تو کریما تیرا

مجھ کو رُسوا بھی اگر کوئی کہے گا تو یُونہی
کہ وہی نا! وہ رضا بندۂ رُسوا تیرا

ہیں رضا یُوں نہ بِلک تُو نہیں جیّد تو نہ ہو
سیّدِ جیّدِ ہر دَہر ہے مَولیٰ تیرا

فخرِ آقا میں رضا اَور بھی اِک نظمِ رفیع
چَل لکھا لائیں ثناخوانوں میں چہرا تیرا[۲]

(۱) غلام۔
(۲) "حدائقِ بخشش" حصہ اوّل، واہ کیا مرتبہ اے غَوث ہے بالا تیرا، ص۱۹ – ۲۲۔

تُو ہے وہ غَوث کہ ہر غَوث ہے شَیدا تیرا

تُو ہے وہ غَوث کہ ہر غَوث ہے شَیدا تیرا
تُو ہے وہ غَیث کہ ہر غَیث ہے پیاسا تیرا

سورج اَگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈُوبے
اُفقِ نُور پہ ہے مِہر ہمیشہ تیرا

مُرغ سب بولتے ہیں بول کے چُپ رہتے ہیں
ہاں اصیل ایک نَوا سَنج[1] رہے گا تیرا

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب اَدب رکھتے ہیں دل میں مِرے آقا تیرا

بقسم کہتے ہیں شاہانِ صریفین و حریم
کہ ہُوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہَمتا تیرا

تجھ سے اور دَہر کے اَقطاب سے نسبت کیسی؟
قُطب خود کون ہے خادِم تِرا چیلا تیرا

(۱) یعنی مدح سرا۔

سارے اَقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف
کعبہ کرتا ہے طوافِ دَرِ والا تیرا

اَور پروانے ہیں جو ہوتے ہیں کعبے پہ نثار
شمع اِک تُو ہے کہ پروانہ ہے کعبہ تیرا

شجرِ سَرو سہی، کس کے اُگائے؟ تیرے
معرفت پُھول سہی، کس کا کِھلایا؟ تیرا

تُو ہے نَوشاہ بَراتی ہے یہ سارا گلزار
لائی ہے فصل سَمَن گوندھ کے سِہرا تیرا

ڈالیاں جُھومتی ہیں، رَقصِ خوشی جوش پہ ہے
بُلبلیں جُھولتی ہیں گاتی ہیں سِہرا تیرا

گیت کلیوں کی چٹک غزلیں ہزاروں کی چہک
باغ کے سازوں میں بجتا ہے تَرانا تیرا

صفِ ہر شجرہ میں ہوتی ہے سلامی تیری
شاخیں جُھک جُھک کے بَجالاتی ہیں مُجرا[1] تیرا

---

(۱) یعنی مؤدَّبانہ سلام عرض کرتی ہیں۔

کس گلستاں کو نہیں فصلِ بَہاری سے نیاز
کونسے سلسلے میں فَیض نہ آیا تیرا

نہیں کس چاند کی منزل میں تِرا جلوۂ نُور
نہیں کس آئینہ کے گھر میں اُجالا تیرا

راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خُدّام
باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا

مَزرعِ چِشت وبُخارا وعِراق واَجمیر
کونسی کِشت پہ برَسا نہیں جھالا تیرا

اور محبوب ہیں، ہاں پر سبھی یکساں تو نہیں
یُوں تو محبوب ہے ہر چاہنے والا تیرا

اُس کو سَو فرد سراپا بفراغت اَوڑھیں
تنگ ہو کر جو اُترنے کو ہو نیما تیرا

گردنیں جُھک گئیں، سَر بچھ گئے، دل لَوٹ گئے
کَشفِ ساق آج کہاں؟ یہ تو قدم تھا تیرا

تاجِ فِرقِ عُرَفا کس کے قدم کو کہیے؟
سَر جسے باج دیں وہ پاؤں ہے کس کا؟ تیرا

سُکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانیں
خضر کے ہوش سے پُوچھے کوئی رُتبہ تیرا

آدمی اپنے ہی اَحوال پہ کرتا ہے قِیاس
نَشّے والوں نے بَھلا سُکر نکالا تیرا

وہ تو چھوٹا ہی کہا چاہیں کہ ہیں زیرِ حضیض
اور ہر اَوج سے اُونچا ہے ستارہ تیرا

دلِ اَعداء کو رضا تیز نمک کی دُھن ہے
اِک ذرا اَور چھڑکتا رہے خامہ تیرا[۱]

(۱) "حدائقِ بخشش" حصہ اوّل، تو ہے وہ غَوث کہ ہر غَوث ہے شَیدا تیرا، ص۲۳ - ۲۷۔

الاَماں قَہر ہے اے غَوث وہ تیکھا تیرا

الاَماں! قَہر ہے اے غَوث وہ تیکھا تیرا
مَر کے بھی چَین سے سوتا نہیں مارا تیرا

بادَلوں سے کہیں رُکتی ہے کَڑکتی بجلی!
ڈھالیں چَھنٹ جاتی ہیں اُٹھتا ہے جو تیغا تیرا

عکس کا دیکھ کے منہ اَور بپھر جاتا ہے
چار آئینہ کے بَل کا نہیں نیزا تیرا

کوہ سَرمکھ ہو تو اِک وار میں دو پَر کالے
ہاتھ پڑتا ہی نہیں بُھول کے اَوچھا تیرا

اس پہ یہ قَہر کہ اب چند مخالِف تیرے
چاہتے ہیں کہ گھٹا دیں کہیں پایہ تیرا

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں، اُسے منظور بڑھانا تیرا

وَرَفَعنَا لَكَ ذِكرَك کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اُونچا تیرا

مِٹ گئے، مٹتے ہیں، مِٹ جائیں گے اَعداء تیرے
نہ مِٹا ہے نہ مِٹے گا کبھی چَرچا تیرا

تُو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالی تیرا

سَمِّ قاتِل ہے خدا کی قسم اُن کا اِنکار
منکِرِ فضلِ حضور آہ یہ لکھا تیرا

میرے سیّاف کے خنجر سے تجھے باک نہیں
چِیر کر دیکھے کوئی آہ کلیجا تیرا

ابنِ زَہرا سے تِرے دل میں ہیں یہ زِہر بھرے
بَل بے او منکِرِ بےباک یہ زہرا تیرا

بازِ اَشہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پِھرنی
دیکھ اُڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا

شاخ پر بیٹھ کے جَڑ کاٹنے کی فکر میں ہے
کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرا تیرا

حق سے بد ہو کے زمانے کا بَھلا بنتا ہے
اَرے میں خُوب سمجھتا ہوں مُعمّا تیرا

سگِ دَر قہر سے دیکھے تو بکھرتا ہے ابھی

بند بندِ بدن اے رُوبہِ دنیا تیرا

غرض آقا سے کروں عرض کہ تیری ہے پناہ

بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا

حکم نافِذ ہے تِرا خامہ تِرا سَیف تِری

دَم میں جو چاہے کرے دَور ہے شاہا تیرا

جس کو للکار دے آتا ہو تو اُلٹا پھر جائے

جس کو چمکار لے ہِر پھر کے وہ تیرا تیرا

کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر

کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزِینہ تیرا

دِل پہ کُندَہ ہو تِرا نام کہ وہ دُزدِ رجیم

اُلٹے ہی پاؤں پھِرے دیکھ کے طُغرا تیرا

نزع میں، گور میں، میزاں پہ، سرِ پُل پہ کہیں

نہ چُھٹے ہاتھ سے دامانِ مُعلّٰی تیرا

دُھوپ مَحشر کی وہ جاں سوز قِیامت ہے مگر

مطمئِن ہوں کہ مِرے سر پہ ہے پلّا تیرا

بَہجت اُس سِرّ کی ہے جو "بَہجۃِ الاَسرار" میں ہے
کہ فلک وار مریدوں پہ ہے سایہ تیرا

اے رضا! چِیست غم اَز جملہ جہاں دشمنِ تُست
کردہ ام مامَنِ خود قبلۂ حاجاتے را[1]

(۱) "حدائقِ بخشش" حصہ اوّل، الاَماں! قہر ہے اے غَوث وہ تیکھا تیرا، ص۲۸ - ۳۱۔

اَسیروں کے مشکل کُشا غوثِ اعظم

اَسیروں کے مُشکل کُشا غَوثِ اعظم
فقیروں کے حاجت رَوا غَوثِ اعظم

گِھرا ہے بلاؤں میں بندہ تمہارا
مدد کے لیے آؤ یاغَوثِ اعظم

تِرے ہاتھ میں ہاتھ میں نے دیا ہے
تِرے ہاتھ ہے لاج یاغَوثِ اعظم

مریدوں کو خطرہ نہیں بحرِ غم سے
کہ بیڑے کے ہیں ناخُدا غَوثِ اعظم

تمہی دُکھ سُنو اپنے آفَت زَدوں کا
تمہی دَرد کی دو دَوا غَوثِ اعظم

بھنوَر میں پھنسا ہے ہمارا سفینہ
بچا غَوثِ اعظم بچا غَوثِ اعظم

جو دُکھ بھر رہا ہوں، جو غم سہ رہا ہوں
کہوں کس سے تیرے سوا غَوثِ اعظم

زمانے کے دُکھ دَرد کی رَنج وغم کی
ترِے ہاتھ میں ہے دوا غَوثِ اعظم

اگر سلطنت کی ہوَس ہو فقیرو
کہو شیئاً للّٰہ یا غَوثِ اعظم

نکالا ہے پہلے تو ڈُوبے ہُوؤں کو
اور اب ڈُوبتوں کو بچا غَوثِ اعظم

جسے خَلق کہتی ہے پیارا خدا کا
اُسی کا ہے تُو لاڈلا غَوثِ اعظم

کیا غَور جب گیارھویں بارھویں میں
مُعمّا یہ ہم پر کھلا غَوثِ اعظم

تمہیں وصلِ بے فصل ہے شاہِ دِیں سے
دیا حق نے یہ مرتبہ غَوثِ اعظم

پھنسا ہے تباہی میں بیڑا ہمارا
سہارا لگا دو ذرا غَوثِ اعظم

مَشایخ جہاں آئیں بہرِ گدائی
وہ ہے تیری دَولت سَرا غَوثِ اعظم

مِری مشکلوں کو بھی آسان کیجے
کہ ہیں آپ مشکِل کُشا غَوثِ اعظم

وہاں سَر جھکاتے ہیں سب اُونچے اُونچے
جہاں ہے تِرا نقشِ پا غَوثِ اعظم

قسم ہے کہ مشکِل کو مشکِل نہ پایا
کہا ہم نے جس وقت یاغَوثِ اعظم

مجھے پھیر میں نفسِ کافر نے ڈالا
بتا جائیے راستہ غَوثِ اعظم

کِھلا دے جو مُرجھائی کلیاں دِلوں کی
چلا کوئی ایسی ہوا غَوثِ اعظم

مجھے اپنی اُلفت میں اَیسا گُما دے
نہ پاؤں پھر اپنا پتا غَوثِ اعظم

بَچا لے غلاموں کو مجبوریوں سے
کہ تُو عبدِ قادِر ہے یاغَوثِ اعظم

دِکھا دے ذرا مِہرِ رُخ کی تجلّی
کہ چھائی ہے غم کی گھٹا غَوثِ اعظم

گرانے لگی ہے مجھے لغزشِ پا
سنبھالو ضعیفوں کو یاغَوثِ اعظم

لپٹ جائیں دامَن سے اُس کے ہزاروں
پکڑ لے جو دامَن تِرا غَوثِ اعظم

سَروں پر جسے لیتے ہیں تاج والے
تمہارا قَدَم ہے وہ یاغَوثِ اعظم

دوائے نگاہے عطائے سخائے
کہ شُد دَردِ ما لا دَوا غَوثِ اعظم

زِہر رو وَہر راہ رُوَیم بگرداں
سُوئے خویش را ہم نُما غَوثِ اعظم

اَسیرِ کمند ہوایم کریما
بہ بخشائے بَرحالِ ما غَوثِ اعظم

فقیرِ تُو چشمِ کرم از تُو دارَد
نگاہے بحالِ گدا غَوثِ اعظم

کمر بَست بَر خُونِ مَن نفسِ قاتل
اَغِثنی برائے خدا غَوثِ اعظم

گدایم مگر اَز گدایانِ شاہے
کہ گویندش اہلِ صفا غَوثِ اعظم

اَدھر میں پیا موری ڈولَت ہے نیّا
کہوں کاسے اپنی بپا غَوثِ اعظم

بپت میں کٹی موری سَگری عُمریا
کرو مو پہ اپنی دَیا غَوثِ اعظم

بھیو دو جو بیکنٹھ بَگداد توسے
کہو موری نگری بھی آ غَوثِ اعظم

کہے کس سے جاکر حَسَن اپنے دل کی
سُنے کون تیرے سوا غَوثِ اعظم[۱]

---

(۱) "ذَوقِ نعت" اَسیروں کے مشکل کُشا غَوثِ اعظم، ص۱۸۰- ۱۸۴۔

کِھلا میرے دل کی کَلی غَوثِ اعظم

کِھلا میرے دل کی کَلی غَوثِ اعظم
مِٹا قلب کی بے کَلی غَوثِ اعظم

مِرے چاند میں صدقے آجا اِدھر بھی
چمک اُٹھے دل کی کَلی غَوثِ اعظم

تِرے رَب نے مالک کیا تیرے جَد کو
تِرے گھر سے دنیا پَلی غَوثِ اعظم

وہ ہے کون ایسا نہیں جس نے پایا
تِرے دَر پہ دنیا ڈَھلی غَوثِ اعظم

کہا جس نے یا غَوث أَغِثنِي تو دَم میں
ہر آئی مصیبت ٹَلی غَوثِ اعظم

نہیں کوئی بھی ایسا فریادی آقا
خبر جس کی تم نے نہ لی غَوثِ اعظم

مِری روزی مجھ کو عطا کر دے آقا
تِرے دَر سے دنیا نے لی غَوثِ اعظم

نہ مانگوں میں تم سے تو پھر کس سے مانگوں
کہیں اَور بھی ہے چَلی غَوثِ اعظم

صَداگر یہاں میں نہ دُوں تو کہاں دُوں
کوئی اَور بھی ہے گلی غَوثِ اعظم

جو قسمت ہو میری بُری، اچھی کر دے
جو عادت ہو بد، کر بھلی غَوثِ اعظم

تِرا مرتبہ اعلیٰ کیوں ہو نہ مَولیٰ
تُو ہے ابنِ مَولیٰ علی غَوثِ اعظم

قدَم گردنِ اَولیاء پر ہے تیرا
ہے تُو رَب کا اَیسا ولی غَوثِ اعظم

جو ڈُوبی تھی کشتی وہ دَم میں نکالی
تجھے اَیسی قُدرت ملی غَوثِ اعظم

ہمارا بھی بیڑا لگا دو کنارے
تمہیں ناخُدائی ملی غَوثِ اعظم

تباہی سے ناؤ ہماری بچا دو
ہَوائے مخالِف چلی غَوثِ اعظم

تجھے تیرے جَد سے، اُنہیں تیرے رَب سے
ہے عِلمِ خفی و جَلی غَوثِ اعظم

مِرا حال تجھ پر ہے ظاہر؛ کہ پُتلی
تِری لَوح سے جا ملی غَوثِ اعظم

خدا ہی کے جلوے نظر آئے جب بھی
تِری چشمِ حق بیں کھلی غَوثِ اعظم

فِدا تم پہ ہو جائے نُوریؔ مُضطَر
یہ ہے اس کی خواہش دلی غَوثِ اعظم[۱]

(۱) "سامانِ بخشش"کِھلا میرے دل کی کَلی غَوثِ اعظم، ص۱۱۹- ۱۲۱۔

تِرے جَد کی ہے بارہویں غَوثِ اعظم

تِرے جَد کی ہے بارہویں غَوثِ اعظم
ملی ہے تجھے گیارہویں غَوثِ اعظم

کوئی اِن کے رُتبے کو کیا جانتا ہے
محمد کے ہیں جانشیں غَوثِ اعظم

تُو ہے نُور وآئینۂ مصطفائی
نہیں تجھ سا کوئی حَسیں غَوثِ اعظم

ہوئے اَولیاء ذِی شَرف گرچہ لاکھوں
مگر سب سے ہیں بہتریں غَوثِ اعظم

جہاں اَولیاء کرتے ہیں جَبۂ سَائی[1]
وہ بغداد کی ہے زمیں غَوثِ اعظم

تِرے روضۂ پاک کے دیکھنے کو
تڑپتا ہے قلبِ حَزیں غَوثِ اعظم

---

(۱) یعنی ادب بجالاتے ہیں، اور نیاز مندی کے اظہار میں اپنی پیشانی بچھاتے ہیں۔

مجھے بھی بُلالو خدارا کہ میں بھی
گِھسوں آستاں پر جَبیں غَوثِ اعظم

مِرے قلب کا حال کیا پُوچھتے ہو
یہ دل ہے مکاں، اور مکیں غَوثِ اعظم

جو اہلِ نظر ہیں وہی جانتے ہیں
کہ ہر دَم ہیں سب سے قریں غَوثِ اعظم

ہماری بھی للہ بگڑی بنادو
غلاموں کے تم ہو مُعیں غَوثِ اعظم

ہیں گھیرے ہوئے چار جانب سے دشمن
خدارا بچا میرا دِیں غَوثِ اعظم

چُھپالے مجھے اپنے دامَن کے نیچے
کہ غم کی گھٹائیں اٹھیں غَوثِ اعظم

وہ ہے کونسا ان کے دَر کا بھکاری
مددگار جس کے نہیں غَوثِ اعظم

حُسین وحَسن کی تُو آنکھوں کا تارا
وہ خاتَم ہیں اور تُو نگیں غَوثِ اعظم

حکومت تِری نافِذہ ہے کہ حق نے
تجھے دی ہے فتحِ مُبیں غَوثِ اعظم

تجھے سب نے جانا تجھے سب نے مانا
تِری سب میں دُھومیں مچیں غَوثِ اعظم

تُو وہ ہے تِرے پاک تلوے کے آگے
کھنچی گردنیں جُھک گئیں غَوثِ اعظم

نہ تھے مطلقًا اَولیاء جس سے واقِف
تجھے نعمتیں وہ ملیں غَوثِ اعظم

تِری ذات سے اے شریعت کے حامی
طریقت کی رَمزیں کھلیں غَوثِ اعظم

شریعت طریقت کے ہر سلسلے میں
ہیں تیری ہی نہریں بہیں غَوثِ اعظم

سَلاسِل کی سب منزلوں میں ہے پھیلی
تِری رَوشنی بالیقیں غَوثِ اعظم

غم ورَنج میں نام تیرا لیا جب
تو کلیاں دِلوں کی کِھلیں غَوثِ اعظم

کرم گر کرو میرے مدفن میں آؤ
تو ہو قبر خُلدِ بَریں غَوثِ اعظم

الٰہی ترا کلمۂ پاک مجھ کو
سکھائیں دَمِ واپسیں غَوثِ اعظم

بسُوئے جمیل از نگاہِ عنایت
بَبیں غَوثِ اعظم بَبیں غَوثِ اعظم[1]

(۱) "قَبالۂ بخشش" ترے جد کی ہے بارہویں غَوثِ اعظم، ص۱۶۶- ۱۶۹۔

پیروں کے آپ پیر ہیں یا غوث اَلمدد

پیروں کے آپ پیر ہیں یاغَوث اَلمدد
اہلِ صَفا کے مِیر ہیں یاغَوث اَلمدد
رَنج واَلَم کثیر ہیں یاغَوث اَلمدد
ہم عاجِز واَسیر ہیں یاغَوث اَلمدد

تیرے ہی ہاتھ لاج ہے یا پیر دستگیر
ہم تجھ سے دستگیر ہیں یاغَوث اَلمدد
اِدْفَعْ شَرَارَ الشَّرْ یَا غَوْثَنَا الأبَرّ
شَر کے شَرر خطیر ہیں یاغَوث اَلمدد

کس دل سے ہو بیانِ بےداد ظالماں
ظالِم بڑے شَرِیر ہیں یاغَوث اَلمدد
اہلِ صَفا نے پائی ہے تم سے رہِ صَفا
سب تم سے مُستنیر ہیں یاغَوث اَلمدد

صدقہ رسولِ پاک کا جھولی میں ڈال دو
ہم قادری فقیر ہیں یاغَوث اَلمدد

دل کی سنائے اختر دل کی زبان میں

کہتے یہ بہتے نیِّر ہیں یاغَوث اَلمدد[۱]

(۱) "سفینۂ بخشش" کھلا میرے دل کی کَلی غَوثِ اعظم، ص۱۵۶- ۱۵۸۔

مآخذِ و مَراجع

مآخِذ ومَراجع

مخطوطات

- الفُتوحات الربّانية في تفضيل الطريقة الشاذليّة، ابن عقبة المدغري، المخطوط.

عربي مآخِذ ومَراجع

- القرآن الكريم، كلامُ الله تعالى.
- الإبريز من كلام سيِّدي الغَوث عبد العزيز الدَبّاغ، أحمد بن المبارك المغربي (ت ١١٥٥هـ) تحقيق: محمد عدنان الشماع، السُّورية ١٤٠٤هـ، ط١.
- ابن حجر العَسقلاني مصنَّفاته ودراسة في منهجه وموارِده في كتابه الإصابة، شاكر محمود عبد المنعِم، بيروت: مؤسّسة الرسالة ١٤١٧هـ، ط ١.
- الأذكار، النوَوي (ت ٦٧٦هـ) تحقيق: محمد غسّان نصوح غزقول، بيروت: دار المنهاج ١٤٢٥هـ، ط١.
- الأربعون الكيلانيّة، الشيخ عبد الرزّاق الكيلاني (ت٦٠٣هـ)

بيروت: المكتب الإسلامي ١٤٢١هـ، ط١.

- الأعلام، الزِركلي (ت ١٣٩٦هـ) بيروت: دار العلم للمَلايين ٢٠٠٢م، ط١.

- الاستقامة، ابن تَيمية الحَرّاني (ت ٧٢٨هـ) تحقيق: د. محمد رَشاد سالم، المدينة المنوّرة: جامعة محمد بن سعود ١٤٠٣هـ، ط١.

- الأشباه والنظائر، ابن نجَيم المصري (ت٩٧٠هـ) تحقيق: زكريا عميرات، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤١٩هـ، ط١.

- الإشارات في علم العبارات، لخليل الظاهري (ت٨٧٣هـ) بيروت: دار الفكر.

- أعلام التصوّف الإسلامي، أحمد أبو كف، القاهرة: مؤسَّسة دار التعاوُن ٢٠٠٢ء، ط٢.

- إكمال الإكمال، ابن نقطة الحنبلي(ت ٦٢٩هـ) تحقيق: د. عبد القيوم عبد رب النّبي، مكّة المكرّمة: جامعة أمّ القُرى ١٤١٠هـ، ط ١.

- إيضاح المكنون، إسماعيل البغدادي (ت ١٣٣٩هـ) بيروت: دار الفكر ١٤١٩هـ.

- البداية والنهاية، ابن كثير (ت ٧٧٤هـ) تحقيق: علي شيري، بيروت: دار إحياء التراث العربي ١٤٠٨هـ، ط١.

- بهجة الأسرار ومَعدِن الأنوار، الشَطَنُوفي (ت ٧١٣هـ) بيروت: دار الكتب العلمية ١٤٢٣هـ، ط١. ومصر: مطبعة البابي الحلَبي.
- تاريخ ابن الوردي، الكندي (ت ٧٤٩هـ) بيروت: دار الكتب العلمية ١٤١٧هـ، ط١.
- تاريخ الإسلام، الذَّهبي (ت ٧٤٨هـ) تحقيق: د. بَشّار عَواد معروف، بيروت: دار الغرب الإسلامي ١٤٣٢هـ، ط١.
- تحفة الطالب بمعرفة مَن ينتسب إلى عبد الله وأبي طالب، السمرقندي (ت ٩٦٦هـ) تحقيق: الشريف أنس الكُتبي الحسني.
- الترغيب والترهيب، المُنذِري (ت ٦٥٦هـ) تحقيق: إبراهيم شمس الدِّين، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤١٧هـ، ط١.
- تفريح الخاطِر في مناقب الشيخ سيِّدنا عبد القادر، الأربلي (ت ١٣١٥هـ) الإسكندريّة: تكية القادرية.
- تهذيب التهذيب، ابن حجر العسقلاني (ت٨٥٢هـ)، الهند: دائرة المعارف النظامية ١٣٢٦هـ، ط١.
- جِلاء العينَين في مُحاكَمة الأحمدين، نعمان بن محمود الآلُوسي(ت ١٣١٧هـ) بيروت: المكتبة العصرية ١٤٢٧هـ، ط١.
- الجواهر والدُرر في ترجمة شيخ الإسلام ابن حجر، السخاوي (ت

٩٠٣هـ) بيروت: دار ابن حَزم ١٤١٩هـ، ط١.

- الرسائل الثلاث، الشاهْ عبد الرحيم الدهلوي (ت ١١٣١هـ) الهند: دار الكتاب ديو بند ١٤١٨هـ.

- الحاوي للفتاوي، السُّيوطي (ت ٩١١هـ) بيروت: دار الفكر ١٤١٤هـ.

- الحِرز الثمين للحصن الحصين، القاري (ت ١٠١٤هـ) مكة المكرّمة: المطبعة الميرية ١٣٠٥هـ، ط١.

- حُسن المُحاضرة في تاريخ مصر والقاهرة، السُيوطي (ت٩١١هـ) تحقيق: محمد أبو الفضل إبراهيم، مصر: دار إحياء الكتب العربية - عيسى البابي الحلَبي وشُركاؤه ١٣٨٧هـ/ ١٩٦٧م، ط١.

- الحِصن الحصين من كلام سيِّد المرسَلين، الجزري الشافعي (ت ٨٣٣هـ) بيروت: المكتبة العصرية ١٤٢٥هـ، ط١.

- خلاصة المفاخر في اختصار مناقب الشيخ عبد القادر، اليافعي (ت ٧٦٨هـ) القاهرة: دارة الكرز ١٤٢٧هـ، ط١.

- الخيرات الحِسان في مَناقب أبي حنيفة النعمان، ابن حجر الهيتمي المكّي (ت٩٧٤هـ)، دِمشق: دار الهدى والرَّشاد ١٤٢٨هـ، ط١.

- دلائل النُبوّة، البَيهقي (ت ٤٥٨هـ) تحقيق: عبد المعطي قَلعجي، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤٣٣هـ، ط٢.

- دلائل النُبوّة، أبو نعَيم الأصبهاني (ت ٤٣٠هـ) تحقيق: محمد روّاس قَلعجي، بيروت: دار النفائس ١٤٠٦هـ، ط٢.
- رسائل الأركان، اللَكنَوي (ت١٢٣٥هـ) الهند: المطبع اليوسفي.
- الذَيل على طَبَقات الحنابلة، ابن رَجب الحنبلي (ت ٧٩٥هـ) تحقيق: د. عبد الرحمن بن سليمان العثَيمِين، الرّياض: مكتبة العبيكان ١٤٢٥هـ، ط١.
- سنن أبي داود، السجستاني (ت ٢٧٥هـ) الرياض: دار السلام ١٤٢٠هـ، ط١.
- سنن الترمذي، محمد بن عيسى (ت ٢٧٩هـ) الرياض: دار السلام ١٤٢٠هـ، ط١.
- سنن الدارقُطني، علي بن عمر الدارقُطني (ت ٣٨٥هـ) تحقيق: مجدي حسن، ملتان: نشر السُنّة ١٤٢٠هـ.
- سنن الدارمي، الدارمي (ت٢٥٥هـ)، تحقيق فَواز أحمد زمرلي، بيروت: دار الكتاب العربي ١٤٠٧هـ، ط١.
- سِيَر أعلام النُبلاء، الذَّهبي (ت ٧٤٨هـ) تحقيق: شعيب الأرنؤوط، القاهرة: دار الحديث ١٤٢٧هـ.
- السَيف الربّاني في عُنق المعترض على الغَوث الجيلاني، للجزائري

(ت ١٢٢٤هـ) التُونسيّة: المطبعة الرسمية.

- الشجرة الطيّبة، خلخالي زادَهْ، قُم ١٤١١هـ، ط١.

- شذرات الذهب دراسة في البلاغة القرآنية، عبد الحي بن أحمد العَكري (ت ١٠٨٩هـ) تحقيق: محمود الأرنؤوط، بيروت: دار ابن كثير ١٤١٤هـ، ط١.

- شرح حِزب البحر، أحمد زرُّوق الفاسي (ت ٨٩٩هـ) القاهرة: دار جَوامع الكلِم.

- شرح العقائد النَّسَفية، التفتازاني (ت ٧٩٢هـ) تحقيق: محمد عدنان درويش، دِمشق: مكتبة دار البيروتي ١٤١١هـ.

- شرح المقاصد، التفتازاني (ت ٧٩٣هـ) تحقيق: د. عبد الرحمن عميرة، منشورات الشريف الرضي ١٤٠٩هـ، ط١.

_ شرح المواهب اللدُنية، الزرقاني (ت١١٢٢هـ)، تحقيق محمد عبد العزيز الخالدي، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤١٧هـ، ط١.

- الشريعة، الآجُرّي (ت ٥١٦هـ) تحقيق: د. عبد الله بن عمر بن سليمان الدميجي، الرياض: دار الوطن ١٤٢٠هـ، ط٢.

- الشِفا بتعريف حقوق المصطفى، قاضي عياض (ت ٥٤٤هـ) تحقيق: عبد السلام محمد أمين، بيروت: دار الكتب العلمية

١٤٢٢هـ، ط٢.

- شمس المَفاخر، البخشي (ت ١٠٩٨هـ) مصر: مطبعة السعادة ١٣٣٦هـ، ط١.

- الشيخ عبد القادر الكيلاني ﷺ حياته – آثاره، يونس السامرّائي (ت ١٤٢٢هـ) بغداد: مطبعة الإرشاد ١٣٩٠ هـ/ ١٩٧٠م، ط ١.

- صحيح ابن خزَيمة، أبو بكر محمد بن إسحاق (ت ٣١١هـ) تحقيق: د. محمّد مصطفى الأعظمي، بيروت: المكتب الإسلامي ١٤٢٤هـ، ط٢.

- صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل البخاري (ت ٢٥٦هـ) الرياض: دار السّلام ١٤١٩هـ، ط٢.

- صحيح مسلم، مسلم بن الحجّاج (ت ٢٢٦١هـ) الرياض: دار السّلام ١٤١٩هـ، ط١.

- طبَقات الحُفّاظ، السُيوطي (ت٩١١هـ) بيروت: دار الكتب العلمية ١٤٠٣هـ، ط١.

- طبَقات الشاذليّة الكُبرى، الكوهن الفاسي (ت ١٢٧٤هـ) بيروت: دار الكتب العلمية ١٤٢٦هـ، ط٢.

- الطبَقات الكُبرى، ابن سعد (ت ٢٣٠هـ) بيروت: دار الفكر

١٤١٤هـ، ط١.

- الطبَقات الكُبرى = لَواقِح الأنوار في طبَقات الأخيار، الشَّعراني (ت ٩٧٣هـ) بيروت: دار الفكر.

- الطريق إلى الله، الشيخ عبد القادر الجيلاني (ت ٥٦١هـ) تحقيق: محمد غسّان نصوح عزقول، دِمشق: دار السَنابِل ١٤١٣هـ/ ١٩٩٢م، ط٢.

- العِبَر في خبرِ مَن غَبر، الذَّهبي (ت ٧٤٨ هـ) تحقيق: أبو هاجر محمد السعيد بن بسيوني زغلول، بيروت: دار الكتب العلميّة.

- عقد الجِيد في أحكام الاجتهاد والتقليد، الشاهْ ولي الله الدهلوي (ت ١١٨٠هـ) تحقيق: محبّ الدِّين الخطيب، القاهرة: المطبعة السلفية ١٣٨٥هـ، ط١.

- عمل اليوم والليلة، ابن السُنّي (ت ٤٦٣هـ) تحقيق: حامد أحمد الطاهر، القاهرة: المكتب الثقافي للنشر والتوزيع ١٤٢٥هـ، ط١.

- عوارِف المعارِف، شِهاب الدِّين السُّهروَردي (ت ٦٣٢هـ) (مطبوع مع إحياء علوم الدين) بيروت: دار الكتب العلميّة ١٤٠٦هـ، ط١.

- غاية النهاية في طبَقات القرّاء، ابن الجزري (ت ٨٣٣هـ) القاهرة:

مكتبة ابن تَيمية ١٣٥١هـ، ط١.

- غِبطة الناظر في ترجمة الشيخ عبد القادر الجيلاني، ابن حجر العَسقلاني (ت ٨٥٢هـ) طُبع في كَلكَتّه ١٩٠٣م.

- الفتاوى الحدِيثية، ابن حجر الهيثمي (ت٩٧٤هـ) دار الفكر.

- فتح الباري بشرح صحيح البخاري، العَسقلاني (ت ٨٥٢هـ) القاهرة: دار الحديث ١٤٢٤هـ.

- الفتح الرَبّاني، الشيخ عبد القادر الجيلاني (ت ٥٦١هـ) بيروت: دار الريّان.

- فتح القدير للعاجز الفقير، ابن الهُمام (ت ٨٦١هـ) بيروت: دار إحياء التراث العربي.

- فُتوح الغَيب، الشيخ عبد القادر الجيلاني (ت ٥٦١هـ) مصر: مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلَبي ١٣٩٢هـ، ط٣.

- فوات الوَفيّات، محمد بن شاكر (ت ٧٦٤هـ) تحقيق: إحسان عباس، بيروت: دار صادر ١٩٧٣ء.

- قصّة المعراج، نجم الدِّين الغَيطي (ت ٩٦٨هـ) بيروت: دار أحياء الكتب العربية.

- القصيدة الغوثيّة (الخمريّة) الشيخ عبد القادر الجيلاني (ت

٥٦١هـ) لاهور: شبير برادرز ١٩٨٧ء، ط١.

- قلائد الجواهر في مَناقب عبد القادر، التادِفي (ت ٥٦٣هـ) مصر: مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلَبي ١٣٧٥هـ، ط٣.

- الكاشف عن حقائق السُنن، الطِيبي (ت ٧٤٣هـ) تحقيق بديع السيّد اللَحّام، كراتشي: إدارة القرآن والعلوم الإسلامية ١٤١٣هـ، ط١.

- الكامل في ضعفاء الرِّجال، ابن عدي (ت ٣٦٥هـ) تحقيق: عادل أحمد عبد الموجود، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤١٨هـ، ط١.

- كتاب السُنّة، ابن أبي عاصم (ت ٢٨٧هـ) تحقيق: محمد ناصر الألباني، بيروت: المكتب الإسلامي ١٤٠٠هـ، ط١.

- الكرامات، محمد بن علوي المالكي (ت ١٤٢٥هـ).

- كشف الخفاء ومُزيل الإلباس، أبو الفداء العجلوني (ت ١١٦٢هـ) تحقيق: عبد الحميد بن أحمد بن يوسف بن هنداوي، بيروت: المكتبة العصرية ١٤٢٠هـ، ط١.

- كشف الظنون، حاجي خليفة (ت ١٠٦٧هـ) بيروت: دار الفكر ١٤١٩هـ.

- كشف النقاب عن أنساب الأربعة الأقطاب، عبد القادر بن محمد

الطَبَري (ت ١٠٣٣هـ) مصر: المطبعة الخيريّة.

- كنز العمّال، علاء الدين علي بن حُسام الدّين (ت ٩٧٥هـ) تحقيق: محمود عمر الدّمياطي، ملتان: إدارة تأليفات أشرفيّة ١٤٢٤هـ.

- الكَوكب الزاهر في مَناقب الغوث عبد القادر، الصيّادي الرفاعي (ت ١٣٢٨هـ) إستانبول ١٣١٣هـ.

- الطبَقات الشّافعية الكُبرى، ابن السُّبكي (ت ٧٧١هـ) تحقيق: د. محمود محمد الطناحي/ د. عبد الفتّاح محمد الحلو، القاهرة: مطبعة فيصل عيسى البابي الحلَبي ١٣٨٣هـ، ط١.

- مجموع الفتاوى، ابن تَيمية الحَرّاني (ت ٧٢٨هـ) تحقيق: عبد الرحمن بن محمد بن قاسم، المدينة المنوّرة: مجمع الملِك فهد لطباعة المصحف الشريف ١٤٢٣هـ، ط ١.

- مَدارج السالكين، ابن قيّم الجَوزيّة (ت ٧٥١هـ) تحقيق: محمد المعتصم بالله البغدادي، بيروت: دار الكتاب العربي ١٤١٦هـ، ط٣.

- مدارك التنزيل وحقائق التأويل، النَّسَفي (ت ٧١٠هـ) تحقيق: زكريّا عميرات، بِشاوَر: مكتبة القرآن والسُنّة.

- مرآة الجنان وعِبرة اليقظان في معرفة ما يعتبر من حوادِث الزمان، اليافعي (ت ٧٦٨هـ) بيروت: دار الكتب العلمية ١٤١٧هـ، ط١.

- مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، القاري (ت ١٠١٤هـ) تحقيق: صدقي محمد جميل العطّار، بيروت: دار الفكر ١٤١٢هـ.
- المستدرَك على الصحيحَين، الحاكم (ت ٤٠٥هـ) تحقيق: حمدي الدمرداش محمد، مكّة المكرّمة: مكتبة نزار مصطفى الباز ١٤٢٠هـ، ط١.
_ المستطرف في كلّ فنّ مستظرف، شِهاب الدِّين محمد الأبشيهي (ت٨٥٢هـ) تحقيق د. مفيد محمد قميحة، بشاور: حافظ كتب خانَه.
- المسند، أحمد بن حنبل (ت ٢٤١هـ) تحقيق: شعيب الأرنؤوط، بيروت: مؤسَّسة الرسالة ١٤٢١هـ، ط١.
- معالم التنزيل، البغَوي (ت ٥١٦هـ) تحقيق: خالد عبد الرحمن العك، بيروت: دار المعرفة ١٤٢٣هـ، ط٥.
- مُسند البزّار، أبو بكر أحمد بن عَمرو (ت ٢٩٢هـ) تحقيق د. محفوظ الرحمن زين الله، بيروت: مؤسّسة علوم القرآن ١٤٠٩هـ، ط١.
- المصنَّف، ابن أبي شَيبة (ت ٢٣٥هـ) تحقيق: كمال يوسف الحُوت، الرياض: مكتبة الرُشد ١٤٠٩هـ، ط١.
- المعتقَد المنتقَد، فضل الرّسول البَدايُوني (ت ١٢٨٩هـ) تحقيق: د. المفتي محمد أسلم رضا الميمني، مصر: دار الهجرة الأولى

١٤٤٠هـ، ط٢.

- المعجم الصغير، الطَبَراني (ت ٣٦٠هـ) تحقيق: عبد الرحمن محمد عثمان، بيروت: دار الفكر ١٤١٨هـ، ط١.

- المعجم الكبير، الطَبَراني (ت ٣٦٠هـ) تحقيق حَمدي عبد المجيد السلَفي، بيروت: دار إحياء التراث العربي ١٤٢٢هـ، ط٢.

- معجم المطبوعات العربية والمعرّبة، يوسف بن إليان بن موسى سركيس (ت ١٣٥١هـ) مصر: مطبعة سركيس ١٣٤٦هـ.

- معجم المطبوعات العربية في شبة القارّة الهندية الباكستانية، د. أحمد خانْ، الرياض: مكتبة الملك فهد الوطنية ١٤٢١هـ.

- معجم المؤلِّفين، عمر رضا كحالة (ت ١٤٠٨هـ) بيروت: مؤسَّسة الرّسالة ١٤١٤هـ، ط١.

- المَوَطّأ، الإمام مالك (ت ١٧٩هـ) تحقيق: نجيب ماجدي، بيروت: المكتبة العصرية ١٤٢٣هـ.

- المعقبون من آل أبي طالب، الرجائي، قُم: مؤسّسة عاشوراء ١٤٢٧هـ، ط١.

- معرفة القُرّاء الكِبار على الطبَقات والأعصار، الذَهبي (ت ٧٤٨هـ) بيروت: دار الكتب العلمية ١٤١٧هـ، ط١.

- المواهب اللدُنيّة بالمِنح المحمديّة، القسطلاني (ت ٩٢٣هـ) تحقيق: صالح أحمد الشامي، بيروت: المكتب الإسلامي ١٤٢٥هـ، ط٢.
- المواهب الجليلة شرح حِزب الوسيلة، السيِّد محمد أمين الكيلاني، مركز تحقيقات كامبيوتري علوم اسلامي.
- مقاتل الطالبيين، أبو الفرَج الأصبهاني (ت ٣٥٦هـ) تحقيق: السيّد أحمد صقر، بيروت: دار المعرفة.
- مَناهِل الضرب في أنساب العرب، جعفر الأعرجي (ت ١٣٣٢هـ) تحقيق: السيّد مهدي الرجائي، قُم: مكتبة آية الله العُظمى المرعشي النَجفي ١٤١٩هـ.
- مِنح الرَوض الأزهر في شرح الفقه الأكبر، مُلّا علي القاري (ت ١٠١٤هـ) بيروت: دار البشائر الإسلامية ١٤١٩هـ، ط١.
- ميزان الاعتدال في نقد الرِّجال، الذَّهبي (ت ٧٤٨هـ) تحقيق: علي محمد البجاوي، بيروت: دار المعرفة.
- نزهة الخاطر الفاتِر، مُلّا علي القاري (ت ١٠١٤هـ) لاهور: مؤسّسة الشَّرف.
- نزهة الخواطِر وبهجة المسامِع والنواظِر، عبد الحي بن فخر الدّين الطالبي (ت ١٣٤١هـ) بيروت: دار ابن حَزم ١٤٢٠هـ، ط١.

- النفحة العَنبريّة في أنساب خير البريّة، محمد كاظم اليماني، تحقيق السيّد مهدي الرَجائي.
- الوفاء بأحوال المصطفى، ابن الجَوزي (ت٥٩٧هـ) الرياض: المؤسّسة السعيديّة.
- وَفيات الأعيان، ابن خَلكان (ت ٦٨١هـ) تحقيق: بيروت: دار إحياء التراث العربي ١٤١٧هـ، ط١.
- هدية العارفين، إسماعيل باشا البغدادي (ت ١٣٣٩هـ) بيروت: دار الفكر ١٤١٩هـ.

اردو ماٰخِذومَراجع

- اَخبار الاَخیار، عبد الحق محدِّث دہلوی (ت ۱۰۵۲ھ) مترجمین: مولانا سبحان محمود، مولانا محمد فاضل، لاہور: اکبر بُک سیلرز ۲۰۱۴ء۔
- اسلامی عقائد ومسائل، ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی، کراچی: ادارۂ اہلِ سنّت ۱۴۴۲ھ/۲۰۲۱ء، ط۲۔
- اقتباس الاَنوار، شیخ محمد اکرم قُدّوسی، لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء۔
- اِمداد الفتاوی، اشرف علی تھانوی (ت ۱۳۶۲ھ) انڈیا: زکریا بک ڈپو۔
- انوارِ آلِ حَسن، سیّد محمد عباس حسنی گیلانی، بھکر: خان محمد الرضا پرنٹنگ پریس ۲۰۱۷ء۔
- بہارِ شریعت، مفتی امجد علی اعظمی (ت ۱۳۶۷ھ) کراچی: مکتبۃ المدینہ ۱۴۲۹ھ، ط۱۔

- تاریخِ دعوت وعزیمت، ابو الحسن ندوی (ت ۱۹۹۹ء) لکھنؤ: مجلسِ تحقیقات ونشریاتِ اسلام ۱۴۲۷ھ، ط۱۔
- تاریخ وشرح شجرۂ رضویہ، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری، کراچی: ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا ۱۴۴۲ھ/ ۲۰۲۰ء، ط۱۔
- تحفہ اِثناء عشریہ، شاہ عبد العزیز محدِّث دہلوی (ت ۱۲۳۹ھ) کراچی: دار الاِشاعت۔
- تحقیقاتِ امامِ علم وفن، حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی، تحقیق: ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی، کراچی: ادارۂ اہلِ سنّت ۱۴۴۳ھ/ ۲۰۲۱ء، ط۱۔
- تذکرہ اَولیائے پاک وہند، ڈاکٹر ظُہور الحسن شارِب، لاہور: پروگریسو بُکس۔
- تذکرہ مصنّفینِ درسِ نظامی، پروفیسر اختر راہی، لاہور: مکتبہ رحمانیہ ۱۳۹۸ھ۔
- تفسیر خزائن العرفان، علّامہ سیّد نعیم الدین مرادآبادی (ت ۱۳۶۷ھ) کراچی: مکتبۃ المدینہ۔
- تفسیر غوثِ جیلانی (اردو ترجمہ: تفسیر القرآن العظیم) شیخ عبد القادر جیلانی (ت ۵۶۱ھ) مترجم: مولانا شرف الدین قادری اشرفی، لاہور: اکبر بُک سیلرز۔
- حدائق بخشش، امام احمد رضا (ت ۱۳۴۰ھ) کراچی: مکتبۃ المدینہ ۱۴۳۳ھ۔
- حضور غَوثِ اَعظم کی مجاہدانہ زندگی اور خانقاہی نظام، مفتی ضیاء احمد قادری رضوی، لاہور: مکتبہ طلع البدر علینا ۱۴۴۰ھ۔
- خزینۃ الاَصفیاء، مفتی غلام سروَر قادری (ت ۱۴۳۱ھ) لاہور: مکتبہ نبویّہ۔
- ذَوقِ نعت، مولانا حسن رضا خان (ت ۱۳۲۶ھ) کراچی: مدینہ پبلشنگ کمپنی۔

- زُبدۃ الآثار، شیخ عبد الحق محدّث دہلوی (ت ۱۰۵۲ھ) ممبئ: بک سیلنگ کمپنی۔
- سامانِ بخشش، مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفی رضا خان (ت ۱۴۰۲ھ) کراچی: مکتبۃ المدینہ ۱۴۴۰ھ، ط ۱۔
- سفینۂ بخشش، مفتی اختر رضا خان اَزہری (ت ۱۴۴۰ھ) کراچی: جمعیت رضائے مصطفی ۱۴۳۱ھ، ط ۱۔
- سوانحِ غوثِ اعظم، مفتی محمد فیض احمد اُویسی (ت ۱۴۳۱ھ) ڈیجیٹل ایڈیشن۔
- سیرتِ غوثِ اعظم، ابو البیان محمد داؤد فاروقی نقشبندی، ڈیرہ اسماعیل خان: مکتبۂ سراجیہ ۱۳۹۹ھ، ط ۲۔
- سیّدنا عبد الرزاق ابن شیخ عبد القادر جیلانی کی صلبی اَولاد کی علمی، دینی وسیاسی خدمات کا تنقیدی جائزہ، پروفیسر ڈاکٹر محمد حسین آزاد، ملتان: ادارہ جمالِ مصطفی ۲۰۱۹ء۔
- سیّدنا غوثِ اعظم کا رُتبہ تمام اَولیاء سے بلند ہے، امام احمد رضا (ت ۱۳۴۰ھ) مترجم: محمد احمد مصباحی، مبارک پور: ماہنامہ اشرفیہ ۱۳۹۸ھ، ط ۱۔
- السیف المسلول (مترجم) قاضی ثناء اللہ پانی پتی (ت ۱۲۲۵ھ) تحقیق و مترجم: مولانا محمد رفیق اثری، ملتان: فاروقی کتب خانہ ۱۹۷۹ء، ط ۱۔
- شرح فتوح الغیب، شیخ عبد الحق محدّث دہلوی (ت ۱۰۵۲ھ) لاہور: حجاز پبلی کیشنز ۲۰۰۰ء۔
- شرح قصیدہ غوثیہ، ابو البرکات علّامہ محمد عبد المالک، لاہور: نوری بُک ڈپو ۱۳۳۹ھ، ط ۱۔

- صراطِ مستقیم (فارسی) اسماعیل دہلوی (ت ۱۲۴۶ھ) لکھنؤ: فخر المطابع ۱۳۲۱ھ، ط ا۔

- عجائب القرآن مع غرائب القرآن، عبد المصطفیٰ اعظمی (ت ۱۴۰۶ھ) کراچی: مکتبۃ المدینہ۔

- عربی مَولود ناموں کی تاریخ، عابد حسین شاہ پیرزادہ، انڈیا: مکتبہ اہلِ سنّت۔

- غَوثِ پاک کے حالات، کراچی: مکتبۃ المدینہ ۱۴۲۷ھ، ط ا۔

- فتاوی اہلِ حدیث، عبد اللہ روپڑی (ت ۱۹۶۴م) سرگودھا: ادارۂ اِحیاء السُنۃ النُبویہ ۱۳۹۲ھ، ط ا۔

- فتاوی رشیدیہ، رشید احمد گنگوہی (۱۳۲۳ھ) کراچی: دار الاِشاعت۔

- فتاوی رضویہ، امام احمد رضا خان (ت ۱۳۴۰ھ) تحقیق: مفتی محمد حنیف خان رضوی/ ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی، کراچی: ادارۂ اہلِ سنّت ۱۴۳۸ھ، ط ا۔

- فتاوی شارحِ بخاری، مفتی شریف الحق امجدی (ت ۱۴۲۱ھ) گھوسی: دائرۃ البرکات ۱۴۳۳ھ/۲۰۱۱ء، ط ا۔

- فُیوضِ غوث یزدانی (اردو ترجمہ: الفتح الربّانی) شیخ عبد القادر جیلانی (ت ۵۶۱ھ) مترجم: مفتی محمد ابراہیم قادری بدایونی، لاہور: فرید بُک اسٹال ۱۴۰۶ھ، ط ا۔

- قَبالۂ بخشش، مولانا جمیل الرحمن قادری (۱۳۴۳ھ) کراچی: مکتبۃ المدینہ ۱۴۴۰ھ، ط ا۔

- قصائدِ غوثیہ، افتخار احمد حافظ قادری۔

- کلیات اقبال، محمد اقبال (ت ۱۹۳۸م) لاہور: اقبال اکیڈمی ۱۹۹۰ء۔

- مجیرِ اعظم شرح اکسیرِ اعظم، امام احمد رضا خاں (ت ۱۳۴۰ھ) ممبئی: رضا اکیڈمی ۱۴۳۴ھ، ط ا۔

- مسلکِ غوثِ اعظم اور مخالفین، مولانا غلام مرتضیٰ ساقی مجدّدی (ت ۲۰۲۲م) گوجرانوالہ: سُنی پبلیکیشنز ۲۰۱۰ء۔

- مکتوبات امام رَبّانی، مجدِّد الف ثانی شیخ احمد سرہَندی (ت ۱۰۳۴ ھ) لاہور: شبیر برادرز ۱۴۲۸ھ۔

- نشر الطِیب فی ذکر النبی الحبیب، اشرف علی تھانوی (ت ۱۳۶۲ھ) لاہور: مشتاق بُک کارنر ۲۰۰۳ء، ط ا۔

ادارۂ اہلِ سنّت کی مطبوعات واِصدارات

عربی کتب

١. كنز الإيمان في ترجمة القرآن: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) مع تفسير خزائن العرفان: لصدر الأفاضل السيِّد محمد نَعِيم الدِّين المرادآبادي (ت١٣٦٧هـ) طُبعت ثانياً من "دار الفقيه" أبوظبي الإمارات ١٤٤٢هـ / ٢٠٢٠م.

٢. العطايا النبويّة في الفتاوى الرضوية: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) (٢٢ مجلَّداً بالأرديّة) محقَّقة، طبعت ١٤٣٨هـ/ ٢٠١٧م.

٣. جدّ الممتار على ردّ المحتار: له (ت١٣٤٠هـ) (سبع مجلَّدات) محقَّقة، طُبعت من "دار الفقيه" أبوظبي الإمارات، ١٤٣٤هـ/ ٢٠١٣م.

٤. المعتقَد المنتقَد: للعلّامة فضل الرّسول القادري البَدَايُوني (ت١٢٨٩هـ) مع حاشية قيّمة مسمّاة: المعتمَد المستنَد بناء نجاة الأبد: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّق،

طُبع ثانياً ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م. نشر إلكتروني أوّلاً ١٤٤٣هـ/ ٢٠٢٢م.

٥. الدَّولة المكّية بالمادّة الغَيبيّة: له، محقَّق، طبع ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

٦. إنباء الحي أنّ كلامَه المصونَ تبيانٌ لكلِّ شيء (مجلّدان): له، محقَّق، طبع ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

٧. شرح عقود رسم المفتي: للإمام ابن عابدين الشّامي (ت١٢٥٢هـ) محقَّقة، طُبعت رابعاً من "دار الفتح" الأردن، ١٤٤٣هـ/ ٢٠٢٢م.

٨. أجلى الإعلام أنّ الفتوى مطلقاً على قول الإمام: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طُبعت رابعاً من "دار الفتح" الأردن، ١٤٤٣هـ/ ٢٠٢٢م.

٩. الفضل الموهبي في معنى إذا صحّ الحديث فهو مذهبي: له (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طُبعت رابعاً من "دار الفتح" الأردن، ١٤٤٣هـ/ ٢٠٢٢م.

١٠. جليُّ الصَّوْت لنَهي الدَّعْوة أمَامَ موت (بالأرديّة): له، ١٤٢٨هـ/ ٢٠٠٧م.

١١. رادّ القحط والوباء بدعوة الجيران ومُؤاساة الفقراء: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، مترجمة بالعربيّة، طبعت

من "الإدارة لتحقيقات الإمام أحمد رضا" كراتشي ١٤٢٩هـ/ ٢٠٠٨م.

١٢. أعجب الإمداد في مكفّرات حقوق العباد: له، محقَّقة، مترجمة بالعربيّة، طبعت من "الإدارة لتحقيقات الإمام أحمد رضا" كراتشي ١٤٢٩هـ/ ٢٠٠٨م.

١٣. صفائح اللُجَين في كون تصافُح بكفَّي اليدَين: له، محقَّقة، مترجمة بالعربيّة، طبعت من "الإدارة لتحقيقات الإمام أحمد رضا" كراتشي ١٤٢٩هـ/ ٢٠٠٨م.

١٤. الإجازات المتينة لعلماء بكّة والمدينة: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م. نشر إلكتروني أوّلاً ١٤٤٣هـ/ ٢٠٢٢م.

١٥. الظَفر لقول زُفر: له، محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

١٦. شمائم العنبر في أدب النداء أمام المنبر: له، محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

١٧. صَيقل الرَّين عن أحكام مجاوَرة الحرمَين: له، محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

١٨. الجبل الثانوي على كلية التهانوي: له، محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

١٩. كفل الفقيه الفاهِم في أحكام قرطاس الدراهم: له، محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.

٢٠. هاديُ الأُضحِية بالشاء الهنديّة: له، محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.
٢١. الصافية الموحية لحكم جلد الأُضحِية: له، محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.
٢٢. الكشفُ شافيا حكم فونوجرافيا: له، محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.
٢٣. الزُّلال الأنقَى من بَحر سبقة الأتقى (في أفضلية سيّدنا أبي بكر رضي الله تعالى عنه): له، محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.
٢٤. "القول النَّجيح لإحقاق الحقّ الصّريح" مع حاشية "السَعي المشكور في إبداء الحقّ المهجور": له، محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٨م.
٢٥. قَوارع القَهّار على المجسِّمة الفُجّار: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) مترجمة بالعربية، محقَّقة، طبعت من "دار المقطَّم" القاهرة ١٤٣٢هـ/ ٢٠١١م.
٢٦. أنوار المنّان في توحيد القرآن: له، مترجمة بالأردية، محقَّقة، ١٤٢٩هـ/ ٢٠٠٨م.
٢٧. الأمن والعُلى لناعتِي المصطفى بدافع البلاء مترجَم بالعربيّة: له، محقَّق، طبع ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٩م.

٢٨. منير العين في حكم تقبيل الإبهامَين، للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) مترجمة بالعربية، ١٤٤٤هـ / ٢٠٢٢م (نشر إلكتروني).

٢٩. إقامة القيامة على طاعِن القيام لنبي تهامة (بالأرديّة): للإمام أحمد رضا خانْ ١٤٢٧هـ / ٢٠٠٦م.

٣٠. حُسام الحرمَين على منحر الكفر والمَين: له (ت١٣٤٠هـ) محقَّقة، أوّلاً طبعت من "مؤسّسة الرضا" لاهور ١٤٢٧هـ/ ٢٠٠٦م. وثانياً (نشر إلكتروني) بتحقيق وترتيب جديد ٢٠١٩م.

٣١. فتاوى الحرمَين برَجفِ ندوةِ المَين: للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ) محقَّق، ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٩م (نشر إلكتروني).

٣٢. إذاقة الأثام لمانعِي عملِ المَولد والقيام (بالأردية): للعلّامة المفتي نقي علي خانْ (ت١٢٩٧هـ) محقَّقة، طبعت ١٤٢٩هـ/ ٢٠٠٨م.

٣٣. أصول الرَّشاد لقَمع مَباني الفساد (بالأردية): للعلّامة المفتي نقي علي خانْ (ت١٢٩٧هـ) محقَّقة، ١٤٣٠هـ / ٢٠٠٩م. وثانياً (بالعربية) من "دار الفقيه" أبوظبي الإمارات ١٤٣٦هـ/ ٢٠١٥م.

٣٤. قواعد أصوليّة لفهم الآيات القرآنيّة والأحاديث النبويّة (بالعربية): للدكتور المفتي محمد أسلم رضا المَيمني، محقَّقة،

طبعت ثانياً ١٤٤٠هـ / ٢٠١٩م. و(بالأردية): له، محقَّقة، طبعت ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٩م.

٣٥. مقدّمة الجامع الرّضوي (ضوابط في الحديث الضعيف): لملِك العلماء المحدِّث المفتي ظفر الدّين البِهاري، محقَّقة، طبعت ثانياً نسخة معدَّلة من "دار الفقيه" أبوظبي الإمارات، ١٤٣٦هـ/ ٢٠١٥م.

٣٦. تحسين الوصول إلى مصطلح حديث الرّسول ﷺ: له، محقَّقة (بالأرديّة)، طبعت ثالثاً ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٩م.

٣٧. تحسين الوُصول إلى مصطلح حديث الرّسول ﷺ: له، محقَّقة (بالعربية) طبعت رابعاً ١٤٤٠هـ/ ٢٠١٩م.

٣٨. حياة الإمام أحمد رضا: للدكتور المفتي محمد أسلم رضا المَيمني، رسالة مختصرة في سيرة الإمام، محقَّقة، طبعت من "الإدارة لتحقيقات الإمام أحمد رضا" كراتشي ١٤٢٧هـ/ ٢٠٠٦م.

٣٩. نظم العقائد النَّسَفية (النّظم العربي): المفتي الشيخ إبراهيم علي الحمدُو العمر الحلَبي، طبع ثانياً ١٤٣٩هـ/ ٢٠١٨م.

٤٠. نظم العقائد النَّسَفية (النّظم الأردو): للشّيخ محمد سلمان الفريدي المصباحي الهندي، طبع ١٤٣٩هـ/ ٢٠١٨م.

٤١. متن الآجُروميّة في النحو: ترتيب جديد: د. المفتي محمد أسلم رضا المَيمني، ١٤٤٣هـ/ ٢٠٢١م (نشر إلكتروني).

٤٢. مختصر الآجُروميّة في النحو: ترتيب جديد: د. المفتي محمد أسلم رضا المَيمني، ١٤٤٣هـ/ ٢٠٢١م (نشر إلكتروني).

٤٣. الدعوة إلى الفكر، للشيخ مَنشا تابِش القصوري، ترجمتها بالعربية: الأستاذ العلّامة محمد عبد الحكيم شرف القادري (ت١٤٢٨هـ) محقَّق، ١٤٤٣هـ/ ٢٠٢٢م (نشر إلكتروني).

٤٤. "معارف رضا" المجلّة السَّنَوية العربيّة ١٤٢٩هـ/ ٢٠٠٨م (العدد السّادس) طبعت من "الإدارة لتحقيقات الإمام أحمد رضا" كراتشي.

اردو کتابیں

٤٥. اسلامی عقائد ومسائل (اردو): ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی، محقَّق، ثانیاً ۱۴۴۲ھ/ ۲۰۲۱ء۔

٤٦. عظمتِ صحابہ واہلِ بیتِ کرام رضی اللہ تعالی عنہم (اردو): ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی، محقَّق، ۱۴۴۲ھ/ ۲۰۲۰ء، الغنی پبلیشرز ۱۴۴۲ھ/ ۲۰۲۱ء۔

٤٧. قائدِ ملّت اسلامیہ علّامہ خادم حسین رضوی - حیات، خدمات اور سیاسی جدوجہد (اردو): مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی، محقَّق، ۱۴۴۲ھ/ ۲۰۲۱ء (آن لائن)۔

٤٨. تحقیقاتِ امام علم وفن (اردو): حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی، محقَّق، ۱۴۴۲ھ/ ۲۰۲۱ء، الغنی پبلیشرز ۱۴۴۲ھ/ ۲۰۲۱ء۔

٤٩. تحسینِ خطابت (واعظ الجمعہ ۲۰۱۸ء) (اردو) ۱۴۴۵ھ/۲۰۲۴ء، عدد صفحات: ۳۲۰ (آن لائن)۔

٥٠. تحسینِ خطابت (واعظ الجمعہ ۲۰۱۹ء) (اردو) ۱۴۴۵ھ/۲۰۲۴ء، عدد صفحات: ۴۶۸ (آن لائن)۔

٥١. تحسینِ خطابت (واعظ الجمعہ ۲۰۲۰ء) (اردو) (۲ جلدیں) عدد صفحات: ۹۸۲۔ الغنی پبلیشرز ۱۴۴۳ھ/۲۰۲۲ء۔

٥٢. تحسینِ خطابت (واعظ الجمعہ ۲۰۲۱ء) (اردو) ۱۴۴۴ھ/۲۰۲۳ء، (۲ جلدیں) عدد صفحات: ۸۷۲، المکتبۃ النظامیہ پشاور۔

٥٣. تحسینِ خطابت (واعظ الجمعہ ۲۰۲۲ء) (اردو) ۱۴۴۴ھ/۲۰۲۳ء، (۲ جلدیں) عدد صفحات: ۹۶۰ (آن لائن)۔

٥٤. تحسینِ خطابت (واعظ الجمعہ ۲۰۲۳ء) (اردو) ۱۴۴۵ھ/۲۰۲۴ء، (۲ جلدیں) عدد صفحات: ۹۴۴ (آن لائن)۔

٥٥. امام احمد رضا ایک فقیہِ مجتہد (اردو) ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی، محقَّق، ۱۴۴۴ھ/ ۲۰۲۲ء (آن لائن)۔

٥٦. امام احمد رضا کی اجتہادی آراء (اردو) ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی، محقَّق، ۱۴۴۶ھ/ ۲۰۲۴ء (آن لائن)۔

٥٧. شیخ عبد القادِر جیلانی اور مقامِ غوثیتِ کُبریٰ (اردو) ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی، محقَّق، ۱۴۴۶ھ/ ۲۰۲۴ء (آن لائن)۔

انگریزی کتابیں

58. 20 FUNDAMENTAL PRINCIPLES TO IDENTIFY SHIRK & BID`AH: By: Dr. Mufti Muhammad Aslam Raza Memon Tahsini.
59. Tahsin al-Wusul – By: Dr. Mufti Muhammad Aslam Raza Memon Tahsini.
60. The Hereafter (On the Muslim belief of life after death), By: Dr. Mufti Muhammad Aslam Raza Memon Tahsini.

عنقریب شائع ہونے والی کتب

١. عقائدوکلام (اردو): للإمام أحمد رضا خانْ (ت١٣٤٠هـ).

٢. تلخيص الفتاوى الرضوية (اردو): له، (ستّ٦ مجلّدات).

امام احمد رضا کی اجتہادی آراء

تالیف

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی حفظہ اللہ تعالی

مختصر تاریخِ ندوہ

تالیف

ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی حفظہ اللہ تعالیٰ